BROWN
BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222560

UNIVERSAL
LIBRARY

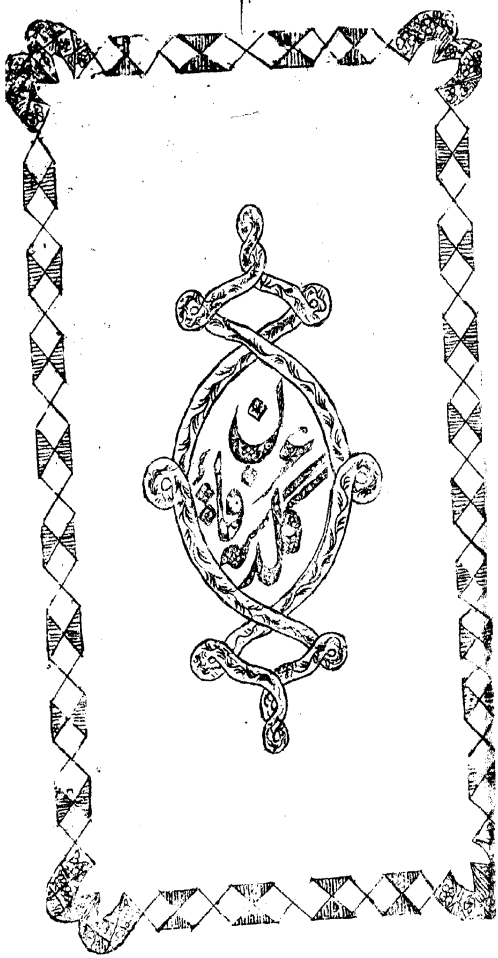
OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

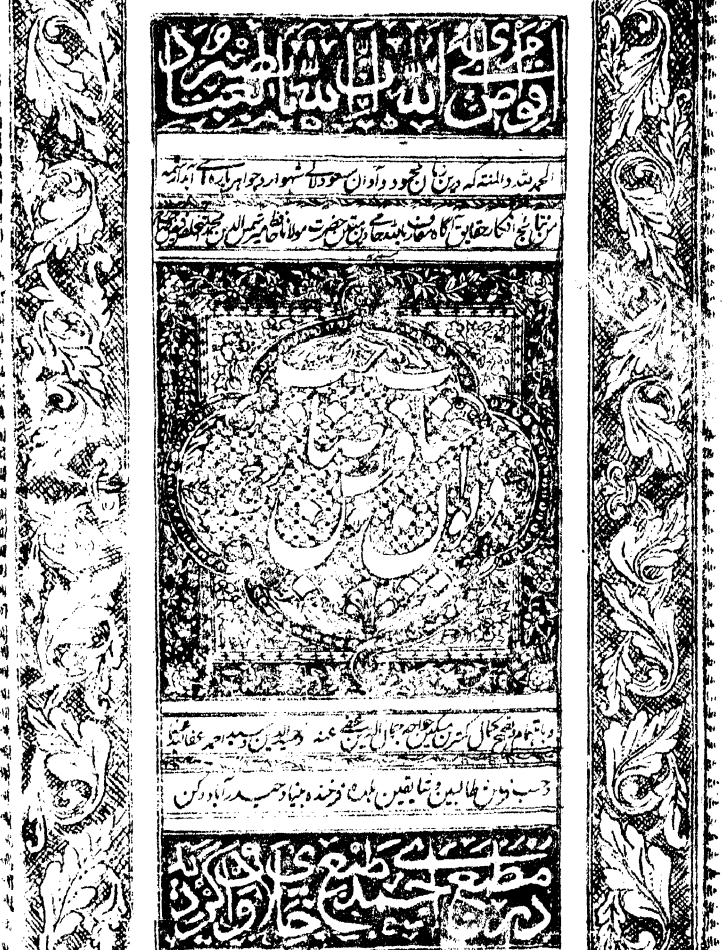
Call No. ٨٩١٤٣١٧ Accession No. ٩٩٠٣

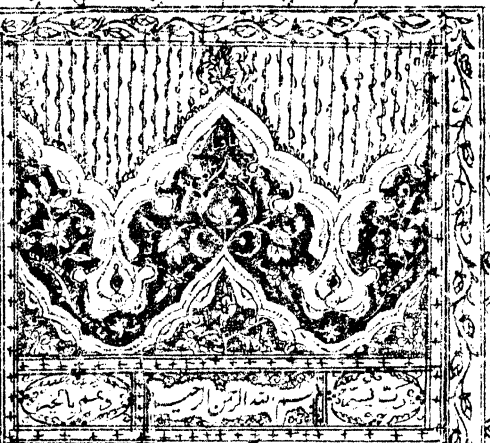
Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.







بسم الله الرحمن الرحیم

ردیف الف

حرم مین دیر مین جب کوی رو برو آیا
مجھے یقین ہوا بس یہی کہ تو آیا

سمجھ گیا تھا مری جان کا عدو آیا
جو بنے او بچی سفاک جنگجو آیا

کسی کو کوی بھی ممنون نہین ہے کر انصاف
دہر مین کل آیا او دہر سے تو آیا

لفظ کہر نہین روتا آہ آہ آنسو
دل کن لگا کہوکے آرزو آیا

لحظ غیر کا تب کرکے جان من کیو
کیا ہے غور تجھ تو ہی سو بسو آیا

ہر صف ہے اور شک غ تو
تاب سر پہ اٹھاسے ہوکے سبو آیا

ہم کس سے کرینگے دعوے خون کیجئے انصاف
معقول ہیں جبکہ وہ ستمگر نہیں ملتا

آرام سے اوقات بسر ہو مری کیونکر
منتی ہیں کہیں ہم دل مضطر نہیں ملتا

کیجائیں اور اگر دل مضطر کو ہمارے
کوئی اونہیں پر کوئی تڑپنے نہیں ملتا

نقد دل و جان نذر کروں مفت ہی لیکر
مجھسو مرے مذہب کا کوئی دلبر نہیں ملتا

چھا گئی جو آسے آنکھوں میں جی وہ فیض
ایسا کہیں نیا میں وہیں گھر نہیں ملتا

روزن دل ہو گیا رستہ ہر اک آزار کا
ہو نہیں مسدود یارب رخنہ اس دیوار کا

بیتاب قتل تک چشم قاتل کو ہے
ناک میں دم آگیا پر میر سے بیمار کا

بند و سینہ سی نگاہے کہیں طفل سرشک
کام کیا ہے گہ میں ناہموار برخوردار کا

لب ہے وہ ساقی نظر انداز اس مجرم پہ
پاک زخم دل ہوا ہے راستا میخوار کا

اے ہجوم یاس بے پرسش سے کر سینہ میں آ
زاہے نکل باب جنت چاک جی کے واسطے

نیش قسم سے ہے ہری شرمندہ ابر وفا
لب ہو نشستہ تشنہ لب خون رگ ناتار کا

جب سے گذری ہے گل آرائیں ہم پر
نقشہ نقوش صحرا سے نقشہ مری منقار کا

ناخن غمگی رہی جو تیشہ رانی روز و شب
خانہ دل تماشا کہ تماشا وہ گھر کسی نگار کا

داغ دلکی اب جو سینہ میں بہار لگ گئیں
فیض صبح آج شاید دن ہے اس کا

ردیف الف

فیض

کچھ پوچھ ہی نہ حال دل ناتوان فیض
کہتا ہی جسم کوہ کا سایہ درخت کا

۶

ظاہر مرے گریہ کا اثر ہو نہیں سکتا
اک تار ہی اب جیب کا تار ہو نہیں سکتا

اوس گھر سے ترا کام ہے اللہ بچائے
جس گھر میں فلک شتر کا گذر ہو نہیں سکتا

ای ضعف سہانے ہوئی لیجل تو مجھے جو
آنا تو کبھی اودھر ادھر ہو نہیں سکتا

کہنے نہیں دیتی ہے مری بال ابر
تحریر ترا وصف کمر ہو نہیں سکتا

کیا منہ ہی جو ارباب ہنر سے کریں ماتمن
جز عیب کوئی ہم سے ہنر ہو نہیں سکتا

کس طور چلیں تا وطن یار ہم ای ضعف
دو گام ہی اب ہم سے سفر ہو نہیں سکتا

شوق اونکو حنا کا ہے افسوس تو یہ ہے
آنکھوں سے رواں خون جگر ہو نہیں سکتا

مشکل نہیں ہو بوسہ لب جاں بخش کا لینا
ہے کام بہت سہل مگر دو نہیں سکتا

کہتی ہو جلا کیوں ستوقع مجھ پر سکن
مطلب ہے مرا تجھ سے اگر ہو نہیں سکتا

ہر گز کلیم دوش پہ میرے نہ بھیجے
کہنچا ہے منی پوست دل بز بخت کا

نازیست اس چمن میں نہ انتقاض مزاج
جون غنچہ جسکو شوق ہو جمع رہنے کا

کیا ابر و کشادہ قاتل سے ہو صوت
مطلب تمام فوت ہی شعر و لخت کا

کچھ پوت چہرے نہ سلطنت عشق کا غرور
زینہ ہے آپ ہی مرے پائے تخت کا

کشتہ ہون ان بتونکی میں وضع کرتے کا
انکر الکن ہین تھیسے مری سنگ سخت کا

کہنچا ہے منی پوست دل بز بخت کا

جون غنچہ جسکو شوق ہو جمع رہنے کا

مطلب تمام فوت ہی شعر و لخت کا

زینہ ہے آپ ہی مرے پائے تخت کا

گر نہیں ہے شمع تجھ پر وا نہیں فرقت کی شب
گھر میں رہ جیا کہ میرے نالۂ شبگیر کا

پیرو خونخوار ہے محروم فیض نطق سے
ہے دہن سوفار کو یارا نہیں تقریر کا

۱۴
جلوہ دکھلاتی ہے وحشت گردش تقدیر کا
شعلہ جوالہ حلقہ ہے مری زنجیر کا

شمعرویوں کے زبان کو موبہ میں لیکر چوستا
گر خدا دیتا دہن مجکو دہن گلگیر کا

در پہ دیوانوں کو رہنے دے کہ ہیں زنجیر کا
کام در وا رکھنے سے بہتر ہے کہ نہیں زنجیر کا

ہوش چیتے کے ہرن ہوتی ہیں مجکو دیکھکر
عاشق ان مفتوں ہوں اک محبوب آہو گیر کا

دیکھتے ہی کبک مجکو مارتی ہیں قہقہے
دیکھنے والا ہوں میں کس چاندسی تصویر کا

زور وحشت کا رہا کرتا ہے تا نصف النہار
آسمانی منطقہ حلقہ ہوا زنجیر کا

آج ہی کچھ میں نہیں ہوں ان سیہ چشموں کا غش
شوق تھا طفلی میں بھی مجکو ہرنکے شیر کا

کام معنی سے نہیں صورت پرستی سے مجھے
خط رخسار بتاں خط ہے مری تقدیر کا

چاند سا چہرا دکھاتا ہوسے رفع اشتباہ
چاندنی بر مجکو دھوکا ہے مری تنویر کا

جب سے وہ محبوب نادان شوخ بیپیر ہے شریک
کھیل بن بیٹھا ہے مری تقدیر کا

عشق میں حد ناتوان ہوں نے ہوا زاد سے
اٹھہ نہیں سکتا کبھو خاکا مری تصویر کا

جانتا ہوں صورت محبوب کو شکل بوس
نام ہے تحریر اقلیدس مری تحریر کا

غزل

خاصان عشق خاک کے پیوند ہو گئے
ابرو کو اوسنے حکم کیا قتل عام کا

ذی جوہروں سے اہل غرض عرض بے غرض
آب گھسے کا کام نہ نوشنہ کام کا

بے اعتبار خلق میں میں بیر سے ہوں
ہوں نغمہ سنج کس لحن بے قیام کا

خاک مزار اپنی گدا کا خلق ہے۔
کشتہ ہوں فیض میں ہی کسی خوشخرام کا

دم چلا آتا ہے اور عاشق ناکام کا
وقت مردن بھی تصور ہے کسی کے بام کا

عہد پیری میں ہیں داغ جوانی کا دھوم
صبح کو بے نور ہے جلوہ چراغ شام کا

ایک چٹکی خاک کی گل کے بدلے گو لی
ہوں بھی کشتہ ہوں کسی محبوب سیم اندام کا

ہے تصور کعبہ رو یوں کا لحہ میں ہی مجھے
کام لیتا ہوں کفن سے احرام کا

اہل فطرت کی نہوں تظلیم کو تسلیم کا
ہے یہ ہی کرتا وقوف بینے بام کا

دفن کرتے ہیں لب دریا ہماری قبر
ہے موے پر ہی تصور زلف عنبر فام کا

رات سے ہم کہ رہے ہیں ہر پریشان گفتگو
عشق گیسو نے اثر پیدا کیا سر سام کا

ہو سیاہی کی خوض روغن ہوں دام
لکھیے ہیں کی بستہ دہن کی طلسم

نقرئی نشتری اے فتاد تر
مجکو سودا ہے کسی محبوب سیم اندام کا

خلق کی تسخیر پر زاہد نے باندھی ہے
سبحہ صد دانہ حلقہ ہو گیا ہے دام کا

سنو شیرین مین جلاوت ہے کی ہر حرف سے آبِ قند ہادکے لب کا بتاسا ہوگیا

کیون نہ مجنون جان دیوے لیلیٰ کے سوچ سے بال سے باریک حال زلف لیلیٰ ہوگیا

رخ دکھا کر سر دھر دون نے مجھے اکسیر دیا وہوپ کچھ چمکی نہ چمکی تبی کہ جاز ا ہوگیا

نالہ عاشق مضرت جن ہے معشوقو کو نغمہ میل سے گل کا کان بجھے ہوگیا

جلوہ اہل صفا ہی تیرہ بختون پر ہوا دل دل جہان نکلا کہ مرغ شہپر اند ہوگیا

گور مین ابھی ہے تصور ہمکو فرہاد کا سبزہ تربت ہمارا نقش طوبی ہوگیا

داغ سینہ کے جو دیکھا کہ مین ہون جیسے گل کو مالنجو لیا بلبل کو سودا ہوگیا

آہ آتش بار کی جھڑ سے گی مین نہ سے جو ل سوز پنہانکا اثر ہونٹون سے پیدا ہوگیا

عرش اعظم پر ترا ذکر کر مجنون کا دماغ لیلۃ المعراج رنگ زلف لیلیٰ ہوگیا

چاک پیراہن گلون کے چاک کی ہم نے سنی حال اپنا زندگی مین حال موقی ہوگیا

خواب مین بھی ہے تصور شوخ چشمو کا مجھے بستر آرام اپنا مرگ جہالا ہوگیا

وحشت گردی مین ہے راحت سے مجنون کو مجھے دامن مادر گدا مان صحرا ہوگیا

گرمی غم سے کلیجا پک گیا اے ہمدمو اندنو اپنا تنور سینہ چولھا ہوگیا

کب تلک پردہ رہوگے اپنے دانو نبی علی سنو کہکر میران کا بیدہ تنکا ہوگیا

مہر نے ابر دکی طرف دیکھا انہائی نیچ میہنہ جاؤ کیون خفا ہوے ہو بدلا ہوگیا

ردیف الف

صبح تک دمدار تاریکا گمان مجکو بہی — جب قریب شام ہو بندا دیکا تنکا ہو گیا
مل بے اعجاز شانی گیسوے شکبار — جو کبو تر لیگیا نامہ ہو جنگا ہو گیا
جال بینی دیکھتے ہی مینے کہائی بچہاڑ — اوسکا اہلانا مری حق مین اڑنکا ہو گیا

فیض صاحب سب توانی ڈہنگ سے باندہ گئے
عیب کیا ہے قافیہ گر اک بڈہنگا ہو گیا

کفر جو تھا دین سرا ہو گیا — بت بہی یعقوبون سے خدا ہو گیا
کیسے دوا مجکو مسیحا نے دی — درد محبت کا سوا ہو گیا۔
غیر سے لڑ بہڑ وہ مرے گھر چلے — یہ مزگی مین یہ مزا ہو گیا۔
خیر دنکے نقرے مین جو کل آ گئے — خیر صاحب نہین کیا ہو گیا
تیر ترا سینہ مین لگتے ہی مین — آدمی نہا قبلہ نما ہو گیا
دلمین لگا رہنے بتونکا خیال — گھر جو خدا کا تہا گیا ہو گیا
دیکہیے روتا ہے لہو کون کون — شوخ کو پھر شوق حنا ہو گیا
ہے وہ سعادت مری ویرانی مین — چند بہی آیا تو ہما ہو گیا
آپ ہوا دار پہ بیٹہے ہین آج — تھا جو ہوا خواہ ہوا ہو گیا
موت کہ ہر آنی ہے دیوانی ہی — **فیض** تو پہلے ہی فنا ہو گیا

وقت مطالعہ نظر آتا ہے رویِ یار
آئینہ ہے سراک ورق اپنی کتاب کا

پیرہن عشق زلف سیہ کار ہے ہمیں
ہر یوں میں نسخہ ہات چڑا ہے خضاب کا

کہتے ہیں ہند صوفی صافی سرشت سے
جنت میں جام کو ہیں قطرہ شراب کا

اے تشنہ کام آب فرح بخش ہے ہمیں
چشمہ ہے سلسبیل کا چشمہ شراب کا

گر خواستار جبر نہو روز وصل ہجر
کرتا ہوں میں مقابلہ اوس سے حساب کا

غفلت میں ہو رہی ہے مری زندگی تمام
ہے راتدن خیال کسی مست خواب کا

بعد فنا بھی ہے رخ گلگوں کی دل میں یاد
ہنے کفن میں عطر ملا ہے گلاب کا

باقی ہے بس ہے دفن کو مرقد ہی کیا ضرور
مارا ہوا ہوں زلف کی میں پیچ و تاب کا

مانند رگ شیشہ ساعت ہوی ہے خال
باقی ہے بعد مرگ اثر اضطراب کا

پیری میں بنا داغ جگر مشعل ہوا
نکلا چراغ صبح سے کام آفتاب کا

اے فیض چند روز نکلیسا میں جا رہیں
ہے دیر بھی مکان جو کے جواب کا

بتر نگاہ بار جو سن سے نکل گیا
سنا ہٹے میں دم مرے تن سے نکل گیا

جب وصف شوخ میرے دہن سے نکل گیا
جامہ سے زندہ مردہ کفن سے نکل گیا

تضمین جزو لاینحرا کی ہو گئی
سہو اسخ جو اوسکی دہن سے نکل گیا

غزل

۱۹

بادصفکم سنے کہ یہ چہل بل تو دیکھیے
باتون ہی باتون مین وہ مجھے رات چل گیا

گولی بچای ہم نے بڑی داؤ گھات سے
کل وہ جو عید گاہ مین لیکر رفل گیا

بیٹھے ہین وہ جو اگ بہو کا بنے ہوئے
میرا بھی جی اونہین کی شرارت سے جل گیا

منہہ پہٹ ہون چہیتے چہاڑ مناسب ہین جنکو
رک جاوگے جو منہہ سے مرے کچھ نکل گیا

تل جسمین باندہتے تھے وہ کلی رہی ہین
بیجا ہے ناز آپکا جوبن تو ڈھل گیا

شمشاد و سرو دونو لگے بغلین جھانکنے
گلشن مین وہ اکڑ کے جو بچون کے چل گیا

قبضہ کیطرح چلتی ہے جسکی زبان قبض
کترا کے راہ کل وہ یمن سے نکل گیا

۹

غزل

۱۸

ہنسے یہ وہ جو ہمارے تصنا را کھ کیا
نقشہ ہمارے کام کا سب کر گذر گیا

کہنچی جو اوسنے تیغ الگ جان و تن ہوئی
قصہ تھا عمر بھر کا ذرہین نبھر گیا

اے آہ صبح آگ لگے تیرے کام کو
سرو رسیدہ بند ہمارا اکھڑ گیا

کیون اہی ملی اب ہمین کہتے ہو باغ مین
سرو سہی تو رشک سے مٹی مین گڑ گیا

ہمن وہ غنچہ کھلاے گئے رنگ لا مینگے
بالفرض مرا جناب اگر اسکے بگڑ گیا

حسرت سے گئی دہیلی رقیبون کی ہوگی
گنتا مرا حبب آپکی نکل سے لڑ گیا

ممکن ہنین کہ پاس کرون پاسبا نکا
مین آکے پاس آپکے جو وقت اڑ گیا

ہو جائے ابھی دن کے اندھیرا جہان میں
اُس کی جدائی میں یہ سیہ گلیمیں ہیں
دیکھوں تجھ کو کھل جواہر کے طرف میں
اچھا ہے نہیں ہر جائی شب وصل کا مزہ
آئے ہی نظر عالم بالا کی مجھے سیر
کیا منہ ہے جو لکھے صفت لعل لب اُس کی
تنکی کو حباب آب نے پہنا سر پہ جو دیا
تابع دل مجروح کے ہیں تن پہ پری کے
سب کہتے ہیں تربت پہ مری ہول سے کے
مقتول ہیں اے فیض ہوں شمشیر ستم کا

اگر حال بیان دہن کر دوں شب غم کا
باقی مری چشموں میں نہیں نام ہی نم کا
مشتاق ہوں آ اے یار تری خاک قدم کا
تریاق اثر کچھ ترے کام میں سم کا
مشتاق ہوں میں یک مہ افلاک قدم کا
آئے اگر اوستاد ہی مافوق رقم کا
کچھ ہی نرہا پاس سر کی قسم کا
ہے لخت دل اپنا بھی نگین خاتم جم کا

حشر تک بھی نظر آتا نہیں اُس کا ٹھہنا
ہے مجھے شہر کی چھنکار قلم کی آواز
نامہ اوس غفل برہمن کو رقم میں لکھی
شیخ کو صید کر دیا کہ برہمن کو شکار
یار کے قد سے قد حور کو تشبیہ نہ دو

وہ تو آنکھیں ہیں مری ہجر میں گنگا جمنا
آپ جس رو دیے لکھتے ہیں کلیدہ دینا
بات آجائے اگر کوئی کبوتر لینا
دیر سے لیکے حرم تک ہے نہار منا
یاد اے فیض مجھے ہے واقعہ کرشنا

غزل

ہر گل کو ہم میں بلبل بے تاب ہے ہنوز
تنگ قفس سے ان کے ہی دل ہے ہنوز
خالی نکلنے سے نہیں کوئی گنج ہے ہنوز
نخل فقط موہوم ہی ثمر ہے ہنوز

غزل

۲۵

ہوتے ہیں خاک بہر سیکڑوں ہنگام جرم — کباب میں چال ہے اونکی نہ چلن ہے اونکا
بات کرتے ہی جلاتے ہیں صدا مردے سب کرامات ہے اعجاز دہن ہے اونکا
کیا کرے کوئی دہن اونکی کمر کی تعریف نہ کمر اونکی ہے پیدا نہ دہن ہے اونکا
شوخیاں لب کی شہیدونکی پس مرگ بھی ہیں گور ہی سرخ ہے اور سرخ کفن ہے اونکا
جنکے چیتے کے کمر سے بھی کمر ہے پتلی دیکھہ وحشت کو مری ہوش ہرن ہے اونکا
سمجھے ہم طاق حرم جنکی خم ابرو کو کعبہ رخسار ہی اسے قبلہ من ہے اونکا
جنکی زلفون سے ملا گیر کی بو آتی ہے اژدہا گیسوے پر پیچ وشکن ہے اونکا

شعرا ہے سب فیض جہنیں کہتے ہیں
سید آباد دکن خاص وطن ہے اونکا

۹

ردیف الف

۲۴

شیوۂ افتادگی جب تک ہیں دہکاں ہم رہا — سائبان مسکن اپنا سایۂ دیوار رہا
سرگذشت اپنی کہوں کیا نرگس آسا ہم چمن — موسم طفلی سے میں پیری تلک بیمار رہا
ناتوانی کا بیاں ہم خاکسارونسے ہے پوچھ — نقش پا کیطرح اٹھنا بیٹھنا دشوار رہا
دلکو جمعیت بہاں غنچہ سو سو رنگ تھی — جب تلک ہمکو خیال بلبش دستار رہا
یہاں اثر کس نقطہ موہوم کا پار ب خیط — قامت خم گشتہ پیری میخط پرکار رہا
قطرۂ خون تھا کہاں سے ناخن موج نسیم — غنچہ سان یک عقدہ مشکل تہ منقار رہا

جو تہا بہیجا ہی کہانا تمکو منظور
ہمارے سر کو سہلایا تو ہوتا

گئے حمام مین تلوار باندہے
لہو مین ہمکو نہلایا تو ہوتا

دہن ہے یا نہین کیا بات ہے
کبہی کچہہ تمنے فرمایا تو ہوتا

قباے پوشین کا شوق اگر تہا
ہمارا پوست کہچہوایا تو ہوتا

کیا جوان بتون نے ستمگر مرے ساتہہ
خدا سے دلمین شرمایا تو ہوتا

تماشا نث کا پہر نکو نہ بہاتا
ہمین زلفون مین لٹکایا تو ہوتا

نہ اہتا فتنہ محشر کبہی فیضی
بغل مین اونکو بٹہلایا تو ہوتا

۱۹

وصل کا دن نہ اگر یار میسر ہوتا
ہجر کی رات مین جینا ہمین دشوار ہوتا

دیر و کعبہ کی طرف کس لئے جاتا زاہد
گر ترے گہر کے قریب یار مرا گہر ہوتا

عشق مژگان ستمگر ہوا صد افسوس
سر ہمارا ہی کسیدن تہ خنجر ہوتا

بے نقاب آپ نہ محفل مین ہوے جو ہوا
صورت آئینہ حیران سکندر ہوتا

کوی اوسپر کبہی اونگلی نہ اٹہاتا آکر
آہ نوگر ترے ناخن کی برابر ہوتا

ذکر اونکے رخ و گیسو کا نہ آیا ورنہ
بزم مین کوی پریشان کوی شوریدہ ہوتا

مثل بلبل کے بجاے تجہے دیتا باہر
میری آنکہون مین اگر یار ترا گہر ہوتا

زیست کو مرگ سمجھتے ہین ہم — پیرہن ہے سو کفن ہے اپنا
جو وہ کھتا ہے وہ ہم کھتے ہین — دہن یار دہن ہے اپنا
کیون نہ طواف در محبوب کرین — کعبہ بے قبلہ من ہے اپنا
وہ تو ہستی ہین پہ ہم روتے ہین — کیسل اونکا ہے مرن ہے اپنا

یار کو شوق ہوا چاہیے کا
ہوش اے فیض سرن ہے اپنا

ردیف الف

۱۶

۳۹

برآمد رات کو مجھے پر اگر وہ مہ لقا ہوتا — زمین سے تا فلک غل آفتاب حشر کا ہوتا
مزا اونکی لب پر شور کا گر مین چکھا ہوتا — نمک ہر ہر رگ و ریشہ مین سے بیدہ گیا ہوتا
نہ آیا وہ سہی قامت پے گلگشت گلشن مین — سرنگ سایہ شمشاد پیرون پر گرا ہوتا
ترے دیوار مین ہم سیند و کر اندر آجاتے — بہلا شبکو اگر دربند ہوجاتا تو کیا ہوتا
اگر اے موکمر رخسے تمہاری ہمسری کرتا — ہمیشہ اعتبار کا منہ پر ہر اک گلگے لگا ہوتا
جو مرتے عشق گیسو مین تنہا کچھ پیچ کا کرتے — رفیق کنج تنہائی لحد مین اژدہا ہوتا
سحر سے شام تک وہ بت کی فکر ناتواں ہے — خدا ہی جانے کیا کرتا اگر لکھا پڑا ہوتا
نہ کیجو اے شبیہہ اوس ماہ کی پہر آد و ہانی سے — اگر تصویر کے فن مین بھی کچھ سچ مچ ہوا ہوتا
رخ روشن کو اپنی گیسو و لین کیون چھپاتا تو — سیاہی کیسنے دن دہاڑے تجھ کو کیا ہوتا

لکھتا ہوں وصف زلف سیاہ رخ یار کا
نوک قلم میں ہر سے ہے دندان مار کا

عشرت ذراق مار میں عشرت ہوئی مجھے
آنسو کا تار کام کرے ہے ستار کا

کیا بحث جبر و قدر کریں ہم سقم زدے
یک مسئلہ بھی یاد نہیں اختیار کا

دیوانگی ہوئی مری زنجیر پا مجھے
وحشت سے بنی کام لیا ہے لوہار کا

ہے اپنے سوز دل کا دماغ آسمان پر
پرتو ہے آفتاب دل داغدار کا

اے جان پاک کر نہ تن قوس پر غرور
ہے خلد جسم پیرہن مستعار کا

آتے ہیں لوگ مجکو نظر اوس جہاں سے
ناسور دور بین ہے مرے جسم زار کا

پیرہن قد ہوا ہے مرا صورت رکاب
طفلی سے مجکو عشق ہے اک نے سوار کا

کاغذ کے بدلے ہے دہن نقرئی ضرور
لکھتا ہوں وصف سنتا ہے سیمین عذار کا

تیار خاک گور سے ہونے میں جام ہے
بعد فنا بھی رنج ہے مجکو خمار کا

مجنون سے حال ناقہ لیلی کا پوچھیے
وہ سار بان ہے اس شتر بے مہار کا

کیونکر نہ سمجھیں ہم رخ روشن کو آفتاب
جلوہ ہے اوسکی مانگ میں نصف النہار کا

درویش کوئی عشق تکلف سے ہے بری
دست فقیر کام کریں پشت خار کا

کیا احتیاج عینک اسلام و کفر کی
حافظ ہوں میں فیض صحف رخسار یار کا

الف

نیرنگ تو نیا ہے شب ہجر دیدار کا
ہم نے لکھا ہے وصف رخ یار شب کو دن
پہنچا ہے کون وصف دہن تا سحر کہاں
لکھتا ہوں وصف دہن جو شب تار کا
لکھتا ہوں وصف دہن جو شب تار کا
لکھتا ہوں وصف دہن جو شب تار کا
لکھتا ہوں وصف دہن جو شب تار کا

غزل

فیض

بیٹھنے کو ترا دھندلا سا ہوا دیوار	سایہ جن ہے مجھے سایہ تری دیوار

کشتۂ افعی گیسو ہی نہیں کچھ سیمیں تنک

فیض کے رہنے کو ہے ہر شہر میں ہر شہر تک

۶۱

جب تلک آئینہ دل نہ مصفا ہو گا	جلوہ عکس رخ یار نہ پیدا ہو گا
جلوہ افروز جو وہ غیرت حور ہو گا	گھر میں عالم مرے جنت کا فضا کا ہو گا
رہ گیا میں ہی پھک دیکھ یہ پیاسا نکلے	تیغ رخسار کو آئینہ میں دیکھا ہو گا
روش باغ پہ دو چار قدم چل تو سہی	کبک رفتار کے آگے ترے بھدا ہو گا
وحشت دل کا ارادہ ہے کرے قتل مجھے	بہر تکفین مرے دامن صحرا ہو گا
دل ندو زلف ورخ و چشم و نظر کو اسکے	چار لوگوں میں ہی آپ کا ٹھٹا ہو گا
تار گیسو نہیں ٹوٹا ہے سن اے شانہ طلب	دم کسی زلف کے پابند کا ٹوٹا ہو گا
تا توان دیکھ کے مجکو جو وہ بل کھاتا ہے	بار کے کانپتی کچھ زلف کا ہو گا
نزع میں نار کیا عشق نے یہ تک	موت نے ہی مجھے سینہ پہ نیا یا ہو گا
اٹھکے کعبہ سے جو ہم دیر پہ جا بیٹھے ہے	دل لگی اپنی ہے جس سے کوئی تر سا ہو گا
سنبلا گرد ہو وے مرا خسرو شیریں گفتار	ہر حباب لب جو مجکو بتاسا ہو گا
گر کہوں شان عمل میں لب شیریں تو	دہن و کام مرا رزق ہی رہ گا ہو گا

غزل

گفتگو مجھکو نکیرین سے مشکل ہوگی
گور میں ساتھ مرے گر ترا غم ہوگا

وہ سلیماں ہے تو ای زہرہ جبین جبر نہ لے
مفت میں خرمن صبر حلقۂ خاتم ہوگا

منہ نہ کھلواؤ مرا ہم نفسو جینے دو
بات کرتے ہی جدائی میں ہوا دم ہوگا

گشتہ قامت سبزان کہن ہوں بخدا
سبزۂ گور مرا ہم قد آدم ہوگا

بام جاناں کے تصور کی ہنو گر تصدیق
ہمکو حاصل نہ کبھی مطلب مسلّم ہوگا

نہ پہن تنگ گریبان کی قبا او ظالم
جامہ زیبی سے ترے بند مرا دم ہوگا

غیرت جنت فردوس ہے ای روئے نکو
نہ ہمیگا ترے کوچہ میں جو آدم ہوگا

روشنی سے اگر آجائے لحد پر وہ مسیح
بخشنا خہ مجھے ہر بخیہ مریم ہوگا

کشتۂ تیغ جبت رشک وہ ماہی ہوں میں
خاک تربت سے مری شور سر غم ہوگا

چڑھ او تر ہیک نہیں بام جہانباں پہ
ہوگئے اعجاز رخ ای دوست عیاں تجھ پہ

تلے اوپر سحر و شام مرا دم ہوگا

شوق تکل کے ازانیکا مسلم ہوگا

دور ہا تو میں سر تا سر شعاعی ہوگی
چاند تکل کا ترے تیر اعظم ہوگا

غم نہیں قتل ہو میرے جو اٹھا لے بیڑا
ہر جراحت پہ اگال آبکا مرہم ہوگا

وہ صفای رخ روشن میں ہے اللہ اللہ
رو بروئے ترے آئینہ مدہم ہوگا

ہوں وہ لاغر کہ مرا نقشہ مہندس سے قلم
نہ سطح لہی ہوگا نہ مجسم ہوگا

فیض اگر سجدہ کریں آپ کو تو کچھ عجب نہیں
صورت حق ہو ہوئی صورت انسان بنا

۲۲

ادنے کے ذہن کا وصف مرے مہرباں ہوا ۳۸	پیدا وہ بار دان ہوئے میں بیزبان ہوا
آیا شب وصال وہ محبوب شمع رو	پروانہ میں ہوا ہوں مکان مشتعل ہوا
آیا فتور خواب میں اہل قبور کے	منشور نشور ہجر میں شور فغان ہوا
تنہا میں عنبار خاطر یاراں ہم سفر	جنگل میں چھوڑ مجکو روان کارواں ہوا
ہیں کیسے کیسے حور کے ٹکڑے بتان ہند	جنت نشان تختہ ہندوستان ہوا
برسوں ہی دیر دیکھیے میں کعبے کو ہم گئے	بت مہربان ہوا نہ خدا مہربان ہوا
یار و نکلے باڑ دیتے سے آہ وہ گور پر	پتھر مرے مزار کا سنگ فسان ہوا

اے **فیض** مجھکو ہجر نے انسان بنا دیا
آب سرشک جادۂ آب روان ہوا

۲۲

ہجر میں جب گھر مرا وحشت سرا ہو جائیگا ۳۹	حلقۂ در حلقۂ زنجیر بپا ہو جائیگا
واں تہا راجب درد دولت سرا ہو جائیگا	ہند جہنت کی طرف کا راستا ہو جائیگا
وہ سیہ بخت ازل ہوں زلف کی سرکار نے	رات اگر آئینہ آئے گا تو اہو جائیگا
آئینہ کو روبرو اے مذو مانو کھا	آشنا صورت کے معنی آشنا ہو گا

غزل

فیضؔ

گر خیال اوس برہمن کا رہیگا روز و شب
قبلہ اپنا کعبہ دل بھی گیا ہو جائے گا

لکھنؤ دوزخ سے بدتر ہے فراقِ یار میں
رہنمائی مجھکو موتی جھیل کا ہو جائے گا

ہم پیالہ کیوں تنک ظرفوں کو وہ کرے فیضؔ
غصہ کھانے سے لہو پانی مرا ہو جائے گا

عشق تیرا جب مجھے ای جان مین ہو جائیگا
دیکھ کر صورت مری چیتا ہرن ہو جائے گا

مر رہ دیوانہ ہون عریان ہی ہوگا بعد مرگ
جب لحد مین جاؤنگا جوری کفن ہو جائے گا

ای محفل مین رقیب مینس زنگو رہ مدد
مینس غم مجھکو مرا ہر مو سے تن ہو جائے گا

کیا ہوا گر تا توان ہو نہین رسائی نعش یا
بیٹھ جاؤنگا جہان سیر وطن ہو جائے گا

کیک کس گنتی مین ہے چل تو سہی بازار مین
غمزہ تری رفتار پر ہر مرد زن ہو جائے گا

کیون انگر کھے کو بناتا ہے قبا ای دست غم
یار پر ظاہر مرا دیوانہ پن ہو جائے گا

دوگی یک بوسہ لب شیرین سے گر تم مجھے
قند کا کوزہ مرا کام و دہن ہو جائے گا

تو وہ کافر ہے اگر آجائے مسجد مین کبھی
دیکھکر تجکو مسلمان برہمن ہو جائے گا

غم نہین اندہیز نالون نے کیا گر بزم مین
عکس رخسار یار شمع انجمن ہو جائے گا

کیون دہڑی سی کی ہو تو بیچا نہ جائے فیضؔ
مثل سوسن کے سیہ رنگ سمن ہو جائے گا

بزم مین آجائے گر وہ لیلیٰ شیرین منش
کوئی مجنون اور کوی کوہکن ہو جائے گا

ہو گا جب پتلی کمر والو نکا ذکر
نشۂ فیض اپنا ہرن ہو جائے گا

۹

۳۹ کیا کہیں ہم تم سے کیا رہ جائے گا
ایک دن سب کچھ دہرا رہ جائے گا

کیوں کھڑے رہتے ہو پیٹھو بام پر
اک نہ اک فتنہ کھڑا رہ جائے گا

کیا لکھیں وصف دہان تنگ ہم
کرکے تنگی قافیہ رہ جائے گا

ہو نہی کھولوں گا بھری مجلس میں جیب
آپ کا یہ دو کھنا رہ جائے گا

ہوئے گیسو منتشر ہو نے نو دو
مشک نافہ میں چھپا رہ جائے گا

قتل کر کر آپ جاتے ہو کدھر
لاشہ کو چہ میں پڑا رہ جائے گا

بحث اعراب و بنا سے کیا حصول
یک قلم مطلب مرا رہ جائے گا

مصحف رخ خط کرونگا مگر
مجھ سے خط کا حاشیہ رہ جائے گا

سا سنا ہو گا جب اوس سے فیض کا
مدعی کا مدعا رہ جائے گا

۱۶ ۴۰ مت سنا کا کل کو تھا دل میں بنا
منع ہی کھتے ہیں شکوہ ذکر کرنا جو گا

بست ہست رہنے میں ہا ل ہو جاتا
ہو جہان پنی گذر ہوتا ہے واں سیلا گا

خاکساری ہی میں ہے نیکی جو ہر دل کو پہنچ
نفع کیا کر بوئے دانہ در نا یاب کا

غزل

ذکر دریا پر ہو گا گیسو ئے نگی تاب کا — اشک دامن بن جائے گا ہر ایک موجہ آب کا
زہر لگتا ہے مجھے مینا شراب ناب کا — بادہ گلگوں ہے فرقت مین لہو خانہ خراب کا
پہانسا تک اندہیرا ہجر مہ طلعت نے کیا — رنگ کالا ہے مرے گہر شب مہتاب کا
عہد مردن ہی تکلف سے دل بیتاب ہے — شامیانہ ہے ہماری گور پر کمخواب کا
خط سے تیرے سبزہ بالبال خلاوت ہو گیا — رنگ رخ سے رنگ پہیکا ہے گل شاداب کا
سیر کرتا ہون بہشت کو چہ معشوقان کی — کم نہین ہے مونگے عالم سے عالم خواب کا
باندہ مت تلوار اے قاتل بلچک آجائیگی — ہے تری پتلی کمر بوجہا بہت ہے زہاب کا
قتل مہتابی پہ ہوتا ہون مگر اس شرط سے — دیکھئے مجکو کفن ہی چادر مہتاب کا
ہو نہ کوٹھے پر برآمد وقت شب ہے ورنہ خلق — کوہ کو ہو گا مغالطہ مہر عالمتاب کا
کاٹ کر دل کو لا سینہ مجروح سے — ہے اثر آب دم شمشیر مین تیزاب کا
نامہ بر تجھکو ایقا صد کرون لطوف اگر — یار کو خط پر گمان ہو گا پر سرخاب کا
قابض ارواح آیا میکشو نکی بہیس مین — نیزع مین بہی شوق ہے مجکو شراب ناب کا
جوش پر آجائے بحر اشک اگر ای رشک مہر — طرہ سر پر ہو دہو کا خلق کو گرداب کا
یار کے در پر ہوس سے سیکڑون کشتے ہوئے — ہو گیا چاہ زنخدان ہی کنوان سیماب کا
سہو سے ہی سجدہ مسجد مین کبھو کرتے نہین — ابرو ئے خم کو ہم سمجھے مین خم محراب کا

ردیف الف

ہم نے اپنے دلکو پیش کے جانان کر دیا
آئینہ کو آئینہ دکھلا کے حیران کر دیا

بعد مردن بھی نہ چھوڑا ساتھ وحشت نے مرا
مجھکو یاروں نے لحد میں دفن عریان کر دیا

روز وشب وصف لبِ جانانِ کن میں سحر ہوں
سینے اپنے کام شیریں کو نمکدان کر دیا

اپنی پرچھائیں سے کوسوں بھاگتا ہوں اندھون
مجھکو وحشت ذرہ مینے گریزان کر دیا

کیجھان مارا گیا عشق لب جان بخش مرے
تینے عالم کو غرقِ آبحیوان کر دیا

کیا خدا کو منہ بتاؤں ہم بتونکے عشق میں
دیر کو آباد اور کعبہ کو ویران کر دیا

اوس نے سر کے لگانیکا لیا جب سے شوق
پیمنڈا لا مجھکو اور مجلس کو حیران کر دیا

کر دیا ہے اوسکے گیسو نے مری دلکو سیاہ
رخ نے جن کافر کے ہندو کو مسلمان کر دیا

تہی پس مردن سگ محبوبی خاطر جمع
بد یونکو ہمینے وقف کوئے جانان کر دیا

میں نے مطلق ہمنے مطلق ہنین سمجھی مگر
ہاں اگر حیوان ہی آیا تو انسان کر دیا

مر گئے ہم پر ہی پھوٹا عشق گیسو نے تجھے
دفن یاروں نے تہ دیوار زندان کر دیا

جی میں آتا ہے کہ گھر میں ہو رہیں کنجے کے ہم
اپنے در کا یار نے غیرونکو دربان کر دیا

ہمنے چند اوراق وصف گل میں جمع کئے تھے
نام اوسکا شیخ سعدی نے گلستان کر دیا

بعد خلقت سے عشق ہمارا ہان رہے
فیض مجکو جن نے پیدا کرکے پہچان کر دیا

ہین خیال خلق ابرو کے محبوب مین کہان
ہندو بچون کے شوق کیا ہے نماز کا

آنکہون سے پیش نظر یار زہرہ وش
پردہ ہماری آنکہہ کا پردہ ہے ساز کا

پیرخ زمانہ مجھے ہے منصوبہ کیا کرون
عاشق ہوا ہون شاہد شطرنج باز کا

ایک ایکدم مین اوسکے ہزارون ہی پیچ ہین
مارے نکوی دم فلک حقہ باز کا

بالکل ہین ہے جزو حقیقت سے آشنا
مقلوب ہے مزاج ہمارا مجاز کا

ہر شخص سے مناظرہ بالکل ہے مرا
صورت شناس ہون کسی آئینہ ساز کا

داخل ہوا ہون سلسلہ زلف یار مین
ہون معتقد کرامت گیسو دراز کا

آئے ہین پھر فاتحہ رندان بادہ نوش
ہمارے زندگی مین عشق کسی نشہ باز کا

نالے ہی کرتے کرتے مرا تو ہتا ہے دم
پھر مبتلا ہوا ہون کسی نے نواز کا

چڑھنا اترنا بام کا چھت پٹ ہے ہیر کو
کیجے لحاظ کچھہ تو شیب و فراز کا

سمجھا خیال نزع مین تلقین یار کو
مرتا ہون لیک شور ہے دیر و دراز کا

وحشت مین فکر طوق و سلاسل کرے نہ فیض
گھر ہے مرے پڑوس مین زنجیر ساز کا

۱۲

عشق روئے دلربا پیدا ہوا
دل مین اور اک عار صفا پیدا ہوا

عشق گیسوے سیہ مرد سیاہ ہے
گور مین بھی اژدہا پیدا ہوا

کیا حاجت ہے اگر صد چاک پیراہن ہوا ۵۲ ہجر جاناں میں تن بے اغر مرا سوزن ہوا
میں شہید ناز ہوں مسکن مرا مدفن ہوا عاقبت میرا کفن میرا ہی پیراہن ہوا
مرتبہ یہاں پست کا بالا پس مردن ہوا سنگ پا آخر مرا سنگ سر مدفن ہوا
کم نہیں روح القدس سے قاصد کوئی صنم آشیاں طائر سدرہ مرا مسکن ہوا
وقت جاں کندن فرشتے بنکے آئے ہیں جا شوق ہمکو بادشاہی کا دم مردن ہوا
روز و شب ہی صرف وصف دلبران کشمیراں کس قدر اوسنجا ہماری شاعری کا فن ہوا
ہر ستارا ہمکو انکا رانظر آنے لگا ہجر مہ رویاں میں صحن آسمان گلخن ہوا
موم ہو جاتا ہے دل آہن دلان دہر کا رو کش الحان داؤدی مرا شیون ہوا
غش اوہر آیا کہ پھر دونہیں افاقہ ہم گیا کوچۂ دلدار مجکو وادی ایمن ہوا
ہے اسیری آرزو کے خلعت دیوانگی طوق گردن مجکو میرا حلقۂ دامن ہوگیا
زلف والونکا محل کاٹے ہی کھاتا ہے مجھے سانپکے بانبی مگر دیوار کا روزن ہوا
قاف شہرت ہوگیا گنج لحد بعد فنا طلعۂ عنقا پس مردن ہمارا تن ہوا
زخمی شمشیر ابرو ہو نہ ہرگز خاکسار کوئے قاتل میں عنبا تن مجھے جوشن ہوا
نرغ میں جی ہے خیال روئے باغ رشک خلد تختہ تابوت مجکو تختہ گلشن ہوا
ہے خم مادہ چمن میں خم افلاطون مجھے نالۂ مرغ گلستان نغمۂ ارغن ہوا

ہے لب خشک و چشم تر مین وہ زور
بحر و بر ہی لین خراج اپنا

دلکی تعظیم فرض کیونکہ نہو
کعبہ سمجھے ہے سیر حاج اپنا

عیب ہے گر بجائے اوسجا
پائے جس جا ہنر رواج اپنا

آبلہ کب ہے اپنے تلوے مین
زیر پا آگیا ہے تاج اپنا

دیر ہی مین پڑے ہین فیض
کیا ہے کعبہ مین کام کاج اپنا

۵۴

جام خورشید ہے ایاغ اپنا
چرخ چارم پہ ہے دماغ اپنا

مٹ گیا داغ عشق پیری مین
گل ہوا صبحدم چراغ اپنا

دل پر داغ ہے ہمیشہ بہار
باغ جنت ہوا ہے باغ اپنا

جہان ڈالی جہانگی مٹی
نہ ملا آجتک سراغ اپنا

دلکی ہے ہر ایک وحشی کی
باغ سے کم نہین ہے راغ اپنا

دو جہانکی ہے جسمین گنجایش
دل ہے وہ گوشہ فراغ اپنا

یار نے فیض جسے دی کرسی
عرش اعظم پہ ہے دماغ اپنا

۵۵

مشتاق ہو نہ اوس چمن کا ثبات کا
کیا اعتبار جلوہ گہ بے ثبات کا

غزل

لکھوں جو وصف زلف تو ہو جائے ہفتخواں
ہاں بانی ہوئی دوات قلم اژدہا ہوا

ہوں بادشاہ وقت گواہوں فقیر دوست
نقش حریر مجکو خط بوریا ہوا

موذی نظر میں ہے مرے ہر ایک بیت فکر
مار سیاہ سایۂ زلف دوتا ہوا

افتادگی کا غم ہے ہمیں پیر ہو گیا
مجکو تصور قد جانان عصا ہوا

بوسہ لبوں کا لیتے ہی میں ہو گیا شہید
زہر آب شیر سے کام کو آب بقا ہوا

کوٹھے سے جلد اوتر کہیں او ماہ اوج حسن
خورشید حشر چشم جہان میں سیاہ ہوا

ہے جیسے اوس نگار کو شوق و شتاب
یہاں تختہ مشق تختہ چوب حنا ہوا

زلفوں کی یاد جھانگی دل پر پس وفات
تربت پہ اپنے ابر سیہ کھر ہوا

اے بت پرست امید ہی کعبہ ہے سجدے کو
پتھر سے بھی حصول مکیں مدعا ہوا

آیا عدم سے میں جو سوئے گلشن وجود
شوق نظارۂ چمن ماسوی ہوا

ہم خلقت حباب ہوں اے فیض کیا کہوں
سے سینے سانس ادھر کہ ادھر دم ہوا ہوا

چراغ دیر میں جو تو قندیل حرم کا تھا
اوسی آتش کے پرکالے کا ہر اک جا شعلہ تھا

بتوں نے قتل کر ڈالا خدایا کیا گنہ اوسکا
سا فر پانچ دن سے یہاں جو وارد تھا

کسیکے گھر میں اک دل سوختہ مہمان شب کا تھا
چراغ صبح کے مانند مہمان کوئی دم کا تھا

کیا جنہ سروں کو مرے بے رحم کیا کہیے
سنا نقشہ کسی بید ظالم کے ستم کا تھا

چشکیو مین نامہ بر کو جو اور دے آپ مین
کیا غضب کرتے ہو انسان ہی کبوتر ہو گیا

بو جہہ ہی ڈالو کہین قطرہ عرق کا رہے نہ تم
بوند پانی کی مرے نظرون مین گو ہر ہو گیا

ہے خیال اہل صفا کا جب سے مصرع فیض کا
کاسنہ چینی ہمارا کاسنہ سر ہو گیا

فیض کب تک مدحت زلف و لب و خال بتان
مشک مٹی ہو گیا یاقوت پتھر ہو گیا

۱۰

کونسی بات کا دہو کا ندیا ۵۹ تم نے کب مجکو بتو لا ندیا
قسمتونکا مرے لہنا دیکھا تم نے کس روز اُلہنا ندیا
چار پانچ آپ کیا کرتے مین ایک بوسہ ہی لبو نکا ندیا
جب نہ تب پہل ہی کیا کرتے ہو ایکدن ہی مجھے پہلا ندیا
کب نہ گیسو کے پہنسا پہندے مین کب مجھے آپ نے جھٹکا ندیا
تپ چھڑی کب نہ مجھی کب تمنے گرم جوشی سے پہپارا ندیا
دل دیا جی بھی دیا مینے نہین پر کسی روز نہورا ندیا
کب نہین آپ نے بالا پہنا کب مجھے آپ نے بالا ندیا
سیدہی کب مجھی بری وقت سوال کب جواب آپنے اولٹا ندیا
سات غیرونکے لڑی کب جھٹی ہم نے کب **فیض** کو جھٹا ندیا

غزل

فیض گونگے کی مٹھائی ہین لب
ہر مرا سنہ کہی نہانہ کیا

خوف کب مینے خدا کا نہ کیا
اے بتو کب تمہین سجدا نہ کیا

بوسے کب مینے لئے چور پیے
کب ترے جسمکو کوڑا نہ کیا

کب گلستان مین اکڑ کر نہ چلے
تم نے کب سرو کو سیدھا نہ کیا

کب ہوی مجکو جنون سے وحشت
چاک کب مینے گھر کہا نہ کیا

مجھسے کب آپ نے کی میٹھی بات
کب مجھے آپنے کڑوا نہ کیا

کب نہ آرے چلے سر پر میرے
شانہ کب زلف سے اوجھا نہ کیا

خال نے کب نہین چہرا مارا
غمزے نے کب مجکو نشانا نہ کیا

ہجر مین کب نہ ہوا مین ہلکان
کب مجھے آپ نے ہلکا نہ کیا

کب ہنسہ ولی کی تمانی تیاری
کب ہمین تمنے جھولایا نہ کیا

کب ہمارے نہ ہوے ہوش ہرن
تم نے کب غیر کو چیتا نہ کیا

پھر لیا کب نہ تمہین کو علی مین
تم نے کب مجھہ پر اچنبا نہ کیا

بال بال اپنا کبھوا نہ عدو
وصف کب ہمنے کمر کا نہ کیا

کب نہ ہنستے رہے روئے پہ مرے
کب مرا آپ نے ہٹنا نہ کیا

کب نہ غیرون مین رہی مجھسے چہیڑ
کب مجھے تم نے کہلونا نہ کیا

سلام مینے کیا تمنے صاف دی گالی
شکل یہ ہے کہ زمانہ نہین بھلائی کا

نجات سکنے کی آزار نے ندی دم بھر
ارادہ آئینہ رو یوسنے تھا صفائی کا

لکھون جو مین لب رنگین شوخ کی تعریف
یقین ہے رنگ بدل جاے روشنائی کا

بتونکی چھٹیون نے دم ناک مین کیا ہے مرا
بیان یہ نام نہ لاؤنگا روشنائی کا

کھن کے گہات مین رہتے ہین جو رہد کے
تسبیل ہون مین کسی پنجہ حنائی کا

نظر مین ہے فقرا کی سمو فقر ہم پشم
پسند اسی لیے ہے فرش اہنین چٹائی کا

جناب مجھسے اب آہستہ کیجیے باتین
مزہ کلام مین گپ چپکے ہی سہائی کا

جناب فیض یہ بدستیان تجو ساتھ
ڈر و خدا سے یہ موسم ہے پارسائی کا

۱۵

بگڑ گیا ہے مزاج اے خدا خدائی کا
دربتان پہ ارادہ ہے جبہہ سائی کا

دماغ کیون نہ فلک پر ہو میرزائی کا
ہلال عید ہے نعل اونکی زیر پائی کا

قریب یار کے رہتا ہے کانا بوسی مین
گمان رقیب ہے مجھکو کن سلائی کا

چہرے کتنی ہین لاکھون ہی گر زمین و زمان
ہوا ہے کوچہ سفاک گھر قضائی کا

خدا سے عرض کرونگا جو سامنا ہوگا
بتونکی ذات مین جوہر ہے بیوفائی کا

حلاوت لب شیرین نہ پوچھیے ہم سے
بیان گونگے سے کیا ہو مزہ مٹھائی کا

غزل

مدت سے شہہ کل کا مجھے تھا ہوا دعوا
کانوں کو مرے بات لگایا تو کیا ہوا

ہیں جو نقابت کرتے ہیں کار ثواب
تم نے مری نکی کو بھایا تو کیا ہوا

عالم ہے مقتدر تری ایک ایک بات کے
زلفوں پہ مینے مونڈ منڈایا تو کیا ہوا

مینی نہیں مہماں کی لڑائی میں ہے مثل
تم نے نکالا ملح سنایا تو کیا ہوا

مطلب نکلے پاؤں چومنی سے وہ پوچھو
گر تینے پانی نہ صلایا تو کیا ہوا

چھاتی کا ہے جم وہ سمجھتی رہے مجھے
سینہ جو مینے در پہ جھایا تو کیا ہوا

خواب و خیال نیند ہے مرگا کے یا ذرا
کانٹوں کا فرش مینے بچھایا تو کیا ہوا

ہے لوٹنے کی جا نہیں رنج کا محل
تو نے مجھی لہو مین لٹایا تو کیا ہوا

پھر جائیگا خدا سے بھی کل دیکھا جائیگا
وہ بت جو آج راہ پہ آیا تو کیا ہوا

غیروں کے پاس آپ تو کل تک حضور
جینے سے مینی بات اوٹھایا تو کیا ہوا

میرا داغ عرس معنی ہے سو ہے
مئی مین آسمان کے ملایا تو کیا ہوا

تنہا یہ ہی ایک کھیل لڑکپن کا خوب یار
پڑیا کے بند تم نے چڑایا تو کیا ہوا

کوئی تو آکے فاتحہ پڑھ جائیگا کبھی
تم نے جو مجھسے بات اوٹھایا تو کیا ہوا

قسمت زلف یار کو کھیلا ہے بار ہا
سامپو نکے ذہیہ مین جو مین نہایا تو کیا ہوا

پیدا کیا ہے مینی ہی ایک وضعدار
بتا جو تینے مجکو بتایا تو کیا ہوا

فیض مین عاشق لاذہب ہون
اس دور مین کیا ہے کام مرا

۲۲

فقرہ کوئی اب ہم سے بنایا نہین جاتا
ہوتا ہے مری جان جو سو ستم یہ جان
کیا منہ ہے جو مین افعی گیسو کو سر اون
سرکار کا دربان ہی نہین بیٹھ دور
دن رات پڑے پہرے مین فرقت کی رہبر
ایسا تو کیا ہے غم دلدار نے گہری
ہر میلے مین جاتا ہوں غیرون کو ہمراہ
کیون رکھتے ہو سر پر مرے بار غم دوری
برسون ہی جھلاتا ہے مجھے چرخ ستمگر
ہر ہر در و دیوار کو ہے لاگ رہے سا ہے ق
اک روز کا دکھہ ہو تو بتیرے کوئی سہا جائے
کچھہ آج ہی بہر اذیا دوسنے انوکھا
کیسا ہی سپاہی کوئی پہر کرے دیکھ

۶۶

سون اوسنے یہ کہی ہے کہ بولا نہین جاتا
دشمن کے بہی دشمن سے یہ دیکھا نہین جاتا
کالا یہ وہ کالا ہے جو کیلا نہین جاتا
کس کس سے مرا صبر سمیٹا نہین جاتا
اب ہم سے جناب آپ تک آیا نہین جاتا
بستر پہ شب ہجر مین اکسا نہین جاتا
دیکھا یہ کبہی ہم سے تماشا نہین جاتا
ہمپیچہ یہ کبہی ہم سے کسا نہین جاتا
یارب یہ کہین ٹوٹ ہنڈولا نہین جاتا
لگتی کو ٹہوکر یہ لگایا نہین جاتا
ہر روز کا دکھہ ہمسے مسوسا نہین جاتا
کس روز مجھے دیکے سہارا نہین جاتا
زخم ابرو سے سفاک کا جھیلا نہین جاتا

غزل

۱۹

رکا ہی رہا رات بھر گرچہ میں ہی		بڑا پاؤن اور رات جوڑا کیا
سوا کوہکن پر ستمگر نے تیشہ		بہت سینے سر اپنا پھوڑا کیا
کہون کیا تجھے منہ سے اے خاکساری		مجھے تو نے رستہ کا روڑا کیا
مواہن عداوت سے کتونکی تیری	ق	مرے استخوانکو جھنجھوڑا کیا
جو کچھ ہیچ رہے اوس سے اے شاہ خوبی		ہما سا ہما تک چیچو را کیا
چھوا پاؤن شہوا تو اوس سنگدل نے		مراہات گھڑیون مروڑا کیا
ادہر دیکھو جب سر تجھے لگایا		سیا طوطیہ مجھہ پر جوڑا کیا

گئی ات سی فیض سونکی چڑیا
ستم کیا یہ محرم نے تہوڑا کیا

۶۹

یا الٰہی نہ گرفتار ہو کوئی بندا		حلقۂ زلف مسلسل ہے اجل کا پھندا
بخدا دم سے ہماری ہی یہ گہما گہمی		ورنہ ہر سون ہے بازار وفا تہا مندا
آبرو میل مسکین کی خدا ہی رکھے		گل ہی ایک ایک گلستان جہان کا خندا
کیا سرو کار ہے تو ید لحد سے مجکو		نقش پا یار کا ہو قبر پہ میری کندا
باغبان پر نہیں کچھہ دوس ہے جو		گر یہ شبنم کو ملا باغ مین گلکو خندا
کون کسکا ہے فقط دہم ہے میرا تیرا		ہے یہ سب ہستی موہوم کا جھوٹا پھندا
خ کو شیشہ جو دیتے ہین بعضا سے		ہے مزاج ان شعرا کا ہی نہایت گندا

شمع لے سامنے پروانوں کے — بوڑا اچھا ہلایا ہوتا
مہر کے تلووں سے لگ اوہمی آگ — اوسے تلوا جو دکھایا ہوتا
اوجگلیوں سے ہمیں دکھلائی لوگ — وہ جو نوجیدیمیں آیا ہوتا
عاشق اوس طفل کے ہونے گرہم — اور ہی کھیل کھیلایا ہوتا
شوق حقہ کا نہوتا جو اوسے — دم میں عنبر کے نہ آیا ہوتا

ہم نے جو سر پہ بھائی کے فیض
اور ہی رنگ وہ لایا ہوتا

غزل

۱۴۰

ہوا ہوں والہ ایک رشک ہی کا — اے جلا جلتا ہوں رسنہ راستی کا
لب شیریں کے لکھیں کیا ہم اوصاف — دکان اونجی مگر بکوان پھیکا
جھگڑتے کیوں ہیں خال و خط سر کا — ق ہوا نقصان اس سے کیا کسیکا
دل اپنا میں نے بیچا زلف کی تہ — کسیکو کیا یہ سودا ہے خوشی کا
وہ جب گاتی ہیں گھنٹا ہی مرادم — غضب ہے قہر لہنا گنگری کا
دکھاتے تم تو ہو گردن کا ڈورا — نہ ڈھل جائے کہیں منکا کسی کا
سو ہی ہم یوسف مصر یکا غم ہے — ارادہ ہے عدم کا لپی کا
نہیں گھٹتا ہے زاہد کی جبیں پر — دیا ہے سر پہ بدنامی کا ٹیکا

ردیف الف

۱۴۱

جلوہ اوس کے سوا ہی کا

ہوا طرف عمل کے چاند ماہی کا — کہیں ہو چاہیں کا نیر اجمال
دل تو اسنے دوروکاری کا — واحظا تو بڑا فقیہہ ہے کر
حکم دے ہے کوآب جاری کا — نامہ پر کس ترپ سے جاتا ہے
حال ہی خط میں نشیبی آنکھوں کے — کر آزو کر دیا ہے عالم میں
لوٹی کوڑی تو اور ہے دنیا — دو تا رہیں کتاری کا
شام کرتی ہے کام اوی کا — اور ہے

رو رہے ہے مجھہ سے آگ لاتے ہین — شوق اونہین جیسے ہی ستارے کا
میری نظرونہین شہد کی ہے چہری — کام مژگان سے لوکناری کا
پاس کوزی ہنین کفن کے لئے — گشتہ مژگان کی ہون کٹاریکا

ہے موے پر فیض شوق عروج
نقش گندم ہنے عماری کا

جلد ہکا ہو کہین بوجہہ مری گرد کا — اوپچی دیکہہ کے سفاک کو ماتہا ٹہنکا
صبح سے شام تلک مجکو جہلاتے کیون ہو — موسم آیا ہنین سرکار ابہی ساون کا
بیچ سے کاکل پیچان کے راہو نہ کوئی — اشتہار آج ہے یہ گیسوے دلبر کا
سحر و شام یہی اونکو کتر ہوتے ہے — گلگی چکن مین ہے اندازہ مری اچکن کا
دیکہین گر حضرت یوسف تو یہ ہیا نک جانین — اے پری زاد وہ عالم ہے تری جوبن کا
بدلی قاصد کے ہماوا ک کے ہرکارے نے — استخوان سے مرے لوکام اگر قطر کا
ورنہ تبلائیگا کاکل پیچا کل حضور — ہنے منہ کیل دیا رات ہنی لاگن کا
اشک غلطان کو وہ چہرہ پہ ڈہرے دیکہے — جس نے دیکہا ہی ہو سات کبہی ساون کا
منہ چڑاتا ہے تری لعل سی یہ بکا وہ — منہ ہوا لاکہین گلشن سے گل سوسن کا
پس مرون کیا یاد بہی جب اونہنے — راستہ ہو لگی لوگ کہے مدفن کا

غزل

فکر کشتی مین ہوی نوح بہی غرق
جب یہ ہوسکو رونا دیکھا

ذکر جب سوکہ دنکا آیا
عیب کا ہمنے تماشا دیکھا

ہوگیا سوکہہ کے کاتنا جراح
جو مرے تلوے کا چھالا دیکھا

سرو سیدہا ہی سہی پر ہم نے
انکبو اوس سے بہی سیدہا دیکھا

کوچی جاسوس کے ادہنی کا نی
اپنی کوچہ مین جو آتا دیکھا

نیند آئی نہ ہمین ایک پلک
رات بہر زلف کا رستا دیکھا

مجکو دہو کا دل مضطر کا ہوا
جب کبوتر کوی اوڑتا دیکھا

وہ جو کوٹے پہ چڑہے وقت سحر
چہرہ خورشید کا اوترا دیکھا

آنکہہ جب کہل گی مانند حباب
ہم نے کچہہ اور ہی نقشا دیکھا

سجدہ آنکو ای مایہ ناز
طرفۃ العین مین دریا دیکھا

عمر رفتہ نے کیا منہ نہ ادہر
مدتون فیض نے رستا دیکھا

۵

۷۵

صبح پہ آغاز اوسکے سبزہ ہو گیا
مصحف ناطق مجسّما ہوگیا

دل سکان یار ترسا ہو گیا
اندرون کعبہ کلیسا ہوگیا

شکل بگڑی رنگ کالا ہو گیا
گیسوؤ نکو دیکہے سودا ہوگیا

قتل کر کر زخم پہر کرتا ہے وہ
مو ہلا کو بہی مسیحا ہوگیا

گو میں رہی بہ تصور زلف یار کی ۔۔۔ دلم کا حلقہ ہے نقشہ مقبرہ کی جالی کا
پھر ہلال عید کا ہے چاند ہمکو چاند اونکو ۔۔۔ تیغ ابرو سے گلے ملنا پڑا
سیکڑون سر ہر قدم پر ہو رہے ہین پائمال ۔۔۔ ہے نیا ڈھنگ آپکی ٹھوکیلی چال کا
شمع سے ہنس ہنس کے فرماتا تھا پروانہ سے ۔۔۔ کام کیا ہے عیش کی محفل مین آنسو پونچھنا
صنعت باریکی باریکی نظر آتی ہے ہمین ۔۔۔ جب تصور آگیا اونکی کمر کے بال کا
وصف انکا بیان مین لاؤن تو ہو نسخہ تمام ۔۔۔ مجکو دھوکا ہے قلم پر قرعہ رمال کا
نیند اُچٹ جاتی ہے لیکے پر گجر کی بانگ ۔۔۔ ہے قیامت وصل کی شب کا نہ ملنا یار کا
کیون نہ نکلا تو ذرا کر قاصد کو بدخط سے ۔۔۔ حال ہے معلوم اوسکو اس شکستہ حال کا
اونکی آمد کی خبر اوڑتی سی جب پونچی مجھے ۔۔۔ جان بے تن سے کیا ہے فصد بیقال کا
پیش آتا ہے تملق سے وہ قاتل اندنون ۔۔۔ روغن قاز اپنی نظر مین ہے روغن بادام کا

یاد اوس مہ کی شب کو ہے کیا ہے بخت کو فیض
اوج پر اندنون کوکب ہے مرا اقبال کا

۱۳

نہین کون عالم مین شہید تمہارا ۔۔۔ نہین کو نسے سر مین سودا تمہارا
جہان کوئی کرتا ہے چرچا تمہارا ۔۔۔ گلہ کرتے ہین لوگ کیا کیا تمہارا
نمایان ہوا گرد عارض خط نو ۔۔۔ ہوا مصحف رنج محشا تمہارا

گلی سے تمہارے مری خاک کو | پریشان نسیم وصبا نے کیا
جنون ہین فبا کی اڑی دھجیان | یہ بھگڑا مرے دست وپا نے کیا
حرم مین کلیسا مین رسوا مجھے | بتون نے کیا کب خدا نے کیا
کہو نقش جب سے نہ نکلا وہ کام | جو کام آپکے نقش پا نے کیا
خفا دم مرا دیدبازی کے وقت | ترے دیدہ سرمہ سا نے کیا
ہزارون بلا ؤنمین آہون پہر | گرفتار مجکو بلا نے کیا
مری زندگی ہو کہ جوبن ترا | وفا وعدہ کس بیوفا نے کیا
برے وقت پر ٹل گئے سب حواس | مرا ساتھ کس آشنا نے کیا
قصور سندہا نور مین زلف کا | لحد مین گذر اژدہا نے کیا
کہنچا دل حسینونکی جانب مرا | اثر کاہ پر کہربا نے کیا
گئی جان عشق لب یار مین | اثر سم کا آب بقا نے کیا
نہین سوجھتا کچھ مجھے روز غم | یہ اندہیر زلف دوتا نے کیا
ہوا خلق کو وہم شور نشور | یہ غل میری بیخبر یا نے کیا
نہ دیکھا کبھی آنکھہ اٹھا یار نے | غضب مجھ پہ ادنکی حیا نے کیا
کیا فیض بندہ پرور وہ کام | اِیا جس سے ارض وسما نے کیا

غزل

ساتھہ میرے جب تلک وہ شہر مین آوارہ ہو
کیا کہون کتنے ستم اس شوخ کے سہتے گئے
صورت ایسی ہو تو ہو کیونکر کسی کو دیکھنا
ان

ان بتون نے جو کبھی خیرات ایک پیسہ کیا
مین نے یہ جانا خدا کی راہ کا سودا کیا

بحر و کان پر جب لب و دندان کا ذکر آ گیا
آبرو گوہر کی کھوئی لعل کو جھوٹا کیا

مجھسے نہرے ہو کے جب آگے چمن کی سیر کو
سرو کو اون نے خوش قد و دوخوب ہی سیدھا کیا

جینے دیتی ہی نہین ظالم یہ بیماری مجھے
عشق مینے کیا کیا اک جان کا سودا کیا

جب تلک اک جان و دو قالب کا مضمون جتا
بیگمی کرتے دیا تر یاق مین سمجھا کیا

کس کی زلف عنبریں کے سونگنی کا تھا خیال
عالم رویا مین بھی کالا مجھے سونگھا کیا

حافظون مین کہین نہو محشور مجنون و دو
یاد سبحان الذی اسری تو لیلی کیا کیا

ایحباب عشق صدقے ہون جو اوس محبوب کے
کیا مجھی پیدا احد نے اماش کا پتلا کیا

حب مسی ملکر وہ آئے سیر کو ہنستے ہوئے
باغ ہستی سے گل سوسن نے منہ کالا کیا

ہو نہ دشمن کے بھی دشمن کو الٰہی عشق الف
گہر سنب فرقت مین تنکر از وفا کا تا کیا

جہان شیرین ہمتون پر کوہکن بے دی نہین
یا سبا نونکا در شیر کے منہ میٹھا کیا

وصف کس منہ سے کرون اوسکے دہان تنگ کا
عنقا نے گویا کر کے پیدا پھر مجھے گونگا کیا

حسن دے پیتے ہین فیض مغبن کی طرح
آتش غم نے جلا کر یہ مجھی کوئلا کیا

اوج پر بادہ کشو تیرا اقبال آیا | لو مبارک ہو تمہین عشرہ شوال آیا

دل مضطر تو ہوا دفن نہ خاک اے فیض
یہ سمجھ لیجیے پھر خلق مین ہنگامہ بپا آیا

۱۶

یقین ہوا مرے گھر جب وہ گلعذار آیا
خزان کی فصل گئی موسم بہار آیا

فسانگو یہ کیا مین نے ہی حضور عمل
جو ذکر مسئلہ حیر و اختیار آیا

جو پہنچے گوہر گوش صنم پہ منکے ہو
نظر مین حلقۂ گیسو دمان مار آیا

بزنگ جب کیا تار اسکو بھی
کبھی جوات مین دامان کوہسار آیا

تڑپ تڑپ کے موئی تشنگی سی ہم افسوس
کبھو نہ باندہ کے وہ تیغ آبدار آیا

تمام عمر ہم آغوش وصل ہی سے رہا
کبھو نہ پاس مرے روز انتظار آیا

وہ سرد مہر ہے گرم اختلاط اور وفسے
اسی سبب ہمین لرزہ سے پھر بخار آیا

گئے اکیلے سواد عدم کی سیر کو ہم
نہ زین نہ کوئی سات دو ستدار آیا

پڑے ہین کام کہٹای مین عشق زرگر سے
تن نزار نظر جنبری کا تار آیا

ہزار چند بڑی رونق بہار چمن
جو بن سنور کے گلستا مین وہ نگار آیا

یہ ناتوان کیا عشق مو کمر نے ہمین
نظر کسیکو نہ پھر اپنا جسم زار آیا

جو اونکے گیسو شکین کا ذکر پھیل پڑا
جہانکی ٹھوکر وہنین ناقہ تتار آیا

پھر کے عمامہ قران وہ آئے بر ہمکو
ہتونکی بات کا ہرگز نہ اعتبار آیا

غزل
حلقۂ گیسو دمان مار
خانۂ ہوگیا خالی
دیکھ کر فصل مین بہار
دیکھ کر فصل مین بہار آیا
دیکھ کر فصل مین بہار آیا
دیکھ کر فصل مین بہار آیا

جب سیہ اوس مو کمر کے بال
بحکو جینا مرا وبال ہوا

بالے پہنے طلائی اوس نے
حلقہ در گوش ہر ہلال ہوا

جمع بیمار چشم ہین صد رہا
کوچہ یار اسپتال ہوا

شام ہجران مین اے ہلال ابرو
ماہ ابروی پیر زال ہوا

گل سے ہی گال نرم ہین جبسے
دشمن اپنا وہ بدسگال ہوا

دیر سے ہی گئے نکالی ہم
قہر ب قہر ذوالجلال ہوا

قہر دل یار سے نہین خالی
برطاب خلا محال ہوا

جب کیا ہے خدا کا گھر وہ بت
اور کچھ مجکو احتمال ہوا

آتش عشق جا کے دوزخ مین
حال دل کو لے کا حال ہوا

نہین سنتا مرا کہا ہی حال
تیرے گیسو کا اب یہ حال ہوا

معنی وحدت الوجود یہ ہے
ایک ہی اپنا حال و قال ہوا

کھیے کس سے کہ ہن نکا بخت
ہمکو جانا ہی واہان محال ہوا

واہان قدیم فیض اونکا
برطرف ہوکے پہر بحال ہوا

ملال و رنج و قلق تا حق سے حضور ہوا — کہا جو مینے تمہیں جور کیا قصور ہوا

لحد میں بھی ہے خیال تجلی رخ یار — چراغ گور ہمارا تمہیں چراغ طور ہوا

جلونگا محکمۂ عشق و حسن میں کہی — مرا نیاز ترا باعث غرور ہوا

اگرچہ برسوں رہا چاند گنج میں لیکن — خیال سے نہ اُن مہوشوں کا دور ہوا

یہ رعب عشق ہے جیسا سنا ہوا تھا — حواس و رنج ہوئے عقل میں فتور ہوا

قسم ہے عیسیٰ و داؤد کے دو عارض پر — نظر میں مینے اک انجیل اک زبور ہوا

فلک سے بہانکتی رہتے میں مہر و مہ — تمہارا تذکرۂ حسن دور دور ہوا

ہر ایک آہ جگر کی ہے آگ کا شعلہ — شب فراق میں سینہ مرا تنور ہوا

وہ رشک جو بہشتی ہوا جو ساقی بزم — قدح شراب کا جام طہور ہوا

باعتبار محل دو میں فی الحقیقت ایک — کہیں بطون ہوا وہ کہیں ظہور ہوا

شعور کا مرے کیا حال پوچھتے ہو جناب — جب آب رو بر و آئے ہوا شعور ہوا

جنہوں کے پاس نہیں فرق رنج و راحت میں — سادی اُو یہاں کنیل و رسول ہوا

تجلی رخ روشن سے اونکی یا موسے — ہر اک نہال گلستان کا نخل طور ہوا

ہمارا تون پہ مشکل عروس ہونے لگے — جو ہمنہ سے بکی اونہیں علم پر عبور ہوا

وجود میں نہیں ملتا تری کمر کا پتہ — وطن سے ہمکو عدم کا سفر ضرور ہوا

غزل

شرف وداد پر خسرو ابشیریں کہان پایا
دیار عشق مین منصب ہے یکسان تاکوکن کا

طلائی ہوگئی اک اک کری طوق سلاسل کی
اثر پیدا کیا حشت زدہ میری سنگ پاکن کا

دل مضطر کو عشق سبزہ رخسار خوبان دو
کرینگے فیض اس بوٹی سے ہم سیراب کوسکا

۱۵

پتا ملا نہین جب تک تمہارے کچھ گہنٹ کا ۸۷
راز دو رکعت مین پڑھ حرم کے مین ہٹکا

ذقن کا ہو جو عشق اور زلف کی لٹ کا
تمام عمر رہیگا کنوئین وہ لٹکا

سمجھے گی جو کبھی ساقی نہ ایک کنکر سے
بہرا وے منہ سے مرتو شراب کا مٹکا

نہان عیان مین بھی ہم آپ ہی کو دیکھے
نہین لحاظ رہا گہنٹ کا اور برگہٹ کا

چلا جل آنکھون کو موندا ہوا وجود سی تو
رہ عدم مین کہین کھیل کا نہین کھٹکا

ازل کے سوئے ہوئے جو نک چونک پڑے
یہ معجزہ ہے تمہارے قد کی آہٹ کا

کمر کا نام سنا پر کہین نہین دیکھے
یہی ہے وجہ نہین بانہ بھی جو وہ ہٹکا

چڑہا مین دار پر اپنی ہی عاشق قد کو
ہوا یقین درستی ہے سونبنوکی پہار

ہزار دن ہوگئے مشتاق جلکے راکھ کا ڈھیر
نہوئی کشمکش زلف سے پریشانی

گمان کو چہ پر اوسکی ہے بسکو مرگہٹ کا

جو یاد ایک بھی ہوتا ہین کوئی لٹکا

عمر غفلت مین گنوائی سینے — یہ مثل سمجھہ ہے کہ سویا جو کا
چشم جادو کے قرین خال نہین — دانہ ماش ہے یہ جادو کا
گہر مین ہی اسکو سفری دندان — دل نہین میل ہے یہ لہو لو کا
دب گئی عشق کمر مین وحشت — صید چیتے نے کیا آہو کا
خلق کہتی ہے مہ نو جسکو — ہے وہ عکس اونگی خم ابرو کا
جب حنا تنے لگائی سینے — گھونٹ گھونٹا ہی کیا لو ہو کا
سر بلند ونکو نہ کچھہ منہ سے — منہ بر آتا ہے فلک کا ہو کا

ہین وہ خلوت مین کہ لیلے ای فیض
جلئے ہی وقت ہی قابو کا

غزل الف

۱۳۰

زیب گوش یار بالا ہو گیا — حسن چہرہ کا دوبالا ہو گیا
ہمکو ہجر سیم تن مین صبح و شام — زہر سونے کا نوالا ہو گیا
صبحدم آیا جو وہ خورشید رو — منہ شب فرقت کا کالا ہو گیا
جسپہ مین مدح قد یار ہون — شاعرونکا بول بالا ہو گیا
چڑہ کے کوٹھے پر جو اسنے جھانکا — دم ہمارا زیر و بالا ہو گیا
جب نہ تب ہے میکشونسے لام کا — واعظ ناصح رذالہ ہو گیا

کیا کہون کیا حال تھا ہو گیا
سو ہمسے کر فرقت مین ہنسا ہو گیا
پھر خدا جانے کیا ہو گیا
یار کوٹھے پر کیا محجوب نے
کوک بخت اپنا اوپنچا ہو گیا
سنگ راہی کر تمکو اے صبا
کہ وہ ظالم کا ٹھکانا ہو گیا
دیکھکر کر دار ہمارا جنون
ہر ایک کیا ہو گیا
عشق بیمون پر مین ہر ایک کا
دین بن

دہن میں اک ابر دکھا کے بعد مرگ — دہیرا بنا خاک تو دا ہو گیا
وصل جاناں میں ہوا اپنا وصال — ایک عالم کو چنبا ہو گیا
دل نے جو آدم بجای ہجر میں — حشر کا ہنگامہ برپا ہو گیا
دیکھہ کر رنگت دہان شوخ کی — منقبض ہر ایک غنچہ ہو گیا
جل رہا ہوں آتش غم میں جناب — دل تمہارا ہو تہندا ہو گیا
راندن ہے جلوہ گر اک بار کر — پھر مرا آباد کمرا ہو گیا
دام گیسو میں پھنسے ہیں ہم مگر — سنبل بیجا کا دہوکا ہو گیا
بات کا اونکی نہیں ہے اعتبار — وعدہ امروز فردا ہو گیا
دیکھی مانی نے تری تصویر جب — اور ہی کچھہ اوسکا نقشا ہو گیا
دیکھہ کر پانی سے پتلا میرا حال — اک زمانہ آبدیدہ ہو گیا
بڑہ نہیں سکتے کرانا کا نہیں — نامہ اعمال کہترا ہو گیا
یہ پہیلی کیا ہے مولا بوجھئے — بحر قطرہ قطرہ دریا ہو گیا
جب وہ زرین پوش آیا قبر پر — دہیرا بنا ہی سہرا ہو گیا

معصیت سے باز آتی ہی نہیں
فیض جینا اپکو کیا ہو گیا

رنجت خویش رسوئے جہان امید ہم
چو رشک خلد گردد ذرہ بیں محفل ما

یکے مطلع و گر ہم خوان جوفیض جاوید
کہ تا محفوظ ماند ہمیشہ سایل ما

دیگر

اگر ماند ہم تو باشی مایل ما ۹۳
تو خود انصاف سیکن کیم باشد حایل ما

چو درس عشق خوانم زاد استاد مدرس
ارسطو چیست گردد فلاطون جاہل ما

ہمان بہتر کہ ہر دم رود در پائے کسے
چہ کار آید دگر نہ دم لاطایل ما

سیان ما و جانان جدائی نیست اصلا
بغیر از ہستی ما نباشد حایل ما

غزل گفتن چگویم بشر ایجا چہ باشد
کہ با صد شوق گردد ملک ہم مایل ما

قدم رنجہ بہ بزم بغبرائی اگر تو
سیجا فیض گیرد عمر زاہل ما

ردیف بائے عربی

ظلم دلفون کی ہے سرکار میں اب ۹۴
جی میں ہے جا رہوں تا میں اب

آئنے صاف ہیں پر تے میں
ہے صفائی وہ رخ یار میں اب

چھٹ پٹی کا ہی لو وقت آیا
بیٹھ کر چلئے ہوا دار میں اب

ردیف الف

رہا کرتے ہیں معروف و غالب ۹۶ ہنیں شکوہ ایسے اپنی آشنا لب

مسیحا کہے ہے یار کا لب کیا کرتے ہیں کار اہنیا لب

نصاحت کی شکایت کیا کریں ہم ہنیں آتی دہن میں بات تا لب

طلب بوسہ کی ہے اب تم ہی کہدو ہمارے حق میں دیتے ہیں کیا لب

مسیحائی مسیحا کر رہے ہیں کہیں تو ہی تو او کافر ادا لب

بھر آتی ہے مری چھاتی شب ہجر بیان کرتے ہیں کس کا اجرا لب

مجھے اوسکو شب فرقت میں دیکھے نہ دیکھی جنے ہوں الجان وہ قاتل لب

۲۵

رہا کرتے ہیں معروف و غالب ۹۶ ہنیں شکوہ ایسے اپنی آشنا لب

مسیحا کہے ہے یار کا لب کیا کرتے ہیں کار اہنیا لب

نصاحت کی شکایت کیا کریں ہم ہنیں آتی دہن میں بات تا لب

طلب بوسہ کی ہے اب تم ہی کہدو ہمارے حق میں دیتے ہیں کیا لب

مسیحائی مسیحا کر رہے ہیں کہیں تو ہی تو او کافر ادا لب

بھر آتی ہے مری چھاتی شب ہجر بیان کرتے ہیں کس کا اجرا لب

مجھے اوسکو شب فرقت میں دیکھے نہ دیکھی جنے ہوں الجان وہ قاتل لب

روبرو ہے جس رخ تابندہ کے ذرہ آفتاب ہووے سورج کی کرن کب اوسکی نظاکا جواب

دست قاصد تک نہیں پہنچا کہ خاکستر ہوا ہتا لکھا جس خط میں ہے سوز پنہاں کا جواب

لخت دل اور اشک خونیں کی حقیقت کیا کہوں یہ جواب لعل ہے اور وہ ہے مرجاں کا جواب

انبوہات آیا ہے میرے گوشہ دامان تک باب جنت ہے مری چاک گریباں کا جواب

باغ عالم سے نہیں رکھتے ہیں کام از دو ضم قامت موزوں ترا ہے سرو بستاں کا جواب

سیل اشک اپنی ہوئی ہے رشک بحر سلسبیل ہے دل پر داغ اپنا باغ رضواں کا جواب

کر رہا ہے ما در گیتی سے فیض اہنوں نیم
کیوں نہ جشم و رفشاں ہو ابر نیساں کا جواب

گرفتار بلا یون ہم ہوتے — نکہتے یار اگر اپنے بلی لب
نیہی پہر کوئی باریکی صنعت — دکہاد و تم اگر باریک سالب

ورا نے کیا ہوئے مرسے تم اے فیض
جو ہم مرجائینگے دینگے جلالب

۲۸

کون کہہ سکتا ہے قرآن کا جواب	۹۷	مصحف رو ے بتان ہے لاجواب
گفتگو تیری سمجھتا ہین نہین		دے مجھے ایسہ وتمد سیدا جواب
دو نو دیدون کا نہ پوچھو ماجرا		ہے وہ گنگا کا یہ جمنا کا جواب
کب بجاتے ہین وہ چلمن مین ستار		دے رہی ہین مجکو در پردہ جواب
مجھسے کیجے ڈھنگ کی باتین جناب		دیجیے اور دنکو بے ڈھنگا جواب
گر لکہون حال دل صد پارہ مین		دست قاصد مین ہے مہر بیگانہ جواب
ہے تو سیدہا وہ مگر وقت سوال		جب دیا مجکو دیا ٹہرا جواب
ہے دہن کہنے کو لیکن ہے کہان		یار کس سنہ سے ہین دینگا جواب
بدلے بوسہ کے ہین شیرینی ہین ق		ترش رو ہو کر مدے کڑوا جواب
آپ ہے بیمثل ہین کیا خلق مین		مجکو دیکہو غور سے ہی لاجواب
شک اگر ہے ایک تو دکہلائے		دو جہان مین کون ہے کسکا جواب

ردیف با سے عربی
ردیف ہا مہر نبوی در نہ فیض
سنہ پر داد سے دیجے کیا کیا جواب

غزل فارسی

۵۲

بجز نمود بن سرے نہ فروش خطاب
بیاد ساقی شیرین کہ جلوہ بخش شراب
فتح نیکدہ بشکن کہ جلوہ بخش حجاب
چو نیست در دو جہان مست را بجز مستی
زمن بپرس رہ و رسم بادہ پیمائی
فتادہ ام بسر کوی میفروشان باز
بجاں شبہای دلفروز و خوش روزان
ردیف

ردیف بائے فارسیہ

کب ہوا کھانی کہین جاتے ہین آپ	بارہا کار خ ہمکو بتلاتے ہین آپ
پاس میرے گر کبھی آتے ہین آپ	یک نہ ایک چھینک لگا جاتے ہین آپ
مبتلا ہوتا ہے بد نفسی مین وہ	جس سے غصہ اپنا پھر جاتے ہین آپ
ہو گیا ہستی سے پیدا وہ	جسکے پیچے پر حباب آتے ہین آپ
جیسین ہے دھوڈالے جینے سے ہات	ہمکو ناحق روز کلپاتے ہین آپ
گالیون کی ہو رہی ہو چھاڑ ہے	واہ کیا برسات برساتے ہین آپ
کب کسی کا لیکے دل دیتے ہین پھیر	اپنی گونگے یار کہلاتے ہین آپ
چل سچل کیکو نکی ہو جاتی ہے چال	جب کبھی گلشن مین اٹھلاتے ہین آپ
بالی بالی رشک سے ہوتا ہے مین	غیر کے چھپون مین آجاتے ہین آپ
ہین جوان لیکن ہین کیسے آدمی	نام سے حوا کے ڈر جاتے ہین آپ
للہ ہو کرتی ہے کسکی بلا	جا مین گھبرائے اگر جاتے ہین آپ
ہتھوڑی ہتھوڑی ہوتی ہے جو ہتھون جب	کیا لجا لو مین جو شرماتے ہین آپ
پوچ کرتے ہین سیحا کا گمان	جب کبھی گر جا مین آجاتے ہین آپ

ہے ہی مضمون گھل کھل کر تمامی جان دو ۔۔۔ خط جو ہمکو شرینی کا غذ پہ لکھو امین آپ
آپ جب بہر میں گشت سیر کی ہاتھ ۔۔۔ سول لیتے ہین مجھو جب بہاؤ بتلائے آپ

لکھ تو دی پر لگا نہکو رہا کرتے ہین بس

فیض

صاحب یہ جنی تو ہیکے ہوا ہے امیر آپ

۲۰

ہو جائے منکے دہیلے دہین ہر کہا کے ساتھ ۱۰۱ پہندے ہین زلف کی جو کسی ہات کے ساتھ
سرکار زلف یار مین بے دام کھائی ساتھ ۔۔۔ خواب و خیال مین کسیکے ہرگز نہ آئے ساتھ
تقریر زلف مین جو زبانکو ہلائے ساتھ ۔۔۔ ارجائے کہال بیت کی یہ گوزی کھائی ساتھ
جاؤ جمن مین والہ گیسو جو بہر سیر ۔۔۔ موج نسیم صبح لگی بنکے آئے ساتھ
بہت اگر بیان ہو شعبان زلف کی ۔۔۔ بہانگے اہی نکال تلک دم دوبا ساتھ
دن بہر خیال زلف معنبر رہا مگر ۔۔۔ دور ہے کہ رانکو نہ مجھے سونگھ جائے ساتھ
زہر لیے گیسو دنیے جو ہو جاؤ سامنا ۔۔۔ کالی ہی کو سوان ہوگے نہ بہر مندر کہائے ساتھ
دلمین خیال زلفکی یون آ جاؤ مین ۔۔۔ باغی مین جیسے آ تہہ پہر آئے جائے ساتھ
گیسوئے یار سے نہ اگر شون کرے کہین ۔۔۔ ہارون ہنگ کے خال پہ گر آئے آئے ساتھ
باہر کہو نہو سکے صحت کی بیچ سے ۔۔۔ دیکھو جو ہر ہزار دن نظر ہمکو آئے ساتھ
جب سے ہوائے زلف بہری ہے دماغ مین ۔۔۔ آنکہون مین کرکے گہرے دلمین سمائے ساتھ

زلف نامہ

غزل

ق	ہے جو وقف قبلہ اگو ہر شکل سے ظہور	سیدالست میں ہیں نہاں میں آپ
	گر روپ لیکے شیخ کا کھیہ میں آ رہے	گر برہمن کے بھیس میں آ گیا میں آپ
	آتا ہے کسکو روپ بدلنا حضور کا	سو سو تماشے کرتے ہیں اک الا میں آپ

دیکھا جو ہمنے فیض کی آنکھوں سے بیحجاب
ہے ہر مکاں میں صورت شاہ وگدا میں آپ

ردیف با فارسی

۱۰۳	ہر طرف ہیں مشہور ہیں آپ	ہر جو دیکھا تو ہست دو ہیں آپ
	آرنی گاہ انا الحق گاہ ہے	موسیٰ وقت ہیں مصدوہیں آپ
	اور کیا کہئے بجز صلی علے	سر سے تا ناخن پا نور ہیں آپ
	آپکے سا نگ کسے آتی ہیں	گاہ انسان ہیں گہے حور ہیں آپ
	ہمنے دیکھا تو بھلا کیا ہے قصور	ہر کسی شخص کے منظور ہیں آپ

الحمد کہ اس عصر میں فیض
سب طرح صاحب مقصود ہیں آپ

ردیف تا

۱۰۴	اپنی ہو یا کہ ہو پرائی بات	نہیں رکھتی جو منہ پر آئی بات
	کیا غضب ہے جو نکی محفل میں	نکریں ہم کرے خدائی بات

جس سے نکلی خلق میں پہلی
منہ پہ کہتے ہیں لب پر آئی بات

میں یون ہا رب کہیں نہ شادی مرگ
جس پہ مرتا ہون اوسکی آئی بات

وصل کی شب ٹپک کے بیچ میں فیض
آنسوؤن نے مری گرائی بات

۱۵

کہو لے رہے وہ زلف معنبر تمام رات
عالم کا تھا دماغ معطر تمام رات

ہے رنج عشق و لطف فسون گر تمام رات
آتے ہیں خواب میں مرا اجل تمام رات

ہر ایک دو شالہ پوش کو سو سو میں جو لپٹ کر تمام رات
ہم آپ سو میں جو لپٹ کر تمام رات

ہے جب سے عشق زلف دراز و خط بتان
رہتے ہیں پاس خنجر و نشتر تمام رات

دل بہر صفای آئینہ رخ سے ہو نہ ہو
ہم گھر میں جھاڑتے ہیں مگر تمام رات

جب سے خیال خال سیاہ تو نظر میں ہے
آیا نہ خواب آنکھو میں نیل بھر تمام رات

وعدہ کیا تھا آنیکا آیا نہ رشک ماہ
آنکھیں لگی رہیں نہ ہی سوے در تمام رات

مار سیاہ کاکل پیچاں کے شوق میں
بانہی مری نظر میں رہا گھر تمام رات

آیا نہ پاسبان سیہ دل کو ہمپہ رحم
دیوار سے چمٹتے رہے سر تمام رات

مصروف تھے نہ رد تھے تجرد کے سات دن
تا صبح میں بھی گھر میں نہ ساتھ شد تمام رات

جب جلوہ گر ہوا گیلے بندون وہ شوخ
تھے اہل بزم حاشیہ سے باہر تمام رات

باہم یہی کہتے ہین رسول دوسرا ملک ۔۔۔ ذات آپکی ہے ردیف ایوان رسالت

آنکھون سے کسی اور نبی کو نہین دیکھا ۔۔۔ اللہ نے دیا آپکو وہ خوان رسالت

ہوتا ہے گمان عرش معلی کا یہان کو ۔۔۔ کس درجہ ہے یہ رفعت ایوان رسالت

اللہ کسی کو بھی رسول اب نہ کریگا ۔۔۔ ختم آپکے ہے نام پہ فرمان رسالت

کیونکر نہ کرے ختم رسل آپکو اللہ ۔۔۔ ہے کون سوا آپکے شایان رسالت

کیا فیض کا منہ ہے جو کرے وصف کسی کا
قد آپکا ہے سرو گلستان رسالت

۱۰۷

کہین دیکھین جو ارباب صفا دانت ۔۔۔ صفای مین گہر سے ہین سوا دانت

مرے دعوے کو ہین بیس شاہد ۔۔۔ ترے دیکھے ہین مینے بارہا دانت

وہ فرماتے ہین آئینہ سے ہنس ہنس ۔۔۔ کسیکو دے تو ایسے دے خدا دانت

ملے موتی محل رہنے کو اوسکے ۔۔۔ ترے دانتون پہ دیکھے جو گدا دانت

چبا کر ہونٹ جب کرتے ہو باتین ۔۔۔ لب شیریں کا لیتے ہین مزا دانت

دہن کو کیون نہ سمجھون درج گوہر ۔۔۔ درشہوار ہے یک یک ترا دانت

کہے گی خلق عالی گوہر اوسکو ۔۔۔ اگر دیکھے کہو کوئی گدا دانت

چبا کر پان فرماتے ہین مجھ سے ۔۔۔ گہر تہا لعل رمان ہو گیا دانت

فکر کے قابو میں ہیں ذی آبرو کی بیت
خوطہ زن کے ہاتھ آتی ہے صدف کو بیت

لطف رہتا ہے شگاف سینہ چشم بیت
ویدنی ہے قصر دل کا ہی در و منظر بیت

رتبہ سعی بخشی ہے ہر اک کار جزو کو
آسیاں تک سیل جاتی ہے مال بر بیت

جلوہ پست و بلند سر کشاں ہے پایمال
خاک ہو جاتا ہے پاسے شمع روشن سر بیت

صحبت ذی آبرو سے خاکسار دنکو مضمحل
شدت بار برس سے گہر کرتے ہیں نام بیت

دشت گرد سے کف پا میں کہاں سے آبلے
آگیا ہے سر کسی کا زیر پا افسر بیت

جب سے گرد دل مرے ہے اک بت رعنا مجھے
طوف بیت اللہ کرتا ہے صنم آذر بیت

اختلاط صاحب جوہر بر بر واد ہے
تیغ کی ضرب سے اڑجاتا ہے سر غضہ بیت

وی علایق سیر دریا عدم میں محو ہے
غرق کشتی ہو گئی اس بحر میں لنگر بیت

ترطبعان جہان سرسبز ہے ہیں مدام
نخل موسی ہے خزاں میں سبز برگ تر بیت

اہل دولت ہمدگر ہیں محو گردش میں مدام
چرخ میں دولت رہتا ہے فلک اختر بیت

تیرہ بختوں کی حفاظت میں ہیں ابر فیض
شبکے داس ہیں جیسے ہی مہر تاج زر بیت

سلسلہ کاکل ہے مسکن ہر نگون وضع کا
پھنس گیا ہے دام میں طاؤس نادیدہ بیت

سرخروی رو سفید خلق کی موجب ہے
ناخن جراح رنگین ہو گیا نشتر بیت

دل سے آنکھوں کے تصور یار سا جاتا رہا
شیشہ سے ہو گیا خالی مرا ساغر بیت

نسخہ ہذا

غزل فیض ابی ہاشمی

مہر

صبح صادق ہے غبار رہروان کوچۂ دوست
دیدنی ہے نرگس بیمار کا ہر دو چشم

حسن ہے جو منصور کہتے ہیں سیاں کو دوست
کھاتے ہیں سولی کی روٹی دار والے کو دوست

ساسنا ہے سونکا عشق کر میں یار کے
دفن کرنا میرے لاشکو سیاں کی گور دوست

ہون تو بہوتا آدمی لیکن ضعیفہ ہی پڑا
پیار کرتے ہیں مجھے خورد و کلان کو دوست

اہل منصے طاق پر کہیں بلول کو اٹھا
مختصر سا ہم بھی کرتے ہیں سیاں کو دوست

راستہ سدہ و جل سکتا نہیں کوئی مگر
راندن تلوار چلنی ہے سیاں کو دوست

خون دل پینے میں کھانی ہے غم و غصہ کا
خوش معاش آنے نظر میں میہماں کو دوست

دو جہانکی ایک ہی پیشے ہیں دان سمجھ
تیسرا آیا نظر مجکو جہاں کو دوست

ہووے ہنسکے ہی کبھی آمی نہیں ہے دان اہل
ہم نے مرکر کیا ہے استحان کی دوست

پہاڑ کھانے ہیں زانکو نہیں پچھوڑے سے
ہیں سگو نہیں جس کے شاید سگان کی دوست

پہرے رہتے ہیں ہماری چشم میں ہر دم
جلیاں آنکھوں کی ہیں کیا مردمان کی دوست

حاصل عید مجرد کا ہی محصول ہے
لامکاں ہے ہے بر کوسون لگان کی دوست

بادشاہ ہفت کشور سے غنی ہر فقیر
سیم و زر ہیں ہمیں آسمان کی دوست

کوئی رونا ہے کوئی سنتا ہے جب ہے کوئی
فیض ہیں مجذوب شاید سالکان کی دوست

مظلمم از کاروان مصر منست | یوسفم در کاروان دیگرست
گو انا الحق بر لب منصور رفت | در حقیقت از زبان دیگرست
علم باشد نقطهٔ عین الیقین | این حقیقت را بیان دیگرست
کو حدوث او کو قدم قیل است قال | گفتگویم از جهان دیگرست
لایموتون ازلیت دارم امید | در حدیث عشق جان دیگرست
باز برخوان ما ریت انور میت | کاندرین آیه بیان دیگرست
بر در کعبه نیارم سر فرود | سجده گاهم آستان دیگرست
او بچشم جلوه گر چون مردمک | خلق عالم را گمان دیگرست

فیض مطلق شو سعید تا کجا
از نشانم را نشان دیگرست

۱۱۲

اے بوسه لب تو به از شهد و شکر است | شیرینیٔ بیان تو فقط مگر است
با گوش و چشم یار شود همسر از چه رو | کو را ست چشم نرگس و هم گوش گل کر است
پیش تو صد هزار کنم ناله چون هزار | رویت گل و لبان تو برگ گل تر است
تا ذکر ابرو و مژه ات گوش کرده ام | بیماری معالجه با تیغ و خنجر است
بے وصل و فراق تو دشوار زیست | بیش است اضطراب مرا صبر کمتر است

غزل ۱۱۲

در بزم خان فیض مده یاد کوثر
دو غزله
آبست پیخانه به تسنیم شراب است

۹۱

۱۱۴

چشمم من شب غم حسن مه همه شب است — ز انکه عارض رخشان تو بصد دین است
نخواهم از تو اگر بوسه قرص عیسی نیست — درین زمانه کسی کو که فارغ از دین است
سیاه کعبه و بتخانه هیچ فرقی نیست — بچشم عارف بالله کفر و دین همین است
فراز چشمه خضر آب دهد خویش مریز — نگر بخور که آب بقا بهر عین است
ز روی خویش برافکن غبار های مجاز — ببین بچشم حقیقت که ذره هم عین است
نقاب مانع دیدار رخ تو نیست مگر — نیاز نازش تو حجاب با من است
خوشا لقای خدایا اگر بدست آید — غبار خاک ره دوست سرمه عین است
کجا جواهر اعراض کو نفوس و عقول — همه بعین بصیرت نظاره عین است
دلش ز صحبت شیخ دبرهمن ست ملول — از انکه فیض تو نیز از و نفیر است

دیگر

۹۱

۱۱۵

مئی کجا و کجا کیف و کم کجا این است — بهر بوضع من اطلقنی همه عین است
بظاهر از چه یکی زین و دیگری بین است — مگر بدیده با من تجلی عین است
بهار گلشن بزمش بهر فصلی — برنگ دیگر اگر جلوه گر بصد این است

بارگاه

بار عشق غم تو در پیری — قائمم را دو تا کرد و گذشت
تا که گویم سلوک بیدادش — قتل هر دادخواه کرد و گذشت

از بر **فیض** آن کمان ابرو
دعدهٔ شبرا کرد و گذشت

۹

آستان بوسیِ هر میکده آئین منست — روز و شب بندگی پیر مغان دین منست
آشکارا کمن امروز درین بزم خراب — ساقیا هر چه نهان در دل غمگین منست
مطلب از خم هشت است مرا از خود و صور — مے معشوق همه بر سر بالین منست
یارب از کج خرامات بده گنج خطیر — هوس باده کشی در دل مسکین منست
تا دعاے تو شد ورد و سر مست خراب — ساقی محفل جمشید در آئین منست
کوس فرمادهی من بے افلک کنون میزنند — ساقی دور زمان خسرو شیرین منست
صفت چشمهٔ تسنیم که واعظ میگفت — این همه مدحت جام مے رنگین منست
در خمے نیست بدور فلک مینا رنگ — آن مے صاف که در جام سفالین منست

قصد قصد کرد **فیض** بهار است بجوش
جاے خون باده بگلگون نشد این منست

۷

چگونه شاهد و ساغر رها کنم از دست — که هست زندهدی و مستی قسمت من هست

ردیف تائی

سخن تلخ مگو ای بت شیرین بجدا | که مرا کام ز لعل شکر افشان تو نیست

از خط پشت لب فیض تو در یاقت کنون
خضر آن نیست که جشمه حیوان تو نیست

۱۲

۱۴۰

نگار من که رشک گلستان است | رخش از خط محشا بوستان است
منیر و هر که باشد پاسبانست | سر کویت بهشت جاودانست
سخن میگوید و شکر فشاند | بت من خسرو شیرین زبان است
سپید انم که ذکر قامتش کرد | که آثار قیامت در جهان است
بود محراب کعبه ابروانش | دل من محو قد قامت آنست
برآمد کوکب از برج نحوست | مه نامهربانم مهربان است
نصیب دشمنان یارب مباداد | بلای عشق مرگ ناگهان است
اگر گویم سلیمانش عجب نیست | مطیع امر او هر انس و جان است
بیا بنمای رخ چون مه که امشب | دلم بی صبر بی آرام جان است
بهانه سر کلف چون من بکوبت | بکش خنجر که وقت امتحان است
خدایا مهربانش کن که امشب | دماغ ماه من بر آسمان است
بریخ ازما در ایام فیض | که این جا رنج و راحت توأمان است

مرتبۂ محتسب ہے اے ساقی | جی نہایت ہے بمکدہ سے اوچاٹ

شکوہ کس کس کا ہم کریں فیضؔ
یہاں تو بگڑا ہوا ہے سارا ٹاٹ

ردیف ثانیے مثلثہ

۹

جب سے | ۱۲۲

از سر خال شیریں کے بے تکلفی کی حدیث | ہو گئی فرہاد کو بھی یاد پتھر کی حدیث
لب ہوئے اسفاک میری خاکبر تحریر کے | لوح مرقد پر لکھی ہے آب خنجر کی حدیث
موج خون جاری رگ جاں سے ہمارے ہو گئی | جب زبان برآبگی مژگان تر کی حدیث
دیکھکر پروانہ سوئے شمع تو جلنے لگا | شمع کو نوک زبان سے طرہ زر کی حدیث
وہیاں میں لب کے تری ہوا ہوئی جو تھی | لیکن از برہے مجھ پر اک جوگ نٹر کی حدیث
وقف تقریر و بیاں لازم ہے کرنی چاہیئے | کیا ہوا گر سنو ہے یہاں نتھنے از بری حدیث
کاسہ چینی سے نازکتر ہے اے گلبدن دل | اس مریض نوان کے کاسہ سر کی حدیث
سنکے شفافی وہ سنگ قبر عاشق دیکھے | خوب رکھتی ہے صفای سنگ مرمر کی حدیث

ذالقہ جس فیضؔ اون ہونٹوں کی ہم بھی ہو گئے
بجمرہ ہے جن لبوں کے آگے شکر کی حدیث

زلف کے سودے نے سودائی کیا — تھا مرا پہلے بھلا جینگا مزاج
جب سے ہے یار اوس نگون طبع کا — اور ہی کچھ ہو گیا اپنا مزاج
ہو گئے بیمار ہم اس فکر مین — ہات آتا ہی نہین اوسکا مزاج
یک سر مو ہی نہین ہے بہار روح — ان بتون کا ہے بہت ہلکا مزاج
تیر سا لگتا ہے دل پر ہر سخن — اوس کمان ابرو کا ہے ٹیڑھا مزاج
کچھ نہین پروا اگر سرکار کا — ہے کبھی تو لہ کبھی ماشہ مزاج
کیجیے موقوف جنگ زرگر — ہے ہمارا ہی تماشے کا مزاج
ہو نہ دشمن کو الٰہی درد عشق — جب سے بگڑا ہے نہین سنبھلتا مزاج
ہے یہ اعجاز ثنائے زلف یار — شاعری مین بڑھ گیا اپنا مزاج
شعلہ رویونکی جدائی قہر ہے — پھر مرا اس آگ سے بھڑکا مزاج
رخ ہے جبکا آفتاب اوج حسن — ہے فلک پر اندنون اوسکا مزاج
دیکھتا ہون راندن ہیرشت — ہے نظر مین یک بت حور امزاج
نظر کی دولت چڑھی ہے جب سے — ہے ہمارا سب سے بے پروا مزاج
کب ملک کھیلوگے جو سر پر ہے شرط — بادہ بارا ہو گیا میرا مزاج
سنہ کی اکدن کہا ہے گا ناصح خود — رند سیکس کا ہے ذہنگا مزاج

نہیں ہے مرغ دل اپنا ہی شہپر و بیچ
کرے ہے سیر شب زلف پر شکن کے بیچ

حصول بادشہی ہے اگر ضیو نہیں
اثر ہے بال ہما کا پر زغن کے بیچ

کیف مے کو بخشے ہے مزہ لطیف تر
سدا غبار پریشاں ہے رہو زن کے بیچ

غزالان ہمسری زلف کا خیال نکر
شکم ہے چاک کر دیگا نر ختن کے بیچ

خیال طول امل ست ہمتو کو نہیں
نہیں رسن کی رسائی چہ ذقن کے بیچ

ہوائے حادثہ ہے دور سر بلند رہے
اثر کرے نہ خزاں غنچہ پر شکن کے بیچ

بہ رنگ شعلہ جوالہ میں ہوں سرگرداں
کسیکی کو میں سفر ہے مجھی وطن کے بیچ

جو آئے پان چباتا ہوا وہ غنچہ دہن
گلوں کے منہ پہ ابھی نہو گدازی بچپن کے بیچ

رہے نہ حسن جوانی کا فیض پیر میں
کہاں ہے رونق نو جامہ کہن کے بیچ

۱۹

کرے نہ سوز بیان شمع انجمن کے بیچ ۱۲۶ رہا نہ جائے ہے شعلہ سے میرے دہن کے بیچ

مثال زلف کے ہے عطریت سخن کے بیچ
کہ بوے مشک بہری ہے ختن کے بیچ

ہوائے خلد رضواں ہے مجھے دکن کے بیچ
لگی ہے آگ برسنے مری وطن کے بیچ

ہوائے بادشہی دیو سیر تو کو ہوئی
گئی ہے خاتم جم دست اہرمن کے بیچ

دل اپنا عشق میں سیر سے ہوش اڑا ہے
پھر آ گیا ہے خلل عقل کو کہن کے بیچ

۹

ہنگیو ہیں ہے کسی یار کے انداز سیج	۱۲۷	ہم اوہاں ہے ہیں کہیں سنت اعجاز سیج
زندہ ہو ہیں کہیں تشنہ تیغ لب یار		ہے عبث گور غریباں پہ گنوانا سیج
لب جاں بخش کا تیرے جو کتیا یاں		زہر کہا مرہی گئے عاشق جانباز سیج
سو گئی ایسے کہ اوہنی ہیں جگائے سے		ہنکی شخص جو یاں گور سے آواز سیج
خاک کو جبہ سے تر آتی ہے جا جس تو		ہو بجائے کہیں سبد و دربار سیج
زندگانی کو سمجھتا ہوں اجل سے بدتر		میں کبھی کس لئے منت کشی ناز سیج
دل میں سو بار مرے اور جی اسر لطیح		کچھ اوسی شخص کو ہے وقف ستراز سیج
ہوئے انجام بخیر اوسکا مجھی جسنے کہا		لب جاں بخش سے ہے بار کی آغاز سیج

شور ہے کوچہ و بازار میں فیض مدام
چشم ہمارے دوکان دوا ساز سیج

ردیف خا معجمہ

۹

دل یعقوب ہے اور جان لیخا ہے وہ رخ	۱۲۸	حسن میں حسن ہے یوسف کے دوبالا وہ رخ
نور ہے نار ہے کعبہ ہے کلیسا ہے وہ رخ		چشم پر کار و دو عالم میں کسی کا نہ رخ
زیب دستار ہر ایک غیچ و برہمن کیا		بہشتاں جہانیں گل عنا ہے وہ رخ

غزل

دلیل ولائے خدا ہے مقرر — رہے جبکے دلمین ولائے محمد
اشارہ یہی قاب قوسین سے ہے — خدا کے ہی نزدیک جائے محمد
خجل ہوتے ہین دیکھکر مہر و مہ بھی — رخ خوب معجزنمائے محمد
زہے قسمت اپنی زہے بخت اپنے — اگر دیکھہ لین ہم سرائے محمد
اطاعت خدا کی اطاعت ہی انکی — رضائے خدا ہے رضائے محمد

کیکی شفاعت سے مطلبنین فیض
کہڈالیون مین زبر کوائے محمد

و

نہ سنیگا کوئی بلبل کا فغان نیرے بعد — ہوگا سنسان گلستان جہان نیرے بعد
کیون نہ اس غمسے لحد ہوئے جہنم مجکو — کوچہ یار ہوا رشک جنان نیرے بعد
جی مین آتا ہے کہ پھر فاش کرون سر وفا — کون کرتا ہے عیان راز نہان نیرے بعد
عوض حاد ثہ گل کیون نہ جراحت بخیے — تنگ ہے مجھسے بت تنگ دہان نیرے بعد
محکو جیون شمع نہ خاموش کرا لیصر غم — روشنی بزم جہان مین ہے کہان نیرے بعد
کام لیتے ہی رہو تم مژہ دابر وسے — ہو جو نکو ہوس تیر و کمان نیرے بعد
راست ہے یہ کہ مری قدر اوسیکو ہوگی — جسکو ماریگی مژہ تیر و سنان نیرے بعد
اشکخوان گل ہی گئے آتش غمسے بیتاب — خاک تربت سے ہو آب روان نیرے بعد

تخلیات فارسی

جون میں نعت

وے ہر کہ بمن خندہ زد و شکر گداہم | در سعر کہ عشق تو بر د آختہ نالد
چون شمع بہ تن زند سرش را نہ بالش | ہر گس کہ بین بنم سر افراختہ نالد
قربان لب و چشم تو بر حال زارم | نشناختہ بخندد و بشناختہ نالد

در پردہ دل فیض تو چون شمع دمین بزم
بر سوز گداز من گداختہ نالد

۹

بر سر ز من مست حال بود و بنود | بیا بے پیر مغان سر بنہاد ام بسجود
بنوش آب حیات از سبوے ساقی ما | بیا بہ مصطبہ داری گر آرزوی خلود
بیام من برسان اے صبا بصوبی دوست | کہ چشم ست کسے عقل و دین من بربود
شراب لعل بخواہ از سبوے بادہ فروش | امید بادہ مدار از خم سپہر کبود
ز من بپرس طریق صواب و خط خطا | کہ ہست در بر من خرقہ شراب آلود
بہ عزم مطرب و ساقی کسے نشیند | چہ شد میان من و میفروش جنگ و شنود
بہ مصطبہ مکن اظہار جز مدد دکشان | بجام بادہ سحر گہ ہر انچہ روے نمود
بفکر شادی امروز کوش و جام بنوش | سپاس و غم فردا چہ شد چہ خواہد بود

گر آید آن بت سرمست چین مجلس فیض
کجم ز نالہ خود کار نالہ لئے دعود

گاه ظاهر شدم ازو گاه مخفی نمند او از من
کام من شد ز کار او کار او هم ز کام من شد

دید جانان ز آینه بی تکلف میرسد
بوسه لب قلیان من با کشاکش یافتم

سطرب من با قانونی قول شناسی همنواند
دور گردون بکامم شد چو من عشرت کنم

روی ساده چو بنمود در باده چو بنمود
آسمان صحن مجلل شد ماه چو مهره دو جانم شد

کبک با آن خرامنوی تا سقف همیگوید
در چمن رشک ماه آمد هره دو با از خرامم شد

مطلع نو گفتم من تا فیض قدیم او
راست گویم زمین چه بود بر فلک نقش نامم شد

ساقی من به بزم آمد صید عقل و دامم شد ۱۳۳۶
محرک چشمش بر زم آمد خلوت از خاص و عامم شد

لطف عیسی نمیخواهم مرگ از من مجو دارد
آب خضر هم نمی باید ز زندگی برو دارم شد

ماه بودم سهما صورت نور با خود دیدم
شاه بود گدا سیرت با تو هر نظر ما شد

آفتابی بدین تابم رو بین نیاورد
سمت مغرب فرود آمد ماه من تا بامم شد

روز و شب نامه و سالش از انتظار من نماند
شام من هم سحر گشته صبح من نیز شامم شد

اسم اعظم نمیخواهم من نام تو بس بود دعا را
خاتم المرسلینی تو دو جهان را نورامم شد

تا تو از من جدا بودی من هم از جان جدا بودم
فیض وصلت چه میرسی ز عیسی مقامم شد

دو بصل در خلوتش با هم دهد	جو فصل از کوے او راهی کند
دارد به فیضی کوے بتان هم آنقدر گردد خاک هر بنده الاهی کند	

دو غزله در بحر مجدد سدس سالم فرع جدید ارکان او مفعلن فاعلاتن

فاعلاتن شش بار ایجاد مصنف رحمة الله علیه

آرام ما عارض دلجوے او شد	۱۳۹	بهرام ما چشم برجاے او شد
پرسی اگر ما جراے من ز چشمش		شیرے بدین کشته آهوے او شد
دارد عجب وادی الفت تماشا		هر باز هم صید هر پهلوے او شد
تدبیر من هست در دست تو گل		عاجز شدم بر دلم قابوے او شد
بالین گل من نخواهم من نخواهم		هر شب مرا تکیه بر زانوے او شد
فردوس را خوار داند زار داند		دل را چو جا در بر و پهلوے او شد
بشنو ز من مطلع دیگر ز فیضی		
تا دانی نیم خوے من هم خوے او شد		
صیاد ما اشتیاق کوے او شد	۱۴۰	جلاد ما مرد بس نکوے او شد

ہر فقرہ مرا صورت تصویر ہے پس مرگ
ہے بعد فنا بھی ہمیں شوق فزوں کا غذ

کہتا ہے مجھے سیکڑوں خط دیدنی ترسا
ہیں سنگ کلیسا بھی گر مخزن کا غذ

ہے رونق ارباب صفا ترک علائق
قابل ہے سدا قطع کے پیراہن کا غذ

چاک دل خاکی سبب مرگ صفا ہے
ہے روزن دیوار کفن فن کا غذ

پرزے کئے پھر کر نے ہیں سیارہ دلی
آتا ہے نظر سینہ مرا گلخن کا غذ

ہے بعد فنا میرے اوسی شوق کتابت
اغلب ہے کہ ہو خاک مری صحن کا غذ

لب تک ہی لاوین سخن سخت صفا طبع
ممکن ہی نہیں ہے کہ بنی آہن کا غذ

اخلاق سے محروم ہے یہان طبع ملایم
بوباس سے ہی دور گل گلشن کا غذ

وصف خط جانانہ میں لکھی ہیں کئی دفتر
یا مال صف مور ہوا خرمن کا غذ

رونیکا اگر حال قلم بند کرین ہم
محسوس دم چاک ہو شیون کا غذ

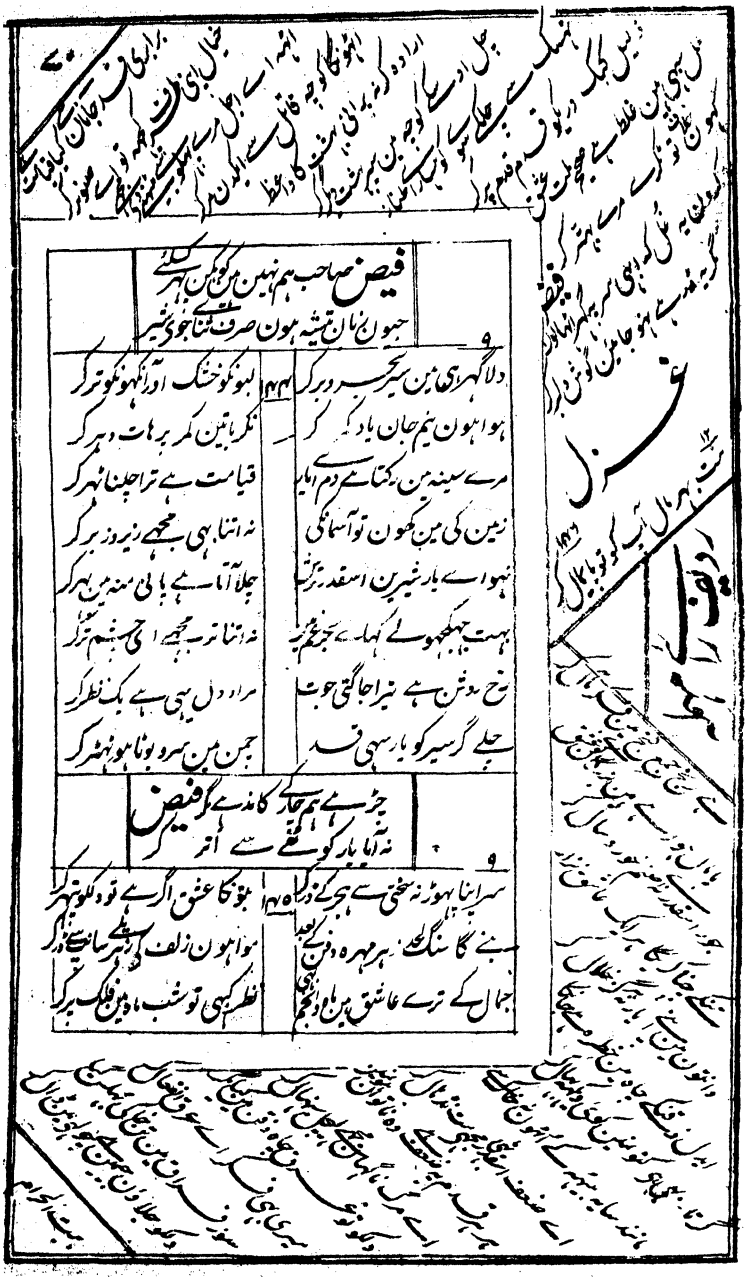
بیماری دل کا اگر احوال رقم ہو
ہو جائے ابھی زرد رخ روشن کا غذ

منت کش خیاط نہیں زخم جگر ہی
قابل ہے کہاں بخیہ کی چاک تن کا غذ

ذی عقل اگر تاڑ کرے حسن نہیں فیض
لایق نہیں اتنے کے پیراہن کا غذ

۹

نہ منقش نہ مفصص نہ مطلا تعویذ | ۱۴۲ | وہ انوکھی ہیں انوکھی ہی انوکھا تعویذ



فیض صاحب ہم نہین من کو کن بہر کسکے
جہون زبان تیشہ ہون صرف ثنا جوی شیر

۹

دلا گہرہی مین سیر بحر و بر کر ۱۴۴ لہو کو خشک اور آنکہو کو تر کر
ہوا ہون نیم جان یاد کر کر ۔ نکر باتین کمر برہات دہر کر
مرے سینہ مین رکتا ہے دم ایا ۔ قیامت ہے ترا چلنا ٹہر کر
زمین کی مین کہون تو آسمانی ۔ نہ اتنا ہی مجھے زیر و زبر کر
نہوا ہے بار شیرین اسقدر ترش ۔ چلا آتا ہے پانی منہ مین بہر کر
بہت جھکہولے کہا ہے بحر غم نے ۔ نہ اتنا تو ب مجھے اے چشم تر کر
تیغ روشن ہے تیرا جاگتی جوت ۔ مرا دل یہی ہے یک نظر کر
چلے گر سیر کو یار سہی قد ۔ چمن مین سرو بونا ہو نہ تر کر

چڑہے ہم جاکے کاندہے کو فیض
نہ آیا یار کو ننگے سے اتر

۹

سرا اپنا ہو ڑ نہ سختی سے ہجر کے ڈر کر ۱۴۵ بتو کا عشق اگر ہے تو دل کو پتہر کر
بنے گا سنگ لحد ۔ ہر مہرہ دفن کے بعد ۔ ہوا ہون زلف کی زنجیر سے ڈر کر
جمال کے ترے عاشق مین ماہ و انجم ہی ۔ نظر کہی تو شب ماہ مین فلک پر کر

بیت الحرام گر تری ابرو کو میں کہون
صحن حرم میں تیغ ہے مجکو حلال کر

تو روز باز پرس میں دیگا جواب کیا
ہرگز کسی گدا کا نہ قطع سوال کر

کسطرح جاؤن مجلسہ حسن و عشق میں
ماضی ہوا ہون یار سے میں عرض حال کر

محروم دید یار ہے ہون فیض آہنگ
آتا ہے جسمین بیکسہ واں آنکھین نکال کر

غزل

شب ناتوان بچارے ۱۴۷ دکھلا تے کیون ہنسی ہو کر کہو مگر
عنقا کہی ہے کوئی کہی ہے عدم کوئی اکہا ہے کہان ہے دہن اور کمر کہان
حاکم ہون شہر تو مین عمل دست غیب کا آجاے اوس پری کی مرے ہات اگر کمر
آنکھون مین خلق کے نہین جہتے ہی ہے ہم کرتی ہے آگ دیکھیے کیا کیا اثر کمر
ہر ایک زیر دست زبردست ہم پہ ہے جیسے نہین ہے یار کی مسل نظر کمر
اوسکا بنا زمین پہ ہے لے آسمان پر اق دونو جہان سے ہے تری شاہد کمر کمر
ہستی مین نہو رہے نہ ہو کا نہ عدم کہے لائے بہلا کہان سے کوئی ہو مفتکر
کہتے ہو کل تلک بہی جسے ہم میان مین باندہی ہے اوسنے آج مری قتل پر کمر
کرتا ہون تجھسے عرض قسم کہاکے زرقلی دیکھی نہین کسی نے تری پیٹ بہر کمر
ہرگز کہی ہے بیچ مین کوئی خلق میں دکھلاے یار اگر تجھے بار دگر کمر

دکھلا رہی ہیں حضرت باری کی صنعتیں
جب سے نظر پڑی ہے مجھے الصنم کمر

عاشق تری کمر کی نمازی ہی ہو گئے
اس واسطے رکوع میں تکبیر خم کمر

ہوں میں جو اس کی سب سے نحیف آنجہان
بار غم کمر سے ہوئی راست تر کمر

ہر گز کسی کی آنکھ میں بھرتا نہیں کبھی
دکھلا رہی ہے روز نیا مجھکو غم کمر

ایدل مومنین اڈے نہ آجا نگر حقیر
لاغر بنا نیگی تجھے دیدے دم کمر

کچھ انفعال و سکتہ نہیں تجھ فعل سے
کہتی نہیں ہے کچھ خبر کیف و کم کمر

ہے محکو فیض عیش دبیر و ترنم فکر
باریک خط کرے ہے کسو کی رقم کمر

۱۴۹

اک نہ اک آنی ہے آفت ہر زمان بالائے سر
ہے مگر سنگ حوادث کا نشان بالائے سر

صاج اگر رکھو تمہارا ناتوان بالائے سر
خلق کو ہوگا گمان آسمان بالائے سر

کیا رکھاؤں بار غم من ناتوان بالائے سر
ہے پرکاہ سبک کوہ گران بالائے سر

لون اٹھا بار زمین و آسمان بالائے سر
لیکن اٹھ سکتا نہیں تابتاں بالائے سر

لگ رہی ہے لو خدا سے زندگانی بیخبر
گور میں جاتا ہوں میں لیکر سکان بالائے سر

جب سے اوس گل کی مژہ کا مار غمزہ ہے نظر
جاے موخار سنبلان ہے عنبان بالائے سر

ہم بھی وصف نعلہ رویاں کے ذی زبان
شمع کے مانند اگر ہوتی زبان بالائے سر

سر مرا کہا جائیگا اگر دن خیال سر و قد
بیٹھتے ہیں ہے کے صدہا قمریان بالاسر

یکسر موتب ہی وصف زلف ہوگیا تحقیق
ہو بجائے مو اگر پیدا زبان بالاسر

فینی ہستی مین اپنی ایک ہی صورت ہی
اب زمین سے سر پر تب تہا آسمان بالاسر

کیا کریگا پیرہن سے بار کر فکر کفن
ہو چکی ہے اب سپیدی جبھی بان بالاسر

ہر سفر مین تہی تجھے اکسیر اعظم کی ہوس
فیض اٹہائے خاک پائے رفتگان بالاسر

۱۵۰ رخ پر افشان جبتی ہے تو بے زار
یا لکہی ہے نبی پہ شرح سنار

مجکو لکہتے ہین خط بخط غبار
یون وہ دل کا نکالتے ہین بخار

جل نہ ہلک طریق عشق مین تو
یہان ہر اک ڈگ پہ ہے جزاؤ آثار

نہین بے کفر انتظام دین
سبحہ مین ہے چہپی ہوئی زنار

حلقۂ زلف ہے وبال جان
گہونگٹی ہے گلا مرا شب تار

تن خاکی مین جان تازہ پھر آئے
دو جو اپنے گلے کا باسی ہار

نقد دل ہی الہی کرون صدقے
دو جو دو چار بوسے مجکو اودہار

صلح کل ہے ہر ایک جزسے ہمین
پیار کرتے ہین کافر و دیندار

کرکے وعدہ نہ آئے وہ شب وصل
سو گئے سر پہ طالع بیدار

غزل

تو ہوئی کے پاس آ بیٹھ نزدیکی کو بھی دور جان
ہیں ہی ہوں اور دو ہیر کی رنجش بہانہ ڈھونڈ ہے
کچھ ہمکو اعتبار نہیں قول و قسم کا رکھی زبان رکھ کے تلے جا دہان یار
سمجھیں بعشر ہے اوسے احسن الفصص یوسف ہے گریبان کرون داستان یار
کرتا ہون تنگ قافیہ ہر ایک نجمہ کا ہے اونمیں بعد سنگ درستان یار
کرتا ہون دیر و کعبہ کی تعظیم اسی جہت سنہ ہے کہان حج ہو سکے دیر و یار
ہے دیر برہمن کا بھلا کس حساب میں کعبہ سے ہو سکا نہ جوانمکان یار
ہم دیکھتے ہیں ہو جتا اندھو نکو خاکبو جلوہ خدا کی شنا نکا کہتے ہیں شان یار
رہتی ہے مجکو خانہ بدوشی سے کشمکش جبد سے زیب دوش ہوئی ہے کمان یار
ایک بر بھی ہی کہ یار کا جیہ کو ہو گئی آتی ہے یاد جب مجھے نوک زبان یار
باتون پر اوسکے مرتے ہیں کب کشتگان تیغ سیفی کا کام کرتی ہے سیف زبان یار
ہوتا ہون غرق بحر ندامت انیں انکے آتا ہے یاد جامہ آب روان یار
نزدیک جنبلک ہے خودی دور ہے خدا ہوتا نہیں ہے وقت تکلم ہی منقسم
کرتا نہیں ہے بات وہ ایسے کہلی کہلی لاشک ہے جزو لاینجزا دہان یار
اجبہ کا قفل ہو گیا خان یار شہلا مین پاس مجکو اگر پاسبان یار
تجھی کی طرح جگی سب پر زبان یار

جلسے ہمدان مین سور غم سے | گمان شمع ہے ہر اشخوان پر
لچک جاتی ہے جنبش سے ہوا کے | نزاکت ختم ہے اونکی میان پر
ہوی ہر شہر مین پیدا حلاوت | دل آیا پھر کسی شیرین دہان پر
بت خود شید رو نے جلوہ فرما | سفر ہے گھر کو میرے لامکان پر
کبھی اوس گل کی جب اوصاف مذکور | ہزارون پڑ گئے کانٹے زبان پر
نہین دیتے وہ بوسہ کرکے اقرار | سر اپنا لوگ دیتے ہین زبان پر
رہے ہم پیچ و تاب قسمت کے الجھے | نظر جب سے پڑی زلف بتان پر
سمجھ کر اوسنے سیر اسنگ تربت | لگا مین ہو کرین سنگ نشان پر
بوڑھاپے مین گئی ہے عقل اے عشق | مزاج آیا ہے پھر اک نوجوان پر
سلیمان کا تصور سب کو ہوگا | جو بیٹھے وہ پری تخت روان پر
قسم ہے کعبہ رو قامت کی تیری | ق | یہی آتا ہے رہ رہ کر زبان پر
موذن بھی اگر بولے شب وصل | سنا دونگا مین صلو اتین اذان پر
جو اک بوسے کو دیتے ہیں وہ ہون تنگ | کہون غنچہ کی پھٹتی ہین دہان پر
چھڑک دو داغ پر افشان اگر تم | بڑیگی اوس برسون کہکشان پر
دل مضطر کی دولت سا لہاسا | زمین بر ہین کہو ہم آسمان پر

جلسے ہمدان کو دیکھلا دے جو فلک
جیسی ہی آپ سے ہے جس روز ہو
دیدہ تمثال اردبیلی سنگ تربت
عمدہ کی لالان سے ہمدان
جلا جانفشان
جب آیا وی
زیارت خاک
نسل
۱۵۲
جلی نوار ذکر ابرو سے
جان دی ہے
جاسے گل
قانع شہرت
آشیان
ہین ہمدم

غزل

ہیں کسی خورشید طلعت کی نظر بازو ہمیں	رونق خط شعاعی ہے تمنا کی تمار پر
طالع مولود میرا دلو تنہا کہتی ہے خلق	محو ہوں چاہ زنخدان سے عیار پر
قتل سے میرے نہیں کچھ مطمع قاتل بخدا	زنگ آتا ہے نہیں سفاک کی تلوار پر
سر بنک مرجئے گر نعیان سے کیا تجھ	زہر کا لے سکیڑوں کہاتی ہیں لف یار پر

کمیک بنکر قابض ارواح فیض آیہ کیون	
وقت جانکندن ہی عشن ہون چاہ زنخدار پر	۱۵۴

۱۳

کیون نہ صدقے ہو سہ تو ار و خندار پر	خود دین کے چاند کا عالم روئے یار پر
ناتوانی نے دکھای عالم بالای سیر	مثل سایہ جزہ گیا میں کے دولہ پر
اہل مشہد کو نیام سرخ کا دھوکا ہوا	جم گیا ہے خون میرا یار کی تلوار پر
ناتوان عشق کمر میں ہو رہا ہون اے سر	ہے گمان مو سیان کا سر سے جسم تار پر
امتحان عاشقی تنے کیا ہم مر گئے	اے جنونکی بڑے ایسے نہار پیار پر
سو کہہ کر کانٹا ہوا لیکن دہن تک	رشک ہے مجکو تری خار سر دیوار پر
قتل کے ڈھیلے کی جلد کہہ رہے ہیں	نہر کہا کر جان دی ہے نینے زلف یار
ہے یہ تیرا رعب اے سفاک بر تو کیسی	مو رچہ ہی آ نہیں سکتا تری تلوار پر
شام زلف حور کو گیسو سے کچھ نسبت نہیں	صبح جنت صدقے ہوتی ترے رخسار پر

اہل ایماں دیکھ کر اوس بت کو کافر ہو گئے
سجدہ صندے ہو رہی ہیں سب کڑوں زنار پر

ہو گیا لقمہ دہان گور کا رہا ہوا
تھا قضا کا دانت مدت سے تری خاطر پر

دہشت وحشت میں ہے جنگلہا تے چھوڑ کر
جب سے اپنے آنکھ ہی آہو ہوئی چشم یار پر

جب سے اوس ہرے لگیسو کا شانا ہو گیا
یار کیا کیا ہر کھاتے ہیں مرے اشعار پر

۱۵۶

بجلی فراز طور نہیں شور زور پر
آہ شرر فشاں ہے مرے زور شور پر

انکار کا مقام نہیں بات اور ہو تو لا
چوری ثبوت ہو گئی مہدی کی چور پر

سات آسمان کے جو رقیب نکلے رام
کر ڈالوں فتح میں اسی دریا شعور پر

اور کر سکتے کو ہی ہو اوس کا لقا ہم
پر کیا کریں نصیب نہیں ہے چلو پر

مہمات جنگی قدسو نہیں دیجاں سے تھے
ہو کر نہی وہ نمار لے آگے گور پر

یک پوسہ خیر سو ہی ملا رہے جسکے
ماری ہے لات ہم نے حاتم کی گور پر

کیا اونکی خال رخ کا بیان معجزہ کرن
مرتے ہیں سیاہ لوگ یہی اس کا چور پر

سرکار خال خط میں ہوا مار یاب جو
نافذ ہے اوسکا حکم ہر اک مارو پور پر

ہو تو زمین ریش شیخ پہ چہل چہل کیے
ہے جب سے ڈور وہ تری لٹی کی ڈور پر

بعد فنا ہی درد سر عشق ہے مجھے
صندل چڑھائیں عرس میں دو بیر گور پر

صبح سے تا شام ہے ہمکو یہی بس توڑ جوڑ
کس سے جوڑیں اسکو ہمکو توسنے توڑ کر

گرد ہ تھے پارے اسکو نہیں ہے یہ باس آجا ہیں فیض
آسمانسے ہم ابھی آئے ہیں ناری نوڑ کر

ردیف زا معجمہ

سینہ کوبی میں ہے مصروف یارب ہم ہنوز — کشتگان عشق کا باقی ہے کیا ماتم ہنوز
کیسے کیسے ماہپر کو ملا یا خاک میں — دفتر گردوں نہیں ہے تا نہیں ہے ہم ہنوز
فکر ہے چوپہر کو نی شیرین کو ہے اے کوہکن — سیل چشم خونچکاں ہوتی نہیں ہے کم ہنوز
ہو کہیں جنگا اہی زخم نا سور کہن — ہے مری گردنپہ بار منت مرہم ہنوز
جیمیں آتا ہے کہ ان خوش اسرو سے جھپی — کیکے مجھیکو ہوئے ایہاں بیع نو خم ہنوز
کیوں نہ بیرونق ہو مازار جہاں جوش جنوں — ہے ہماری جامکا گاہک خدایا غم ہنوز
کوئی دم تو ٹھہر جا میر بطرف سینہ نہوز — ہے مری آنکھو نمیں اسفاک باقی دم ہنوز
دیکھہ اوس زلف گہر سنفشہ کو ماری شکنج — ہیچ کہاتی ہیں بڑی باتی ہیں بس ارقم ہنوز

کیا ترے ہات آئینگا سر فلک جز مشت خاک
نوجوان ہے فیض کیوں اتنا ہے اوسکو سہم ہنوز

یہ جنوں کا ہو رہا ہے اشتہار اپنے بر بس
بیزبان تبار کر کہیں تمہارا کیا برس

کہسلیں جا طرفہ خواہ اگر یارہ خوار اپنے بر
سیکڑہ ہیں بلاے کا شکار اپنے بر بس

فاست موزوں جو کہلاتے نہیں ہم عمر نہیں
دیکھہ لینگے قد سرو جو نہار اپنے بر بس

عاشقوں کو قتل کرتے ہیں سحر سے شام تک
کھیلتے ہیں گھر میں اپنے وہ شکار اپنے بر بس

دوسم و دنیا داغ دل کی دولت سا تھا
ہم نہیں سیر سنگے تا مزار اپنے بر بس

جب چمن میں آگئی وہ بھی ہمارے ساتھ جانان
بیخزاں آئی گلستاں میں بہار اپنے بر بس

اے جنوں لنسے ہاتھ پاے شاید آئی بہار
جیب و دامن ہو رہا ہے تار تار اپنے بر بس

ہیں کسیکے زلف در خلخال و ہیں ہم دشت گرد
دیکھیے کیسے کٹیں لیل و نہار اپنے بر بس

سال بھر کر لینگے سر کار بنا ئیں تو کریں
گر موافق ہے سے ہوگا روزگار اپنے بر بس

خط ہوا آغاز رخسار و ہمہ اوسکی ہے ہی
انگنت آئی ہگی جو خط یار اپنے بر بس

سنگ اپنی زندگی سے دیکھی ہو کون بیزار
لے سوار اپنا ہوا ہے شہسوار اپنے بر بس

عشق میں ہے یار کے تاثیر جذب کبریا
ہو رہا تنکا ہمارا جسم زار اپنے بر بس

ہے تصور اسپہ چشمونکا دشت میں سیتا
گرد رہتی ہے مرے ہر مو تنکی وار اپنے بر بس

ہم یاں کہانی میں اس وحشی کی کیں تمہید
ہوں نہ دیوانہ سگان کوے یار اپنے بر بس

دور چشم مست کی دیکھی کرامت ہے
وہ سیندار میکدہ ہیں وہ سیندار اپنے بر بس

زہر کا لقمہ ہے سونیکا نوالہ اے فیض
جب سے ہتے ہیں یہ جیتے ہیں سو ہم بیس

۹ سجدہ خاک در پیر مغان مارا بس ۱۹۳۲ انیقدر عزو شرف درد جہاں مارا بس
کیمیاے کہ بود در نظر ما کان است صحبت حلقہ صاحب نظران مارا بس
نیست اصلا غرض از خانقہ و مناصب ہیچ کنج میخانہ و محبوب جوان مارا بس
مطلب از چشمہ حیوان سخن ما نیست خضر بوسہ از لب جان بخش جنان مارا بس
گفتن تیغ و ادا و زیب کمر کن روزی گفت زابرو و مژہ تیر و کمان مارا بس
قالب از لاشہ ہستی است مجرد بازل خدمت بارگہ پیر مغان مارا بس
ملک و مال الفلک منقلبہ طبعہ چکم مے و معشوق زما سا جہان مارا بس
تا نباشم سبک اندر نظر اہل ورع از مے ناب دو سہ طل گران مارا بس

تکیہ مرا زرو طوبی و تسنیم جو فیض
جلوۂ قامت آنسرو روان مارا بس

ردیف شین معجمہ

۱۲ بہر سینہ سوز امنین ہوی شعل آتش ۱۹۳۳ شاید کہ دبی ہی نہ دامان آتش

کیا ہوون رفعت وشان درویش — عرش ہے فرش مکان درویش
حامل بار امانت وہ ہوا — کس مین ہے تاب و توان درویش
حیطہ تیر ہے اوسکا ایک ایک — چڑی رہتی ہے کمان درویش
مہر افلاک تجلی ہے وہ — ذرہ ذرہ مین ہے شان درویش
کہتے ہین وحی سماوی جسکو — ہے وہ لاریب بیان درویش
غیر درویش پہ ممکن ہی نہین — ہو عیان راز نہان درویش
حرف ایک ایک ہے بصوت اوسکا — سمجھے کیا کوئی زبان درویش
کہتے ہین صور سرافیل جسے — ہے وہ تا نیر فغان درویش
جہنم حق مین سے جو دیکھا اسنے — ایک شعلہ ہے تن وجان درویش
خلق کہتی ہے جنہین ابراہیم — سمجھین وہ شوکت وشان درویش

فیض الفقر اذا تم ہے بس
نکر و خرج و بیان درویش

ردیف صاد مہملہ

ہے ۱۴ در دولت پہ اوذو حرام خاص ۱۷۶۵ اندھون لینے لگے شاید سلام عام خاص

ہون زار زار حور و شوخی خیال مین — غم سلسبیل کا ہے نہ کوثر سے ہے غرض

دل آتش فراق سے اگر سیر ہو گیا — لے ہیم کی ہوس ہے مجھے زر سے ہے غرض

حاصل دیار عشق کی ہے سلطنت مجھے — اورنگ کی طلب ہے نہ افسر سے ہے غرض

ایک سرد فکے ہجر مین ہون کو بکو بدر — قسمری سے مطلب اور نہ عنبر سے ہے غرض

جام جہان نما ہے مرے دل کا آئینہ — جم سے نہ جام سے نہ سکندر سے ہے غرض

سیل سرشک روکش بحر محیط ہے — کشتی کی آرزو ہے نہ لنگر سے ہے غرض

ہجران مین زور شور ہے چشم و رفتان — لیسان سے مدعا ہے نہ گوہر سے ہے غرض

جب سے قبائے بوقلمونی زیب تن ہوئی — سوزن سے ہے غرض نہ رفو گر سے ہے غرض

نامہ ہوائے شوق مین ہے مرغ تیز پر — قاصد سے کام ہے نہ کبوتر سے ہے غرض

ہے مجھکو اپنے خسرو شیرین کام سے — شیرین سے الجا نہ شکر سے ہے غرض

جس بت کو فیض حسن خداداد ہے نصیب
زینت سے کام اوسکو نہ زیور سے ہے غرض

۱۴

کہین کسوجہ سے ہم چاند کا ٹکڑا عارض — ۱۴۷ ہے نرا چاند سے وہ چند صفا عارض

طاق کعبہ خم ابرو ہے کلیسا عارض — نظر شیخ و برہمن مین ہے کیا کیا عارض

گو بہت صاف ہے شفاف ہے ای ماہ مگر — تیرے عارض کی برابر نہین سکتا عارض

سنبل گل دستہ ہے خبر سے کیا مطلب
سنبلستان ترے گیسو ہیں گلستان عارض

منفعل قامت موزون ترے خوبی ہے
خط ہے ریحان جنان حوض رضوان عارض

سیر کو آئینہ خانہ میں تو جبہہ نکرد
صورت آئینہ ہو جائیگا حیران عارض

کیوں نہ ہم قد کو ترے آیۂ جنت سمجھیں
خال رخ حافظ قرآن ہے قرآن عارض

منہ چھپائے گئے بارو نہ کھلی ماہ کی رات
تنے چھوٹ چھپا یا تہ داماں عارض

حسن زلف و رخ اگر آئینہ میں دیکھے وہ
سنبل گیسوے پریشان ہو پریشان عارض

عرصۂ دشت میں جنت کی فضا ہو جائے
عکس افگن ہو اگر سوے بیابان عارض

وہ کسی صورت کوئی دیکھے نہ سوا صورت شب
گر کسی روز تہ زلف ہو پنہان عارض

چاندنی رات میں تارے جو چمکنے دیکھی
آگیا یاد ترا مکھ پہ افشان عارض

دل بیمار ہے خوش دیکھ کے تیرا چہرہ
چشم ہے نرگس شہلا گل خندان عارض

فیض دل دون میں کسے سوچ ہی ہے تیرے
خال ہندو نظر آتا ہے مسلمان عارض

ردیف طاے مہملہ

۱۶			
لکھونگا زلف والونکو اگر خط	۱۶۹	بھیجونگا مشک نافہ سر سبز خط	

ردیف غین معجمہ

یارب نہ گل ہو اس دل پر نور کا چراغ ۱۷۰	روشن اسی چراغ سے ہے طور کا چراغ
نامہ سیاہ دود ہمارا کا روشن کرے گا کون	ہے طفل اشک دیدہ پر نور کا چراغ
کیا ربط نور کو ہے سویدا سے اے کلیم	وہ طور کا چراغ ہے یہ دور کا چراغ
کرتے ہیں بیخ تنگ انا الحق کا ذکر تو	شاید بجھا ہے مرقد منصور کا چراغ
ہو سرفتیلہ مرہم ہو سے جب	دکھلاؤں اہل درد کو ناسور کا چراغ
کہتے ہیں دیکھ آئینہ میں خال بر رخ لف	روشن حلب میں ہے شب دیجور کا چراغ
نور ہے کہیں نہ شعلہ کی جنبش سی ہے ضرور	نازک بہت ہے کاسۂ فغفور کا چراغ
آہو نے اپنا سینہ ہوا دار ہے مگر	خاموش ہو نہ اس دل رنجور کا چراغ

فیض فروغ داغ محبت ہے بعد مرگ
ہے آفتاب حشر مرے گور کا چراغ

ردیف فا

۱۹

ہوتا ہے ذکر خوبی حسن و جمال لف ۱۷۱	سر پر کہیں پڑی ہے کسی کے بال لف

دیتا ہے اشتعالک اودی شعلہ غدا ۔۔۔ اکدن جلائے گا مرے دکھو جلال ز ف
ہر موے زلف ہے شب معراج عاشقاں ۔۔۔ ہے ہمیشال شان عدیم المثال ز ف

آنکھوں پہ آئے کیوں نہ رکھے گیسو دکھو وہ
سرمہ ہے چشم فیض کا حسن و جمال ز ف

ردیف قاف

و

کاکل کے گرفتار ہیں زنجیر کے لائق ۔۔۔ ابرو کے گنہ گار ہیں شمشیر کے لائق
بالشت برابر ہے زبان شمع کی لیکن ۔۔۔ مجمہ سوختہ جاں سے نہیں تقریر کے لائق
تیر ہیں ہوا ناوک مژگاں سے ہمیں ربط ۔۔۔ فوس قدح خم گشتہ ہوئی تیر کے لائق
صیاد مرے حلق پہ رکھتا ہے چھری چون ۔۔۔ جون صید زبوں ہیں نہیں نخچیر کے لائق
دل کہکے صد چاک وہ کہتی ہیں یہ مجھسے ۔۔۔ شانہ یہ نہیں زلف گرہ گیر کے لائق
سوائے محبت جو ترمیں وہ کسی جا ۔۔۔ تعظیم کے قابل ہیں نہ توقیر کے لائق
دعنائے زہ سیل کے ہیں کیت میں کوی ۔۔۔ مارے ہوے زلفوں کی ہیں زنجیر کے لائق
کہتے ہیں کوی چشم سو بد نظر کر ۔۔۔ یہ مست نہیں ہے قدح شیر کے لائق
رہتی ہے کلاونکو عبث فکر صراحی ۔۔۔ مٹی ہی نہیں فیض کی تخمیر کے لائق

غزل

دریا ہو کا چشم سے جاری ہے بعد مرگ
آیا مجھے لحد میں نظر یار غار زنگ

دستار سرخ باندہ کی اے شہسوار حسن
ہو گا اجل کا سر پہ ہمارے سوار زنگ

سو اب زنگ زنگ کی اوس حسن میں نہیں
ہوتے دوام زلف بتان میں شکار زنگ

ہوتا ہے جسکو دیکھ کے سونیکا رنگ زرد
اے رشک گل تری ہے وہ کال عیار زنگ

کر حسن عارضی پہ نہ اے رشک گل غرور
ہے گلشن شباب کا ناپایدار زنگ

کیا اوسکا منہ جو آگی ترے شوخیار کی
ہر ایک گل نے تجھسے لیا استعار زنگ

میں ہوں شہید تیغ تلون ترا جکا
بد لیگے سبکو دن مری خاک نزار زنگ

آئی بہار رکھدی ترے حلق پر چھری
میرے ہی خون میں مجھے ای گلعذار زنگ

گر اے صبح صبح بنا گوش تو دکھائے
ہو جاے یاسمن کا ابھی شرمسار زنگ

مقتول ہم بہار ترے موسم میں ہو چلے
اے گل ترے چمن کا رہے برقرار زنگ

کرتا ہے قتل ہجر ہم آغوشی صنم
دکھلائے گا لحد میں عذاب خمار زنگ

بو یاسمین کچھہ ایک تو ہمسر ہوا کرے
لائے کہانسے زلف کا نافہ ختار زنگ

تا حشر دو ہوں خلق میں آئینہ خوبکان
داماں و جیب کا مرا ایک ایک تار زنگ

گر رنگ چار یار کا ہوتا نہ جلوہ گر
ہوتی نہ خلق چار عناصر میں جار زنگ

گر رنگ و بو ہے رشک چمن گلبیان کریں
کر جائے بوی گل کی ہوا حیز دار زنگ

بار کے کوچہ مین مرے ہی علج
کوئی تو تڑپے ہی کوئی ہے نڈھال

آج کی شب کوئی ہی حیلہ کرو
سور ہو اگر مرے پہلو مین لال

لطف جو کچھہ ہے تری چہرہ جہان
ہے کہین غنچہ مین یہ حسن و جمال

اور ہی کچھہ مرے کہتی ہین وہ
کیجیے بوسہ کا جو اوسنے سوال

آتش دلکو مرے دے رو یار
شمع کے شعلہ سے ہی جگر جھ جل

شعر کے کوچہ مین کوئی فیض اب
سامنے آوے ترے کس کے مجال

۱۵
قصیدہ بمقصود ہے روی رسول
قبلہ عالم ہے ابروئے رسول

ہے یداللہ شان دست مصطفے
زور حق ہے بازوئے رسول

کیون نہ محو دید پیغمبر رہون
ہے عبادت دیکھنا سوئے رسول

طوبی باغ جنان قمری بنی
دیکھہ اگر سرو دلجوئے رسول

چہرہ مقصود آتا ہے نظر
کسقدر ہے صاف زانوئے رسول

شک او فرہی جو ہو سو کہون نہین
رچ رہی ہے مغز مین بوئے رسول

طوف بیت اللہ کا ہو مجکو اجر
دیکھہ لون گر بیت ابروئے رسول

ہون اوسی کا تشنہ لب یارب ملے
ہے جو کوثر خلد مین جوئے رسول

بحر مین ہون مثل موج فیض
ہے مرا دریا ثنائے روئے رسول

غزل ردیف لام

وہ ازل سے ہے ابد تک ہوا رسول
لیلۃ القدر سا ہے کھلا رسول

سب ہی غل اتقی اعلی ہے
قاب قوسین سے ہے ادنی رسول

سورۃ النور مین ہے اسکا ذکر
دیکھہ لو صورت نبوت رسول

وہ جو آیا ہے کہین خلق عظیم
بخدا ہے صفت حق رسول

اور آخر مین ہوا ہے یا رب
کہون مین صفت نور رسول

وہ ہے جانا ہے جو حق طلبی
دیکھہ لو ہے کل قدرت کی رسول

فیض

آئی جالی ہیں ملایک دن رات	قصر فردوس ہے تنکو ہے رسول
سامعہ مشک کا نافہ بنجائے	وہ جو ہو بے صفت سے تو ہے رسول
دلکو جنت کی ہوس ہو نہ کبھو	میرا مسکن ہو اگر کوے رسول

ہو اگر آب بقا سنہ نہ کروں
فیض ہوں تشنہ لب کوے رسول

آفتاب سنفرت سے روی رخشاں سے رسول
صبح جنت ہے صفا سے سلک دندان رسول
رحمۃ للعالمین سے ہے یہی مقصود حق
جملہ مخلوقات ہے ممنون احسان رسول
یہ سخن کرسی نشین سے دل میں اہل اللہ کے
ہمسر عرش بریں ہے قصر و ایوان رسول
جس سے وہ راضی ہو اللہ بھی راضی ہوا
ہے وہ فرمان خدا جو کچھ ہے فرمان رسول
نعمت غفرانسی ہو تو سیر ہو عصیاں سے
فرش سے عرش تک ہے گسترہ خوان رسول
نام رضوان جبکا ہے وہ اوکا باغبان
کہتے ہیں جنت جسی ہے وہ گلستان رسول
کرسکے بندہ کوی توصیف اوسکی کیا مجال
عاصیا آپ جب ہو ثنا خوان رسول
اہل ایمان عید کرتے ہیں سبب اسکا یہ ہے
ماہ نو کو سمجھے ہیں عکس گریبان رسول
ہے اسی باعث ہمارے چشم گریان رامدن
دیکھہ لیں آنکھوں سے تاہم روخندان رسول
کیوں نہ علم حق سے دیں تشبیہ اوسکے علم کو
ہو میں جیب روح الامین ملفوظ دستان رسول

ردیف الم

غزل

جو کر بیجا دل سے وصف قبا

دوہا

جو ہمان میں ہوگا ارسکا

سکیون

کیونکر رہوں میں آپکی فرقت میں ہم غلام ۔۔۔ سلسلہ اشکونکا ہے موتی کا مالا یارسول
ہے یقین ہمکو نہاری ذات سے دین حسن ۔۔۔ عفو سے عصیانکا ہوگا استحالہ یارسول
کیونکر قصیدہ قصر جنت پر کروں ایسا بیاں ۔۔۔ آپکے لطف و کرم کا ہے قبالہ یارسول
مغفرت کا ہو وسیلہ کیونکر ہمدست عصیاں ۔۔۔ پکڑے ہو دامن شفاعت کا حوالہ یارسول
جو کرے اسکو قبول اوسکو ہے عزو شرف ۔۔۔ آپکا دین ہے ہر ایک دین سے نرالا یارسول
آفتاب حشر کی گرمی سے پائینگے نجات ۔۔۔ ہمکو دینا آب کوثر کا پیالہ یارسول
دو جہانکی نعمتوں سے جی ہوا اوسکا دوچند ۔۔۔ آپکا جسکو ملا ہو نوالہ یارسول
یہ جہان ہے کہ ہوی وہ جہان آخرت ۔۔۔ دو جہانمیں ہے تمہارا ہی اجالا یارسول
کافروں کے بات سے گر نہیں کچھ بہانی تنہا ۔۔۔ دین ابراہیم کو تمنے سنبھالا یارسول
محو ہوں لہو و لعب میں کیجئے ایسا کرم ۔۔۔ ہو سکے طاعت طلبیت کا امالہ یارسول

صورت پاک اپنی دکھلا دو کبھی تو فیض کو
کب تلک کرتا رہو نمیں آہ و نالہ یارسول

ردیف میم

۱۶

تدبیر دور ہجر کریں کیا دوا سے ہم ۱۸۱ کو سون ہی دور جاہے دار الشفا سے ہم

۲۲

شاعی کی قسم ہے نہیں جز اہل نفاہم
کعبہ میں نماز ہیں کہے کرتے ہیں قضا ہم
کثرت گہ ایجاد میں ہو بھی کسیکو
ہیں مظہر ہادی و مضل جملہ خدایان
اے خضر چلے لب جانبخش کے ہیں یار
آیا جو کوئی سامنے ماراہی گیا وہ
کسوضع سے ہو دلگی اک سب ہی نہیں سے
جسدن سے ہدف سینہ ہوا تیر نگہ کا
بر وانہیں گر شمع نہیں نرم ہیں اسنے
مرتے ہیں ہنہار لب پر شور دگم میں
قبضہ میں پڑے پنجہ رنگین کے ہیں جیسے
جب عالم تقلید سے اخلاق ہیں آئے
اٹکھیلیوں کی جا نکو موقوف ہی کیجئے
والشمس سے دلیل فلک ضبط ہے
اے شیخ حرم یاد ہے جب جو نہوگی

۲۳

بیمار ہیں لیکن نہیں کرتے ہیں دوا ہم
جب دیکھتے ہیں آپکے انداز ادا ہم
موجود نہیں جانتے ہیں غیر سوا ہم
کہیے تو کہیں کسکو برا اور بھلا ہم
رکھیں گے زبان پر نہ کبھی آب بقا ہم
ابرو کو سمجھتے ہیں تری تیغ قضا ہم
کعبہ سے ارادہ ہے جہاں جائیں گیا ہم
آفاق میں مشہور ہوئے قبلہ نما ہم
دفع دل سوزانکو سمجھتے ہیں دوا ہم
کرتے ہیں بتوحق نمک آج ادا ہم
پہنے ہی رہے کرتہ بہر رنگ خدا ہم
کیا کفر ہے اسمیں جو کہیں بتکو خدا ہم
مٹی میں ملے صورت نقش کف پا ہم
ہیں یاد رخ زلف میں ہر صبح و مسا ہم
کعبہ کی طرف منہ نکریں سجدا ہم

ری جا مین جب کہ پیچھے رقیب
زلف والونسے ہے جمین پوچھنے
آپ ہی فرقے انصاف سے
اڑنی پڑتی لو یہ ہے نفس کا مآل
محو یاد عارض گلرنگ ہین
کہان اوس شیرین دہنکی بزم جب
جب سے بتے پر کہلاری ہے جڑ
عشق گیسو نے کیا ہے بدحواس
سنگے خلوت مین جب وہ بے نقاب
پھر کسیکی بار خاطر ہی نہین
تم ہی فرہاد و حباب انصاف سے
کفر دین سے جب ہمین مطلب نہین
راتدن گردش مین رکھتا ہے فلک
طاق پر رکھی محبت یار نے
سیکشی سے توبہ کرتے نہین

کیون نہ کلہرے ازامین بار ہم
بیخطا لے حرم ہین سرکار ہم
کہان تک گیسو ونکی مار ہم
بیچتے ہین دل سر بازار ہم
کرتے ہین شق خط گلزار ہم
ہو گئے ہین والی فندار ہم
بیعت کر دیتے ہین بانہی مار ہم
دیکھیے رسی کو تو سمجھے مار ہم
لوٹ لینگے دولت دیدار ہم
یا ہین محفل مین جو آنکے بار ہم
پوچھتے ہین کافر دیندار ہم
کیا کرین یہ سنجہ و زنار ہم
کہیے ہین انسان یا پرگار ہم
سنگے نقش در و دیوار ہم
سافیا ہین صادق الاقرار ہم

ذکر خطاے ہوئی یا کارہ یا ان تمام
کر دیا پامال فوج غم نے سر سبز چمن تمام
افتد زفیہ ہاے بلبل تا سر سبزہ خوش آید
قفل بخود نہد دہان اہل سخن تمام
اے گلبدن دل تری تازہ رخی کے واسطے
بلبل خوش نوا ہوا ہے ہزار زبان تمام
بخوان نک ہے بلبل ہزار داستان تمام

غزل

اشک کا قطرہ رکھو ہے حکم کوہ پر فیس — غصے کا ہیدہ ہوا بہانک کا ہاتھ تمام
ہے تن مجھ و مین باقی دل مضطر بتاں — ہوگیا اکسیر اس سباب کا معدن تمام
داغ پیری نے مجلی زار دلکو کردیا — اس چراغ صبح سے یہ گھر ہوا روشن تمام
ہمسے وہ مصرعہ ہو موزون جو فکر سے — کر سکا سے سنین ہم مصرعہ سوزن تمام
سوز دلکی کچھہ نیو جھہ ہے اماد کی تدارا — آب ہوکر ہوگیا پیکان کا آہن تمام
وصل کی شب انکی ہونونکی سر جو چلے — آتش بے دود سے جل جائیگا داس تمام

تا کجا ذکر سواد سرمہ چشم بتان
جلگیا بارود سے اے فیض پیرہن تمام

حیدرآباد دکن مین ہین ہم — چین سے اپنے وطن مین ہین ہم
صبح سے پاس ہے محبوب صبح — نیچ نسرین و سمن مین ہین ہم
دیدہ سیران وکن رہتی ہے — راندن میر چمن مین ہین ہم
نہین نکلا کبھی ڈوبا جس کا — غرق اوس چاہ ذقن مین ہم
جب سے وہ راحت جان ناخوش ہے — مبتلا رنج و محن مین ہین ہم
ساتھہ ہے گور مین ہے وحشت غیر — یو کہلاے سے وطن مین ہم
منہ کہان ہے جو بتا دین ہمین — آپکی وصف دہن مین ہین ہم

اگر تہین شوق زبان بندی کا
کسلئے فضل پڑہاتے ہو تم

گانے کہاں ہے رقص وصل مجھے
ساتھ گیسو کو بناتے ہو تم

سنلو کہٹ راگ ہمارا ہی کہو
جب نہ تب اپنی ہی گاتے ہو تم

خانہ فیض گاہے بوسہ یار
کسلئے آنکھ دکہاتے ہو تم

گر دے ہی جو کوئی مرتا ہو فیضؔ
کیون دے دے ہم کہلاتے ہو تم

۱۷

کیا منہ دکہاہین غنچونکو باغ جہانمین ہم
جینے سے تنگ آئے ہین عشق دہانمین ہم

یاد کرتے ہین کبہی یاد دلاتے ہین ہم
برسرخ ہین دو عدم کے گذر سیانمین ہم

پہر دلمین عشق سبزہ اگر دے جو دکہا
اک روز قتل ہونگے خدا کی مکانمین ہم

نخل خیال اشک ہجران نے کر دیا
جیتے ہین اسنے نالہ آتش فشانمین ہم

کعبہ سے اٹہکے بیٹہہ رہے جا کے دیر مین
ہولے خدا کی یاد کو بتان مین ہم

آہن پر آے فاتحہ پیران پار سا
دیتے ہین جان کوی بت نوجوانمین ہم

پہنے قبائے آب رواں جیسے یار نی
جہلکہولے کہاتے رہتی ہر آب روانمین ہم

بوسہ تو دیجئے لب جانبخش کی رکا
رہتے ہین فکر زندگی جاودانمین ہم

آتی ہین باغ غنچہ دہن وقت جانکنی
ہین منتظر بہار کی فصل خزانمین ہم

غزل

فیض

لب چشم ہیں آپکے جو گئی ہی ہشت ہین — مینہا کرینگے منہ کو نہ ہوئے عمل سے ہم
دیوانے جب سے یار پریزاد کے ہوئے — محفوظ ہین سزا و جزا کے عمل سے ہم
بوئے غرور و کبر سے مملو ہی انکا خلق — ملتے نہین ہین اسلئے اہل دول سے ہم
دیکھے نہ آنکھ اپنا دہن کی طرف کبھو — کرد نگے ذکر آپکا جو وقت ال سے ہم
ابرو ہین دونون مطلع دیوان حسن عشق — تشبیہہ کیونکہ دین انہین بیت الغزل سے ہم
مرنے سے پہلے ای ملک الموت مر جیے — احمق نہین کہ ین جو ملاقات اجل سے ہم
انسانیت سے دور ہی نیشیہہ دہن اگر — ہوئے نہ سے نکلو رنکو نہارے کہوں سے ہم
کیا اصل صورت اور ہیولی بیان کرین — آگاہ حال سے ہین نہ واقف محل سے ہم

حصن حصین عشق ہین آہ جب سے فیض
فارغ ہین کفر و دین کے جنگ و جدل سے ہم

۹

کیا غم جو آرہین جن ماسوا مین ہم — ہین محو سیر باغ در اور ا مین ہم
اپنی کبھی تلاش نہ کی چوک یہ ہوئی — برسون رہے خراب تلاش خدا مین ہم
اتی ہے شش جہت سے نظر صورت ایکی — جب دیکھتے ہین آئینہ اینا مین ہم
کوسون ہین دور کعبہ و دیکے طواف سے — ہر چند آرہی ہین فضائے صفا مین ہم
ست مے الست ہین روز ازل سے لبلب — جب سے بلا کشی مین ہے ہین بلا نوش ہم

غزل

فیض

غزل

اغیار کو فدا نہ بنایا نہ کر دیتم
ناحق سجھے سولی پہ چڑھایا نہ کر دیتم

غیروں کو قرب اپنے بٹھایا نہ کر دیتم
گھر بیٹھے ہوئی فتنہ اٹھایا نہ کر دیتم

ہو گی سجھے دور آپکی تلوار کا ڈوا
لو گو نہیں پتنگ کے اڑایا نہ کر دیتم

بیٹی کی صدا سنکے پھر کہتا ہے مراجی
سات اسے کبوتر کا اڑایا نہ کر دیتم

ہو جاتے ہیں بے شبہہ قضا سبکی نمازیں
مسجد میں خدا کے لئے آیا نہ کر دیتم

عزیزوں کو بلایا نہ کرو بات سی مادہ
ہر روز سجھے کھلایا نہ کر دیتم

رہتا ہے شب خون کا تصور سجھے دن بھر
سی کی دہڑی لب پہ جمایا نہ کر دیتم

سر اب ہوں نہیں عرض سے ہی دیتے ہیں فیض
تلوار سے ابرو کے ذرا نہ کر دیتم

۹۱

ہو گئے ہیں اندھوں کچھ عقل سے معذور ہم
ہے جو نزدیک اپنے اوسکو جانتے ہیں دور ہم

ہے کہاں رای کہ ہر ہے مرکز پا سکھنا
ہیں کہیں ناظر ہم اپنے اور کہیں منظور ہم

جتنے تعلیم زمانہ دی سجھے روز است
ہیں اوسی استاد کے شاگرد رای مغفور ہم

جب سے دیکھی ہے ستمگار ترے ای ظالم
جنم عالم میں ہیں مشکل مردک ستور ہم

وای نادانی کہ ہیں انجام سے کیا بیخبر
وہی دنکی زندگی پر ہو گئے مغرور ہم

صورت انسان سے بہتر کوی صورت نہیں
ہے قصور اپنا جو ہوں مشتاق بے دیدہ ہم

غزل

غزلیات فارسی

تا چند در خود بیلیان بیان کنم	۱۹۳	مے وہ کہ تا علاج دل ناتوان کنم	
بیچ اختیار روز نخستین نداده اند		من کیستم چنین نہ کنم تا چنان کنم	
اے مدعی بیا بہ خرابات پس نماز		من آشکار پیش تو راز نہان کنم	
نذر امرد نہی مشرع من بندہ رخطا		گو فرصت انیقدر کہ ہمین و ہمان کنم	
ساقی بیا و گاسہ ندہ پر کن از شراب		تا در درون ہمدمان غم ہر دو جہان کنم	
ساغر گاہ آن مے قوت فزا گرفت		تا بر زمیر معالجہ با آسمان کنم	
خواہم با بگاہ خان آسته عای		تا انتظام کار زمین و زمان کنم	
رحمت اگر رہنمه حرجمان بر سد		افشاے راز سیکدہ و کن فکان کنم	
		ای فیض امام سیکدہ باد مین گر	
		تا قدوۂ حافظ عنب الحسان کنم	
فصل گلست خدمت پیر مغان کنم	۱۹۴	جام مے شراب نوشم و خود را جوان کنم	
بر قول و فعل مفتی دہر اعتماد نیست		فتوی دہد ہر انچہ قدح نوش ان کنم	
ساقی بریز بادہ قوت فزا بجام		تا چند ہفت ہشت بہ آسمان کنم	

از پی قلب وجودم به ازین اکسیر نیست | تا کساران در میخانه طاعت کنم
آمد و رفت من اندر کوچه میخانه است | حاصل از خاک و در پیر مغان دولت کنم
واعظا فصل گل آمد شاید و بهار | زهد و تقوی تا کجا در گوشه عزلت کنم

فیض آمد جان بلب از رنج ارباب ریا
به که از مسجد سوی میخانه خدمت کنم

۷

بیا که دعوت یاران مفید خوش کنیم | ۱۹۶ | رسید موسم گل قرنای و نوش کنیم
لباس زهد ریا برکشیم از بر خویش | وداع صحبت یاران خرقه پوش کنیم
ز دست اهرمن وقت در امان باشیم | عمل بسیکده بر گفته سروش کنیم
بخیر تا شود انجام روزبهو شتی | مدام خدمت رندان نیوش کنیم
بیا ز خسرو شیرین زبان دست بیان | سماع قصه فرهاد سخت کوش کنیم
بگو محتسب شهر هر چه باد باد | طمطراق نالهٔ چنگ و رباب گوش کنیم

بچار حد خرابات می کشیم چو **فیض**
عزیمه و غلغله و نالهٔ خروش کنیم

۸

دامنی مبذل از نگار بدیم | ۱۹۷ | این تازه گل از بهار بدیم
عشق ست مرا چو کرد مفلس | نقد دل و جان بکار بدیم

هر شفاعت دوست خوش گر دو جهان گیرد بیا
یا محمد گر چه بکارم ولیک گر بیائی همه خوبت کنم
یا محمد قبلهٔ عالم توئی نکته بر اخلاق نیکویت کنم
آرزو دارم که رویت کنم

مطلب از غوغای فیضؔ امنیت و بس
با سگانت جا سے در کویت کنم

بیا ز صحبت اهل ریا کناره کنم ۱۹۹ ز دوستی بر کشم این دلق پاره پاره کنم
پیاله ده که ز صد مالصد در شرع پیاله است حدیث مستی و میخانه آشکاره کنم
شبے اشاره بکن سوے ماه ای جانان که تا نظاره شق القمر دوباره کنم

الرچه شوخی در رندی نه لائق است ای فیضؔ
چه فکر از قدر و از قضا چه چاره کنم

ردیف نون

مرتا ہوں درد عشق سے پیدا دوا نہیں ۲۰۰ دار المرض یہ دہر ہے دار الشفا نہیں
کچھ غم نہیں جہاں میں اگر مدعا نہیں وہ کون ہے جو آکے یہاں مبتلا نہیں
اک نگ ہماری خاک پہ اترا ہا نہیں شاید کہ استخوان ہیں ہا کچھ فرا نہیں

ہی حرفی و تنزل کا یہ کہیں
کل ہے مختار آج ہم مجبور ہین

حال سنئے اونکی قرب و بعد کا
جان سے نزدیک تن سے دور ہین

مدرسہ مین خلق کے شکل ضمیر
ہم کبھی ہا رہ کبھی ستور ہین

دل کے آئینہ مین شکل شخص و عکس
ناظر آپ ہی آپ ہی منظور ہین

بہ بن موسے تجلی ہے عیان
ہم بطین انسان کوہ طور ہین

کیا کہین حال اپنا یا معبود ہم
عبدیت کی ہیس مین معذور ہین

شرع ساقی مین ہوئی ہے حلال
قاضی و مفتی نشہ مین چور ہین

للہ المنہ شراب ناب سے
حاہم و مینا و سبو معمور ہین

میکدہ مین اس خراب آباد کی
صرف کیا ہم رند ہین مخمور ہین

دی ہے سولی قاست دلدار نے
فیض اپنے وقت کے منصور ہین

۱۲

کعبہ مین کیا ہے اور شوالے مین کیا نہین ۲۰۲
پرچشم حق شناس تجھے کیا نہین

ہین مبتلا دوی مین یہ سب ہا ہان شہر
ان احولونکو ایک کبھی ہوتا نہین

کیا کفر ہے مقیم جو ہم دیر مین ہوئے
وہ کونسا مقام ہے جسمین خدا نہین

کیونکر نہ سجھون مادہ پرستی کو دین حق
مین رند عشق باز ہون کچھ بارسا نہین

غزل

۱۳

بسکہ ظالم ہے تیرا حسن کیا کہنا نہین
ظلم اگر کرتا ہے تو بیجا نہین

ہے تکلف شیوہ مہ سے دون کو
زلف سے پیچ سیاہ بیجا نہین

لون دل اپنا ہو تو اوروون کو
لون جو پوسہ تو کچھ گھٹتا نہین

جب یہ تابیری ہے اسکا کیا علاج
ہم سے تو ہرگز کہا جاتا نہین

ہم سے کیون بسمل ہے تیرا ہاتھ ظالم
کون بسمل ہے جو تڑپا نہین

ہون شہنشاہ ملک دلہا جب تک
تم سے گدا پاتا نہین

دور

غزل

وہ مرے قاتل مین سب ہین فریادی	لیکن اک بندۂ داد خواہ نہین
آہ سوزان اثر کرے کیا خاک	کوہ غم ہے یہ برگ کاہ نہین
کیونکہ ثابت ہو میرا خون اسپر	کوئی شاہد نہین گواہ نہین
بہر جو بجائے تیغ ابرو کی	اپنے مرنین اشتباہ نہین

ہر گدا کیون کرے ہی قصد فیض
رہ عدم کی جو شاہ راہ نہین

۱۲

غیر حق پر مری نگاہ نہین	سب ہی ہو جون تو مجھ گناہ نہین
قوس کیون تو لتے ہو ابرو کو	تیر اگر یار کی نگاہ نہین
دہان مجھے یار نے شہید کیا	جس جگہ ایک بھی گواہ نہین
شیخ کوے بتان مین سجدہ نکر	بتکدہ ہے یہ خانقاہ نہین
بحر الفت کی رہ کنارے پر	یہ وہ دریا ہے جسکو تھاہ نہین
آنکھ میری ابھی لگی ہے یہان	ایدل زار بس کراہ نہین
زلف کو شام صبح سے مت کہہ	رخ روشن ترا جو ماہ نہین
لوگ سب ہی مجھے سناتے ہین	پاس جب سے وہ کجکلاہ نہین
نقش ہائے بتان پہ سر پٹکے	ایسی عالم مین سجدہ گاہ نہین

پیر یمین و نکورات سمجھتا ہوں صبح و شام — کٹتی ہے زندگی مری فکر خضاب میں
محکوم فراق یار دوا اب یہی کہ تیز — گنگ و جمن کی سیر ہے چشم پر آب میں
اوس رہرہ وش کے بزم میں ناشاد ہوا — تاثیر غم سے نالہ چنگ رباب میں
گر میں حکایت رخ گلگوں بیاں کروں — سعدی نہ بچشمیں مجھے گلستان کے مانگ
ایخاک رکوئے فنا کچھ خبر ہی ہے — عرصہ بہت قلیل ہے یہاں بار بار میں
کہدے یہ کوئی عاشق بیدل سے الوداع — معشوق دے حلال ہے ہمدیگر کنار
لیستا ہوں بوسہ اب جو خجل ہو سو ہو — کتنک رہوں بحاظ عذاب و عتاب میں

مر ہی گیا مگر نہ گئی زلف یار
اے فیض زیر خاک ہی ہوں پیچ و تاب میں

۲۴

عکس رخ سکی چشم کا ہندو جام شراب میں — نرگس کے پھول ہیں قدح آفتاب میں
ای رشک مہ نہ سنہ کو چہیا تو تا نقاب میں — اندھیر ہو رہا ہے شب ماہتاب میں
بیتاب ہوں فراق رخ پر تقاب میں — پیدا چمک ہوی ہے مرا اضطراب میں
فارغ ہوں اکل و شرب سے عہد شباب میں — آٹھوں پہر ہوں فکر شراب و کباب میں
عشق مکر میں مبتلا ہوں شب بہر عذاب میں — چھپتے مجھے ورانی میں آکے خواب میں
بعد فنا ہوا ہے کتان کا کفن نصیب — پائی ہے موت میں نے شب ماہتاب میں

ردیف نون
ہر بات کا ہے اس دل ناکام کو حزن
اس دل کی یاد کر دوں ہے وقت ہلکی
جب تک ہو نہ لب مزا کیا شراب میں
نزدیکی بتان میں ہوا ہوں اسے دور
حاصل ہے مجھے عذاب ہوا ثواب میں
پیش نگاہ ہے عرق آلود عارض
پانی کا ہے سماں پہ سر آب میں
باغی کا جو دوان پہ گمان ہو کا ضعف
لکھا ہوں وصف اعضی لب کتاب میں

چھپتا ہے کہ فرد و ماں حقیقت سے مجاز	پایا خدا کو ہم نے بتوں کی حباب میں
اوس سے طلوع روز ہے اس سے طلوع شب	کیا فرق ہے شراب میں اور آفتاب میں
شیریں لبوں کے وصف کی تاثیر دیکھیے	ہیں چینیاں ہزاروں ہی اک بیت میں

غزل

ہم اوننگے آبجوزہ سی پائی ہیں جو فیض
مرجائیں ہاڑ دوب کے چینی بہر آب ہیں

گنگ و جمن کی سر پہ ہے چتون آپ ہیں	غوطے لگا رہا ہوں سیاہی و آب میں
ہاتوں سے ہوں فراق کو دن ہجر رہتے ہیں	رہتے ہیں رانکو ملک عدم خواب میں
ہیں وہ گلا ہگا رہوں عہد شباب میں	دن حشر کا تمام ہے میرے حساب میں
ہانو کہا چھپاؤ رخ اپنا نقاب میں	بیٹھے گی خلق چار پہر آفتاب میں
گر جھپ نہ جاؤ رخ روشن نقاب میں	بھلا ہیں آفتاب بگو ہم آفتاب میں
کھتے ہیں عکس رخ وہ اگر شراب میں	آگ آفتاب اور پڑے آفتاب میں
کیا کوئی اعتراض کرے سنہ پر اسکے	سہو و خطا نہیں ہے خدا کی کتاب میں
پہریں نہ آپ مصحف رخ کو ادھر اودھر	میں فال نیکھتا ہوں خدا کی کتاب میں
افشا کی وصف کا یہ اثر کہ قلم	تارے بنے جو نقطے گرے کہکشاں میں
چھوٹا تو سنہ ہے بات بڑی کہ طرحی	اسواسطے تامل انہیں ہے جواب میں

لطف بیجا نکے دیکھہ اسیرونکو ق سنبل باغ جب اگونے ہین
عیب سی اس قصور پر ہر صبح کوڑے موج صبا کی پڑتے ہین
ہم نہ بولین گے گر وہ سون سے دونو دیوانہ ہین جھگڑتے ہین
دیر و کعبہ مین ہر صباح و مسا غیر ہے کون کس سے لڑتے ہین
کوی تدبیر ہن نہین آتی ق جب نکھرتے ہین وہ بگڑتے ہین
یہ خلل وہ ہے یک نشد و دشد تیغ پر تیغ اور جڑتے ہین
اونکے ہر مژدہ کو ہی مجھکے لاگ ق صبح کے ساتھ ہی بگڑتے ہین

رات آئی ہے وصل کی جب فیض
لب پہ مرے اونکے لب سے لڑتے ہین

۱۲

کو فرشتہ سے ہم بگڑتے ہین ۹۰ پر کہان سنتے پوری پڑتی ہین
لوگ لاکھون ہی فقرے گھڑتے ہین آپ میری زبان پکڑتے ہین
جب سی جوری گیا ہے اونکا ہار ہنسکے ایک اک کی پڑتے ہین
ایدل زار غل نہ کر اتنا مغز کے میرے کیڑے چھڑتے ہین
اونکے قامت کا تذکرہ نہ کرو ہم پہ لاکھون ہی بانس پڑتے ہین
غوطہ بان مین کیون لگاتی ہو سیکڑون کی دم اکھڑتے ہین

کیا کریں شکوہ جفاے بتان | وہ تو چھیڑا ہمیں بہ ڈھب لے ہی
واعظ شہر کس حلاوت سے | ذکر حنات و حور کرتے ہیں

کوئی کیسی ہی چاہے والے فیض
ہم کہاں حلق میں اترتے ہیں

۹

جب سے وہ یار اپنی باس نہیں | ۲۱۱ | دل بہکانے نہیں حواس نہیں
مر چلے لب چپا چپا کر ہم | ایک بوسہ کی اودسے آس نہیں
عشق ہجر کا سمندر ہوں | نار دوزخ سے کچھ ہراس نہیں
جب نہ تب مبتلاے رنج رہا | مجھکو عشق ان بتوں کا راس نہیں
ہے جو ہمرنگ اوسکے رخ کی توکیا | گل میں وہ بو نہیں وہ باس نہیں
ہیں تلاش معاش سے بے فکر | ہجر میں ہمکو ہوک پاس نہیں
بی لباسی ہے حسن مادرزاد | کیا قباحت ہی جو لباس نہیں
کیا کروں قصد سیر باغ جنان | کوے جاناں سے جی اودا نہیں

یار سیمین عذار پاس تو ہے
فیض کیا غم ہے زر جواہر نہیں

کیون آپ بات رکھتی ہو لگی کے دانت سے
کیا ہے سوائے نہر کے دندان ناز مین

گھر کو تپ خزاں نے جنگل بنا دیا
گرتا ہے سایئں سایئں مرا بیچ بخار مین

کاوش تھی التماس سے بھی کسی گلعذار کو
مین بعد مرگ دفن ہوا خار زار مین

جب ہم موے تو وہ لگی برسوے مزار
گھر مکڑیون کا ہے کفن تار تار مین

شکر خدا معاش کی بالکل نہین ہے فکر
گھر بات آگیا ہے بتون کے جوار مین

کیا خاک خون بہا کا عوض طلب کرین
کوڑی بھی نام کو نہین اونکی کٹار مین

سوتی جگہین گے ہمسر مری خاک گور مین
دیتا ہون جان حسرت دندان یار مین

فیض

اوس سیاہ چشم کے در پہ تو ہو گر
دھوکا ہے اک ہرن کے شکار مین

۱۲

عمر اپنی کٹ گئی در وحدت کی آرزو مین ۲۴۴
رکھا کبھی نہ ہمنے قدم ہیچ بہاو مین

باغی سہولیون کی ہماری نظر مین ہے
بال اوسنے سر کے ہوس نے بھی دھر دیا

مبنان ریکوڈ ہاکی جو افسوس کی ہو
کیا آیا بات آپکے میرے بگاڑ مین

ہے شوق دید بادی کا در پردہ ہر نہین
رونے نے دو چار پڑے ہین کواڑ مین

پہلو سے کیر جائے دل بے ادب کہین
برہم مزاج یار ہوا چیر چہاڑ مین

آنکھون مین تم تہمہ کر مرے نظارہ کیجئے
جلوہ شرار طور کا ہے ہر بہاو مین

غزل

ذمناؤ مجکو سرد کیے بودی یہان بین نصب
ہونین شہید عشق قد نونہال مین

تشبیہہ اوسکی مین اب و دندا کیونکر دون
موتی مین ہے یہ آب نہ وہ رنگ لال مین

عشق مزہ دیا مین دشت نوردی نہو سکے
تونے مرکا تین سکیڑ بن پاے خیال مین

لاشہ مرا اٹھا ہین بزرگان کو دی خبر
مارا گیا ہون عشق مین خرد سال مین

مرکے لحد سے اوٹھے ہین سنکر صدا ے
اعجاز عیسوی ہے مگر تیری چال مین

ہے نزع مین بھی یاد کسی رنگ مدعی
پیدا کیا کمال یہ ہمنے زوال مین

مقتول چشم مست ہون ہنگام شفق
میرے کفن کو رنگ مگیلا ملے جہاں مین

ہو صاف میری لاش سے کیونکر کدورتین
مدفون ہو رہا ہون غبار ملال مین

کوچہ ترا ہے وادی ایمن سے مرکے
جلوے ہین برق طور کے برق جمال مین

کس چیز سے شباہت اوسکی کہون کہ دون
باریک بات ہے یہ نہین آتی خیال مین

عزت کی ہے ہوس تو زبان اپنی بند کر
ذلت سوا حصول نہین کچھہ سوال مین

کیا منہ ہے بدر کا جو ترے منہ سے اوسکے
ناخن کا تیرے حسن نہین ہے ہلال مین

اک کم سخن کا کشتہ ہون اے منکر سخن
کیون بخشتے ہو مجھہ سے جواب و سوال مین

لاکھون جوان داو مین ہر بار آگئے
صدہا ہرے فریب ہین اس پیر زال مین

آتا ہے رو بہ رو تو چمکتا ہے آئنہ
ایسی خدا نے دی ہے چمک تیرے گال مین

۱۳۰

نظم شیریں میں جو جو کوکل نے رنج جھیلے ہیں ۲۱۷ بہت سے پاپڑ ایسے عاشقی میں بیلنے پڑتے

سوئی پر ہی نظر میں صورت اخلاص باقی ہے لحد میں قل کے دھیلوں کی عموماً کھوئی دیتے ہیں

ہزاروں بیمثیں ایسے ترستے جنکی بی نقابی پر کفن میں سنہ لپیٹے آپ وہ مرقد میں کھلے سر ہیں

رقیبوں کی بہار سے گھر سے کیوں باہر نکلتے ہو مہینا ہی صفر کا دن بہت کر دیتے ہیں

کلام تلخ ہی اونکا خلاوت سے نہیں خالی غلط ہی یہ کہاوت نیم کے کڑوی کرے ہیں

کہو ایسے واں کہو اچھلتا ہے کیونکر دخل ہو تری کوچہ سے دیوڑی تک پہنستا تو نکی پر

کریں اوس خوبرو کی خال عارضکی مفت کیونکر جگر پر مرغ دل کے غیب کے لگتی غلیلے ہیں

گئی طفلی جوانی آچکی ہے اونکو اوسپر بھی کبھی ہمکو جھلاتی ہیں کبھی دیتی جھمیلے ہیں

گدر معصوم کا قدسوں تلک پاپہر کیسا ہو چلے آتی ہیں دن پہر سبکے رانگی میلی ہیں

ہوا ہی غیر کو چکمہ پہ چکمہ چار لوگو نہیں بساط عشق پر ہم گچھتہ جب اوسنے پسارے ہیں

جناب یوسف مصری سے دین نیشہ کیونکر ہم حسینان جہان کے آتری لوچ کر لیے ہیں

بھری ہیں جو جو حسرتیں چلکر نکال آئیں دلا سنتے ہیں خلوت میں برآوہ کیلیے ہیں

کریں سب دیر دے فیض کی آنکھوں نظارہ
حقیقت میں گروہیں جنکو وہ سمجھے ہیں چیلے ہیں

۱۳۱

نخ روشن جہان ہے آنچل ہیرہ ۲۱۸ بجلیاں کوندتی ہیں بادل میں

بہونکی سلگتے ہی ہوگیا بہو سنچال — دیکھیے کیا ہو اسسے ہل چل مین
پینگے پیچوان کب تک آپ — چلیے میندین لڑا مین چنبل مین
دل مضطر ہے گر بخا مین کہین — باندہ رکھین جناب آنچل مین
گرد راکی گذر گئی ہے ہوا — جا مین متہرا سے کشن گوکل مین
چار ابر دکی لی صفای چہٹ — جنسے دیکہین مصور کی قلمین
جان دیتا ہون یار تر سا پر — ہین سیجا شریک کونسل مین
فیض ہمارا چشم ساقی ہونا ق — تو تا دم ہون آب مین کل مین

مگرین آپ فکر گل در گل
گاڑدین سیکڑون کی دل دل مین

۱۶

ہلال عید ہے ساقی بمود ما دل مین ۲۱۹ — سہ صیام گیا لا شراب تو بل مین
گئی نہ موسم پیری مین ہی حرارت عشق — دبی رہی گئی برسون یہ آگ سہول مین
جلایے ای خلوت نشین شمع کے بدلے — دہوان نہین ہے مرے داغ دل کی مشعل مین
دیار عشق مین ہوتا نہ بار بار وہ — جو ہوتی عقل رسا کچھہ ہی اور تدبیر مین
جو دیکہا چشم حقیقت سے بشم ہین دونو — نہین ہے فرق دوشالہ مین اور کمبل مین
جناب موسی عمرانکو ہم بتا دینگے — شرار طور کے جلوے ہرا ک تل مین

دیر سے اور ٹھیے چلے کعبہ مین — بت خانہ مین خدا خفا تو نہین

خوف آندہی سے مین کروں کیونکر — داغ دل ہے یہ کچھ دیا تو نہین

جا پہاڑا بستون سے جو شیرین — آئی فرہاد کی قضا تو نہین

مرتبہ کا اگر لحاظ نہ ہو — ہے وہی ایک دوسرا تو نہین

یاد مین ہون جو اوکے چوٹی کی — پڑی پیچھے کوئی بلا تو نہین

جھگڑتا ہے بتون کا آٹھہ پہر — گھر خدا کا ہے دل گیا تو نہین

تو پ بیچتے ہی گھر گیا اپنے — مجھہ سے کی یار نے دغا تو نہین

بیگنا ہو نکا قتل کرنا ہے — کوچہ یار کربلا تو نہین

کیون نہ کلوار سے کرون بیعت
رند ہون فیض پارسا تو نہین

۲۲۱

بام پر چڑھ کے وہ اترا تو نہین — پھر زنا نہ وبالا تو نہین

کشتیان نوح بنا دین عبث — موجزن اشک ہین دریا تو نہین

مجھسے کہتے ہین لپٹ کر شب وصل — جی مین کچھہ اور تمنا تو نہین

قتل وہ کس لئے کرتے ہین مجھے — لب مین اعجاز مسیحا تو نہین

جمع ہے خلق خدا منع کرو — مین تڑپتا ہون تماشا تو نہین

ردیف نون

فیض

۲۲۲

۱۲

۲۲۳

تلوار تو مول اگر بکے کوئی دے — تیغہ کی طرح آپکی خمدار ہیں پلکیں
آئینہ ہیں کسنے نہیں کیوں سیر یہاں کی — پہچاننے کی در چہ طرحدار ہیں پلکیں
آنکھوں کو ترے دیکھ کے بیمار ہوا ہوں — ای یار مرے موت کے آثار ہیں پلکیں
بیمار نگہ کا ہوں نہیں ہے بھی کسی کا — آنکھیں گل نرگس ہیں تری خار ہیں پلکیں
کہتے ہیں ترے دیدۂ مخمور دم خواب — اللہ کی قدرت ہیں تلوار ہیں پلکیں
خط سبزہ ہے رخ گل ہے دہن غنچہ ہے فیضؔ — نوبالغ ہے خار سر دیوار ہیں پلکیں

کرتے ہیں ادا آپکی دیکھ کے ڈنڈوٹ بر ہیں
ای فیضؔ مرے یار کے اوتار ہیں پلکیں

۱۷
معجزہ سحر کرامات تماشا پلکیں ۲۲۵ — دس نالی ہیں یہ تیر کہتی ہیں کیا کیا پلکیں
سر موہم میں آتا ہیں مطلب کیا ہی — چیستان یار کی پلکیں ہیں معما پلکیں
رخ تراور کا بھگا ہے خدا شاہد ہے — مثل موسی کی ہوئیں مجھ تجلی پلکیں
ہو رہا ہے شب فرقت میں سلے اوپر ہم — جب سی دیکھیں ہیں تمہاری تہ و بالا پلکیں
ایکدو انسی ہو قتل اونسی ہو آنکھوں غایت — قاتل خلق ہیں آنکھوں سے زیادہ پلکیں
شوق سے تیر نشانہ پہ لگا دیں لیکن — ڈر یہی ہے نکریں خون کسی کا پلکیں
سنو سن آنکھوں میں تمہی سبب بلا ہو — سحر و شام کیا کرتے ہیں پنکھا پلکیں

فیض

غزل

دیتا ہوں جان میں در تجانہ برگ — کرتے ہیں فکر گور گدی کی تمان کہاں

اس حیلہ سے پکارتی ہیں قبلہ آ بکو — دیتی ہیں بانگ وقت مؤذن اذان کہاں

دیوانہ اوس سر سے ہوں اسی وجہ بے بری — کہتوں ذ تیری کہائیں مری بیدلان کہاں

دیتی ہیں کب جواب وہ میرے سوال کا — ہیں بید ہیں اسل سے ابنیں ہے وہاں کہاں

بیٹھے ہی رہیے یہاں علی اب کیا ضرور ہے — نامہ آبکا اٹھا سکا یہ ناتوان کہاں

میں سر شتا تلاش میں لیکن بلا نہ کبو ج — یارب چلی گئی مری عمر روان کہاں

کوئی حرم میں کوئی کلیسا میں در میں — پہرتے ہیں لوگ تو ہ میں تیر نہاں کہاں

سیدہی ہے بات سرو گلستان در کی — جس نخل کو بہار نہیں ہے خزاں کہاں

کیا حال پوچھتے ہو غیب و فراق کا — ہم ہیں جہاں نہیں ہے کہاں آسمان کہاں

سر کسطرح سے ہیں قدم یار پر رکھوں — دیتی ہیں پاس نہ تے مجھے باسبان کہاں

دو چار روز اور ہی ٹک جای ہیں — ہستی سے تا عدم ہے سرا در میان کہاں

ہم کہو نہیں لاکہہ مثل فلک پر دا دے ایک — ہوتا ہے مہربان سہ نامہربان کہاں

شاعر جنہیں سمجھتے ہیں ہم اپنے عہد میں — اونکو تو ان کہاں سے مرزا داں کہاں

ای فیض لو سیہ لب جانبخش ہی ہے
ہتی ہے صفت زندگی جاودان کہاں

کرتا ہوں آہ و قد خمیدہ سے غم کو صید — گو پاس میرے تیر نہیں ہے کمان نہیں
رہتا ہوں صف باندھے جہاں ہیں ہزار غم — پھیلی کی وضع گو مرے منہ میں زبان نہیں
جلتا ہوں ہوز غم سے سیکو نہیں خبر — یہ آگ وہ ہے نام کو جسمیں دھواں نہیں
حال سیاہ روان عدم کیا رقم کروں — کاغذ قلم ہے لیک سیاہی وہاں نہیں

تاثیر ساحری ہے تری شاعرہ میں فیضی
افسوس ہے کہ ناسخ جادو بیان نہیں

مصروف وصف خوبی چشم بتان ہوں میں — ۳۲۶ — ساحر نہیں ہوں شاعر جادو بیان ہوں میں
کس طرح قطع مرحلہ عشق مجھسے ہو — نقش قدم ہوں گرد رہ کارواں ہوں میں
حال شب وصال کہوں کیا بتاں شمع — ہوں سوز و بہر نرم پر اپنا زبان ہوں میں
آیا نہ سوز عشق کا اب تک زبان پہ حرف — کہنے کو مثل شمع سراپا زبان ہوں میں
مار غم و بال خط یار کیا کہوں — مو ضعیف سی ہی کمیں نا توان ہوں میں
بال آگیا ہے کاسہ سر میں بس فنا — زیر زمین ہی والہ نازک سیان ہوں میں
ہوں خاکسار راہ رخ عرش آستاں — کہنے کو ہوں زمین پہ گر آسمان ہوں میں

کیا کام ناخدا سے خدا ہی کا تھا فیضی
بحر رواں میں کشتی عمر رواں ہوں میں

غنچہ گل نقطہ آئے ہین ہر اک میان
منہ اگر ہوے کوئی غنچہ دہر دہان مین

وقت بازی محبوب مین رہے ہین بہت
شکل مچھلی کے ہمارے دل من دریا مین

وہن و چشم و لب کا اگر ذکر کرون
ہون ابھی چار طرف چار چمن دریا مین

پر نوا نغمن ہو اگر آپ کا وہ پیرہن
کعبہ و کہلاے وہ قبلہ من دریا مین

تہو کدے بان جبا کہ وہ اگر غنچہ ہین
ہووے ہر ایک گہر لعل یمن دریا مین

ہجر گیسوے ملیحان مین اگر اشک نہین
غرق ہو جائین ابھی ہند و دکن دریا مین

وہ سیہ چشم اگر زلف کو اپنی دہوے
ہووے پیدا بخدا مشک ختن دریا مین

دیکھنا کیا ہے سو گرداب ہے اے بحر کرم
بر تو افگن ہے ترا جاہ ذقن دریا مین

بحر مین اشک کی دیکھو دل وحشی کو اگر
ابھی تیراک کی ہون ہون ہرن دریا مین

آشنا سیکڑون دم توڑ دی ڈالین اپنا
تیرے جاے جو وہ عہد شکن دریا مین

ہے دم گریہ جیحون کا تصور اے فیض
بہلہ اتا ہے گلستان سمن دریا مین

---

۱۱ ۲۳۱

اوس بت کی نہین خوف سے دان بغلین
پہنا ہون دبا کے ہوئی ایمان بغلین

کسطرح نہون تیر ملامت کا نشانہ
بیٹھا ہے کوئی قبضہ طوفان بغلین

لوٹہ ہے پریزاد و کہا دیون اگر ہم
بلقیس کو کہین نہ سلیمان بغلین

دکھلا خدا کھولے ابھی نازنین جبین
دیتے ہیں جان کہتے ہو ہم جس جبین پہ

بجلی لحد میں کوندگئی میں چمک گیا
آئی ہے یاد یار کی زیر زمین جبین

آٹھوں پہر رہیگا اندھیرا جہان میں
ہرگز چھپا نہ ای ظلمات نشین جبین

کہتے ہیں ہے فلک سے وہ آئینہ میں نکھیں
ایسی کسی کے خواب میں دیکھی نہیں جبین

ناقص ہو جو کوئی مہ کامل ہی آئے
ہے مہر سے بھی حسن میں بڑھ کر منیر جبین

روشن رہیگا نور کہ گھونگھٹ کی رکھ قبر
ای رشک مہ دکھا دی دم واپسین جبین

ہیں سکڑوں ہی غنچہ دہن ایسی ہیں لیک
ستا نہیں ہے ایک بھی گل با سمین جبین

گیسو ہے مشکبو ہیں دہن اندار دو گواہ
کیونکر کہیں نہ یار ہے تجھے عنبریں جبین

ہو جائے بے نقاب جو وہ خیر سے بہشت
اس اس کرینگے دیکھکے ہر حور عین جبین

کیونکر نہ داغ عرس ہو اوس ماہ کا ہو
افشاں ہیں ستارے سہرہ ہیں جبین

ہو جائیگی تمام خدائی جبین بہ جبین
دکھلا نہ ہر کسی کے تئیں ای جبین جبین

اونکو فلک جناب کہے کیوں نہ خلق فیضؔ
ابرو ہلال عید ہے ماہ مبین جبین

ویران ہیں آسمان و زمین جبین جبین
وہ بھی کوئی مکان ہے جسمیں مکیں نہیں

مسجد جہان میں سچ ہے کوئی نماز میں نہیں
لیکن نیاز مند بھی ویسا کہیں نہیں

غزل

دون گو شمالی اوسکو جو آئے ای نسیم
غنچہ کی سنہ میں ہیر دہن کی مہک نہیں

یاران رفتہ اسکے دہ پاؤن چل بسے
کانون تک آئی پاؤنکی اونکی دھمک نہیں

کہتا ہے کس ملک سے وہ محبوب خوش خرام
سکام کی وہ چال ہے جسمین لٹک نہیں

جوابر ہمسے رکہتے تہے اخلاص بیشتر
آئے برائے فاتحہ وہ گور تک نہیں

ہم ہی فقط ذلیل نہیں ایجناب عشق
سرکار حسن و عشق مین کسکی چلک نہیں

ای ضعف ہجر مین بہی نکلتا تجہے مگر
کوچہ مین یار کے کوئی کرتا کمک نہیں

ہر در کے مین نے عرض ہی کی کس سے کیا کہون
ہنس ہنس کے تمنی زخم یہ چہرکا نمک نہیں

ان مہوشونکی خوے ہے یہ ہی مین کیا کرون
ہم آنکہ اٹہا کے دیکہتے سو فلک نہیں

نسبت پری سے حور سے کس کس سے دیجئے
آئی نظر مین کہی یہ چہا مین تک نہیں

آتی ہے غش مین برق تجلی کو دیکہکر
موسی سے یار شوخ کی دیکہی ہٹرک نہیں

برسون رہے زلف سلسل سے کشمکش
آئی انہون کے پیچہون مین ہم یک بیک نہیں

سب ہین اسیر دام تو ہم ہین امیان
اثبات مین کہ کے ترے کسکو شک نہیں

شاید فقیر عاشق ناشاد ہو گئے
اگلی وہ خاطر اوسکی ہنین وہ نمک نہیں

حال نہان یار اگر ہونگے آپ
ہوگی حجاب غیب کے جنبش کمک نہیں

آئے ہر ایک شیعہ دستی برائے سیر
یہ باغ داغ عشق ہے باغ خدا نہیں

غزل

فیض اہل دل کی صحبت ہے فیض اہل دل کی صحبت ہے

مدتون جستجو رہی باہر تلاش — مینے کیون گہر مین سے اوڈھونڈا نہین
وای نادانی کہ اپنے دل کا حال — فہم مین کچھہ اب تلک آیا نہین
ہے تو الانسان سرّی صاف مشتاق — لیکن اوسکے سر کو مین پایا نہین
ای سفر فکر کیون کرتا ہے تو — یہ حدیث عشق ہے آیا نہین
اپنے مطلب کو پہنچ سکتا ہون کب — آپ تک وقتیکہ مین پہنچا نہین
کر حصول بیخودی کی فکر تو — ہے خودی جب تک خدا ملتا نہین

فیض ایسا ہو کہ مختاری کرین
ہم سے مجبور مین کچھہ ہوتا نہین

۹

مردود خلایق ہین کہ مقبول خدا ہین — ۲۳۸ — اسبات نہین معلوم ہمین کون ہین کیا ہین
آنی ہین شب و روز ساعت مین ہمارے — ہر جنبہ کلام آپکے بمعیوت و صدا ہین
ہم تم مین اسی پر ہے مین جو فرق یہ اپنا — کچھہ اور ہی عالم ہے کہان ہم کہان تم ہین
ارباب طواہر سے کچھہ پوچھہ حقیقت — یہ لوگ ہین خوش نقطے سے سنے سی خفا ہین
کہتے ہین جسے علم وہ ہے ایک ہی نقطہ — اس نقطہ سے آگاہ اگر ہین فقرا ہین
رہتی ہے سدا پیش نظر صورت بیمثل — آنکھین مری آئینہ ارباب صفا ہین
اک بیمی و دو گوش نہین معنی انسان — انسان جنہین کہتی ہین وہ لوگ جدا ہین

ردیف نون

گر اک نقش پاسے اور مین ہون
کیا دعوی خدای کا بتون نے
گواہ اسکا خدا بسے اور مین ہون
خلاف کلمہ تم سے شب درد
نظام با ضطے اور مین ہون
کری کی جستجو نے کر دیا ہم
عدم کا راز سے اور مین ہون
کرون کیونکر نہین صورت پرستی
مقابل آئینہ سے اور مین ہون
ہوا تخلیہ کرا یا مین بار
گمان دلکش سے اور مین ہون
نہین تجھی تجھ سے ایائی کو نسبت
تلاش ناخدا سے اور مین ہون
مداوای و علت مطلق خدا را
بغیر ما سوا سے اور مین ہون

گئے دن رندی و شوخی کی ای فیضؔ

نقطہ اک انزوا ہے اور مین ہون

ہے جوانیت ہراک ذیجان مین	کہہ گیا ہے کچھہ نوشتہ کانمین
کب ہی چشم یار سے چشم غزال	فرق ہے انسان مین حیوان مین
شمع نیم خلق ہون مین ہی مگر	نفع عالم ہے مری قصان مین
وسعت دل موجب غفلت ہوی	نیند مجھکو آگئی میدان مین
شہد اگر بولون تو لب ہوجاتے ہین بند	تم ہی کچھہ کہدو لبونکی زبان مین
کام پورا سوختہ غم نے کر دیا	مرگیا مین ضعف تالیستان مین
کیا کرون غیب اور شہادت کا بیان	آرا حجرے مین والان مین

قصہ مرد و غفلت و ضعف سن

فیضؔ کیا سونا ہے پچھروان مین

لیکے جان دل کرتے نہین کمی دو نہین	مجھہ پہ وہ جو جو ستم کرتی ہین کی دو نہین
دو تو لفظین دو ہرن ہین مرغذا جس کی	کشت خط سبز اگر چہ تے ہین بے دو نہین
اپنی ہونٹونکو سجای کا فا مین کام	بڑا اہل عاشق اگر مرتے ہین مرد و نہین
باغ ہو یا راغ ہو بستی ہو یا ویرانہ ہو	لاش میری وہ جہان تے ہمدم ہی دو نہین

فیض کسکو سناؤن دکھہ کہانی ہم
وہ تو اپنا ہی رونا روتے ہین

چشم تر کی آبرو کھوتا ہون مین
خلق ہنستی ہے جہان رونا ہون مین

اون لہو کی چاہ مین جاری ہین اشک
حوض پر کوثر کے سنہ دھوتا ہون مین

عہد پیری مین بھی غفلت ساتھ ہے
دن نکل آیا ابھی سوتا ہون مین

ہے چراغ صبح نور زندگی
اب کوئی دم مین ہوا ہوتا ہون مین

قدر جانان گھر مین فیض اپنے یاد
تخم لوبی صحن مین بوتا ہون مین

۱۱

دیکھو ہیولے ہوئے اطوار نظر آتی ہین
جان دینی ہی کے آثار نظر آتی ہین

ناز و انداز و کرشمہ عشوہ کرشمہ غمزہ
بھیکو قاتل یہی دو چار نظر آتی ہین

کیونکر اس شکل عدو سے اونکو دکھاؤن لیکن
شکل سے میرے وہ بیزار نظر آتی ہین

کیون ہو رام ہراک برہمن اشوتھرم
بھجدا بھیکو وہ اوتار نظر آتے ہین

زلف در خار بتانکی ہے کہ راست فاقیر
سنقشہ کا فر و دیندار نظر آتے ہین

کسطرح جاؤن کہون کیا اونمین بنہا جھال
دست و پا بچرین بیکار نظر آتے ہین

جہانگتے پہرتے ہین یہ سیف بھی کمر مین فیض
غرق چاہ ذقن یار نظر آتے ہین

غزل

یاد اتی ہے وطن ہین وہ کہ رہا نہ وطن ۱۲۴۱ مجھکو درپیش عدم کا ہے سفر اے وطن

صحف رخ جو نہین پیش نظر اے وطن دل سیپارہ ہوا زیر و زبر اے وطن

عشق ابرو مین کیا پاس صحبکا خیال رکھدیا سر کو تہ تیغ دو سر اے وطن

بوسۂ لب جو لیا مینے وہین زہر چڑہا موج صہبا مین ہے افعی کا اثر اے وطن

زیر گیسو نہ چہپا یار رخ روشن کو نظر آیا ہے مجھے عقرب مین قمر اے وطن

تا کجا تذکرۂ موکمران چب بہی ہو مثل عنقا ہوے گم اہل نظر اے وطن

لب جان بخش مین کسی ہے روکی بہرآیا ہے موت کا مجکو نہین خوف وخطر اے وطن

اشک جاری ہین کسی حور مژہ کا غم ہے حوض کوثر ہے مرا دیدہ تر اے وطن

باغ فردوس کو کیونکر نہ مصور سمجہین ہم کوئی محبوب مین اپنا ہے مقر اے وطن

ذکر ہوتا ہے کہین بنا بہ یمین تن کا رند آتی ہے نظر صورت زر اے وطن

جو کوئی بد ہے نشیمہ رخ یار کو ہے وہ اسی جرم سے ہو شہر بدر اے وطن

سرخرو اشک کی دولت سے نہین مین ہوجو ہوگیا تو غدگر حال جگر اے وطن

آئینہ دیکہہ نہ اے آئینہ رو مجھ سے کہین مجکو نہ ملے تیری نظر اے وطن

حرف وصف لب شیرین ہی رہا کرتا ہے دہن اپنا ہے مگر تنگ شکر اے وطن

مر گئے حسرت بابوسی دلدار مین ہم خاکسار ہین ہوی عمر بسر اے وطن

ہے محبوب یار ہمکو یہی علاج درد ۔۔۔ کیا کریں تدبیر پاس اپنے کوئی نشتر نہیں

عالم وحشت میں ہو لا موسم طفلی مجھے ۔۔۔ دامن صحرا تو ہے گر دامن مادر نہیں

ہے لب جاں بخش جانان جنبہ بیجا ت ۔۔۔ زندگی سے ہات دھونا کچھ مجھی دوبھر نہیں

دن بھری نظر وہیں ہو جائے کیون شام ۔۔۔ پاس اپنے صبح سے محبوب نسرین بر نہیں

ہے گل داغ جدائی سر بہ پاک لاشہ ۔۔۔ غم نہیں پھولونکی مرقد پر اگر چادر نہیں

یاسیم اندام زرین پوش ہمسایہ میں ہے ۔۔۔ فکر کیا جو پاس اپنے صبح سیم ضد نہیں

سرکشی جو اسقدر کرتے ہیں پر کے ساتھ ۔۔۔ شمع محفل کی لگی شاید کہیں ٹپکا نہیں

خود بخود کیون ہو رہے ہیں آج ہوش اڑ ۔۔۔ دل اگر مائل تہاری زلف شکین پر نہیں

قتل اگر منظور ہے حیلہ حوالہ کیا ضرور ۔۔۔ کام لو نرگا سے پاس اپنے اگر خنجر نہیں

خلق کہتی ہے سواد الوجہی الدار اس کا ہے

فیض جو دا سبتہ گیسوی عنبر نہیں

آتا ہے کب وہ موسم کسی کے مراد میں ۔۔۔ ۲۴۴۹ ۔۔۔ ہیں سیکڑون ہی مجھسے پڑے جنکی جیب میں

وقت خرام آتی ہے آواز دردناک ۔۔۔ گنگرو نہیں ہے دل ہے تڑپتا ہے پیر میں

دیوانہ کر دیا ہے رخ رشک باغ نے ۔۔۔ آسیب کا اثر ہے زنخدان کے سیب میں

ہے بعد مرگ بسی طالع ہی **فیض** سات ۔۔۔ پاسون نے جھکو دفن کیا ہے نشیب میں

فیض اوس شوخ گلستاں کی ہے شوخی

بلبل شیرازہ کی کرتی بڑی منت ہیں

۱۳

ہی کوجی ہیں سچار سے ہیں	۲۵۱	ہم گہر ہیں خراب انگارتے ہیں
تن دیتی ہیں ہیں یار کم سن		ناداں ہیں جان مارتے ہیں
بلبر جامہ سے ہوتی ہیں لوک		پوشاک جب آپ اتارتے ہیں
سنکہہ ابرو کوی کیا ہو		سنہ بر تلوار مارتے ہیں
صد احاجی ہیں تن سے جانیں		پھر آپ کہاں سدھارتے ہیں
کوزی پڑتے ہیں عاشقو نیر		گیسو جب وہ سنوارتے ہیں
بگڑی باندہی ہے پھر اہوں نے		کس کی بگڑی اتارتے ہیں
اس بحر کے ہاخدا ہیں پیر ہم		تکلو اوس بار اتارتے ہیں
کسطرح بچاے جان کوی		گولی خال اونکے مارتے ہیں
تہذیب کہاں گہر کی تعلیم	ق	گپ شپ و نات مارتے ہیں
سچہ تو یوں ہے جناب واعظ		جھوٹی قسمیں گھمارتے ہیں
جاتی ہیں کسیکے گہر دبی پاؤں		پازیب جو آپ اتارتے ہیں
ای فیض وہ مدعون نیک بد ہے		توبہ توبہ پکارتے ہیں

بوکھلاہٹ کی بڑے پھیر ہوئے ہوں ہوتا ہوں ننگ
اسقدر لپٹا ہوا بھی پیرہن اچھا نہیں

فکر مرہم سے عبث اکر زخم کہن اچھا نہیں
حشر تک ہوتا کبھی نہ زخم کہن اچھا نہیں

مجھسے ہر بات میں تجھ ہو ہنر سے جیتے
قبلہ و کعبہ فقط ہو بانکپن اچھا نہیں

حال ملیں میں ظاہر انا خیز سے ہے
اصبح متنفق کلام ما دمن اچھا نہیں

جیب شیشہ یہ وہ ٹھہرا اور شیشہ ہے
بے خطا بولوں جو میں تنگ ختن اچھا نہیں

تلخ اوس سے زندگی ہوئی ہے
ایذہ راں ہے بھلا سیب ذقن اچھا نہیں

بات جو کرتے ہو پہر اتے ہو ای جو
بے خدا شاہد یہ انداز سخن اچھا نہیں

وہ پری غیرت پہر اب کہ آنکھ ہے
اسم دل خور فتنہ یہ دیوانہ پن اچھا نہیں

اک نہ اکدن ضرری کہانا پڑیگا آپکو
بادہ کہو عشق سبزان و کن اچھا نہیں

عشق شیریں کی حقیقت میں ہے ہی شہد
کام جو کرتا ہے تو ای کوہکن اچھا نہیں

چال کیسا چلتے ہو اک بھو بچال اک تے ہے
سکہ بٹھلاتی ہو کسپر یہ چلن اچھا نہیں

اک نہ اک ترکیب سے ای فیض رکھیہ بنگاہ و حرف
حالی و مرزا اوسنے کہنا سن و عن اچھا نہیں

۱۴۱

ہم جو سات اوپنکے رہا کرتی ہیں
یاد آوازی کسا کرتے ہیں

خط جو ہم اوکو لکھا کرتی ہیں
بے نقط لاکھوں سنا کرتے ہیں

صورت دلنشیں ہے رخسار تابان بے ہول
سنجی و اعلیل ہے گیسوئے خیر المرسلین

نقدیت ہوئے جا تجھکو دیکھو ہو تا مقدور
بوی جان پرور ہے بوی موئے خیر المرسلین

ہے یہ بیضائی موسیٰ پنجہ انور کا عکس
موج بحر نور ہے یا ید ضوئے خیر المرسلین

عطریت پیدا کسی کل مین نہوئی تجھ تک
گر نہ ہمدم صبا ہو ہے خیر المرسلین

جسنے دیکھا ہی نہو نور مجسم کو کبھی
دیکھ لے وہ فاست نیکوئے خیر المرسلین

آرزو یہ ہے کہ وقت مرگ ہو یا خسرا ہو
یا الٰہی رو ما ہو سوئے خیر المرسلین

نازل اوسکی شان مین آیہ ہو جنکا خلقٍ عظیم
کیا رقم ہو مجھسے وصف خوئے خیر المرسلین

کیون نہ ہو تعظیم اوسکی فرض
مے ہر اک شکوئے خیر المرسلین

مجھکو ای رضوان نہین کچھ آرزو
دلجوئے خیر المرسلین

پاس حنت کی ہو کو مین کبھی آتی ندو
دسر مین ہوا کوئے خیر المرسلین

مین کبھی دیکھون نہ مرآت سکندر کی طرح
طرمین صافی زانوئے خیر المرسلین

آفتاب معرفت کی دید کا مشتاق ہون
جلد دکھلا ے خدایا روئے خیر المرسلین

دلگی میری سواد یثرب و بطحا مین ہے
فیض ہون دیوانہ گیسوئے خیر المرسلین

بہو گا ہے جو آب میٹھے ہین کشتی دھانی مین ۲۰ لگاتے ہین رخ روشن سے کھوا ل پانی مین

اندھیرے سنہ مری خورشید رو گھر اپنے جا نہ
گر کیا جلد یہ کم بخت گھر بالی سجاتی ہیں

وہ سب کو دیکھتی ہیں کب کسی کو منہ دکھاتی ہیں
قسم اوس عیب رانکی ہے الو پا جن کا ننگا ہے

خطا شانہ کی سر تا سب تو کر دو لفظ نکلیں گے
ابھی ہم سیکھے سنکیں یا نہ کر کوری سجاتی ہیں

کسی کا نام لیتے نہیں ہیں دیر دکھ ہوتا
تمہاری زلف و رخ کے نام پر ہم نام کھاتے ہیں

ذرا سے گذر جائے تو دی اک بات
نری تلوار کی یا ہیں ہم غوطے لگانی ہیں

بہت بیخوف ہیں اللہ اکبر سب جرمہ دا
خدا کی گھر میں ہی یہ لوگ صلوتیں سناتے ہیں

نظارے دور ہی سے خوب ہیں ان ماہ تنکے
ماری ہیں فلک کے کب کسی کے ہاتھ آتے ہیں

دل گلخوندہ عاشوبکا جولانی لوا دے
ابھی پر ہم وانع دل سونپن سنا تجھ

ہوئی وہ بن سنور کر جلوہ گر یا رب حسن
یوسف مصری دکان آئی ہے

طلای حسن دا ابھی زیادہ کے
پر یار سیر قبر پر سونا چڑھاتے ہیں

کیا ہے ہنے رام اوس ست کو اپنے دیکھ کے
ن پر ہیں بیٹھے ہوئے ہنسا طلاتے ہیں

دعا بلبل ہنے تو دو قران تم نعتم سکاری
اور تفسیر نشا پور ہیں کہ ہا دیل لاتے ہیں

ذرا سجوئے تو دو او کے خط دلبے کہیں نہ سنہ
سبع دخضر کو ای فیض ہم رستہ بتاتے ہیں

کہتے ہیں خال خسے سنہ دیکھ کر سبی ہا ۱۰۵۰ تیرا سانگ در وغن مل بہر نہیں کہ سمجھ

غزل فیض

۱۲۵

فیض

ہمیں پاس کہتے ہیں ہم شعر خوار کہتی ہیں
کہلی ہتی ہیں تمہیں حسرت دیدار کہتے ہیں

حضور آنکھوں میں پیارے پتلی تحریر ہوتی ہے
گلمیں نل کا گنڈہ بھی یار کہتے ہیں

بھری مجلس میں ہے اشاطہ آرزو تیرا
اگر کچھ ہچ مجھ سے ہو تو حمد ار کہتے ہیں

بہت ہم ناتواں ہیں کس دن سے جاں پہ بنائی
وہ جو گردابی ستا فونکی اک دم ہار کہتے ہیں

خیال خال و ابرو دل سے کیونکر دور
ابھی جو ہیں پاس پاس سر پر ہو ار کہتے ہیں

سمجھتے ہی نہیں عاشق کو میرے کی بلا ہے
بان سنگر ل مزدور کا پندار کہتی ہیں

جلا دیں روئی گالی کی مانند آسمانوں کو
نہاں سینہ میں وہم آہ آتشبار کہتی ہیں

رخ و گیسو کا تیرا پڑا ہے خدا
باہم بعض اشد کافر دو میں ار کہتے ہیں

موی لیکن ہوا دل خسرو
محمد میں سات اپنے ہم ہی ہو ار کہتے ہیں

اگر یوسف کہا تم نے سکا ہم
عداوت ہے ہم ناحق مردم ازار کہتی ہیں

کبھی دم بھر تو ای آئینہ رو
مرض سکتے کا تیرے طالع بیدار کہتے ہیں

عمل کرتے نہیں ہو تم کہو تو ان کو پل
بہت ہم آرزوئے دولت دیدار کہتی ہیں

نہکا ذی رہیں ہو سان اچھی چیز نوکیلی
سنے جب سے خبر وہ سان پر تلوار کہتے ہیں

یہی گوہے یہی میدان ہمارے رہزو آؤ
ارادہ او کچھ دلیں اگر اغیار کہتی ہیں

جنہیں ہے فیض صلح کل کہو وہ سبحہ کہتی ہیں کہو زنار کہتی ہیں

ہیں واغ واغ ان شہر مذہب میں مبتلا
کاسے ہے جا میں ہیں لگے خوں بھیک مانگنے

وحشی وطیرہ ہیں ہیں خصلت ہے جو تنا
جو جو کمال ہر کسی کے ہر شہر میں ہیں

نامی یہ تا یار کے آیا لگے ہونے فیض
گہر ہیں ہیں ہم سے آگے گہر میں ہیں

۱۹

میری نمی صرف ہو گی در
ی میں ان روزوں مرا یار

ہو گیا ہے کچھ خلل پیدا
رہنا تو جیوں یا سے مجھے دیوار میں

زلزلی پیدا ہوں یارب مکاں
سیلاں ان مضطر گرنے ہیں پانہ دیوار میں

جھوٹی جھگڑے پڑ رہی ہیں کافر و دیندار
تو ہے ساجی کی ہانڈی اکدن بازار میں

کیسے جاتا ہے ای سفاک تو بازار میں
پھول پھل دونوں ہی ہیں تیری تو پتھر میں

ہو گیا ہے سوکھ کر کاتاں لاغر مرا
پڑ گیا سبد سے پہالا یار کی تلوار میں

بوسہ ابرو کی بیعانہ میں سر دیتے ہیں ہم
تیرے تلوار کا بازار شہر یار میں

کر کف پا میں ہنوز تیرے پہالو کی سیر
تشنگی سے کانٹی پڑ جاتے ہے تاں عاجز میں

بھر کر ٹھنڈی آہ بالیں سے اٹھا ہمکے سچ
بے دم آخر نہیں جم دو دیکھ ہمارے میں

جب وہ سوچ کنڈ پر دو ہو کے آئی سیر کو
ہو گئے سوچ کہی کے ہو اسب گلزار میں

استحانا اور
گر اشارہ ہی کرو
ی میاں تیرین ابی تلوار کی ہم ہانگے

غزل

ہر تا سے ہر ہنگ اوی وہ داد اہا
اک روزوں سے ہر ہنگ اوی وہ داد اہا

غزل

در پردہ جہانک تانک سے گر شوق نہیں ہیں — پھر آج چھپد کس سے کئی ہیں نقاب میں
کہلا دین کر بہار خط پشت لب حضور — مرجا میں خضر و دے کے آبحیات میں
سند رہیں بانے ڈھونڈ ہو سے ابر من بجا — جز رام نام کچھ بھی نہیں بانسلت میں

مرتا ہوں — مرتا ہوں فقط ہجر میں جیتا ہوں وصل میں
ہے ا — وصلات میں

۱۵

عاشق چہرہ جانا را — الحمد مسلمان ہوں میں
محو یاد رخ جانان ہر آن ہوں میں — بخدا حافظ قرآن ہوں میں
کالی کہ سوان پہ گئی صبح وطن — ظلمت شام غریبان ہوں میں
گرد رہتی ہیں پریزاد مرے — وقت کا اپنے سلیمان ہوں میں
بد خلقت سے ہی وحشت ہمراہ — شکل گل چاک گریبان ہوں میں
کام جمعیت خاطر سے نہیں — ای صبا زلف پریشان ہو نہیں
کب تلک تو نہ مسخر ہو گا — ای پری زاد پر یخوان ہوں میں
کبھی روتا ہوں کبھی ہستا ہوں — چشم گریان لب خندان ہوں میں
کون جیسے مجھے کرتا ہے — سینۂ عارض جانان ہو میں
نکروں گا بخدا سجدہ نہیں — اے بتو مرد مسلمان ہوں میں

ہے عجز و لاچاری سے تمہارے آگے ہمین
اشارے آنکھوں سے کرتی ہمین نیک و بد کا ہم ہمین
گواہ ہمین مدعو ہے کے جملہ آفاقی
بیان کس سے کریں خط جام کی تشبیہ
ہمارے سیکدہ ہمین سو لوی حمام نہیں
وہ ہنکے کہتے ہمین ایک دیسے چلتے ہوئے
یہ خاصہ نہیں قطعی عرض وہ عام ہمین
ہر ایک نوع سے ہی فوق جنس کا رتبہ
وہ خاص ہی ہمین جو خاص تحت عام نہین
فروغ داغ جگر شمس بازغہ ہمین کہان
خلاف اسمین نہین ہے کچھ انتہا ہمین
رسکے سلم اسطو دلال سلم
ہمین خیال رخ و زلف بام شام نہیں
ہے انقلاب کے کون فساد کی پیدا
قیام دہر کو ایک حال پر دوام نہین
کرین بحث معقول و نفوس اشراقین
ہمین جواہر و اعراض ہے تو کام ہمین
مباحثہ سے ہی کیا فعل و انفعال کے کام
مقام وصل ہے یہ بحث کا مقام نہین
سایل حکمیہ کا ہو رہے فتح
ہنوز صدہ پڑی ہے ابھی تمام نہین
کلام آپکا معقول ہے مگر اے فیض
سمجھ لے ہر کوئی شاعر وہ کلام نہین

شاعرہ کی موافق بہی ہو غزل ارشاد
حضور آپکو کیا خاطر عوام نہین

حضرت روح القدس جس کی ہم مخن کی ہوگا

اس شعر والی کی

نظر میں

ہے

ہے

ہے

ایجو رب کی قدر کیا جانے گا وہ — قدر جینے نفس کی جانی نہین

کب تلک اے مہ خیال خال رخ — کیا کوئی سیارہ ظلمانی نہین

اک پرے کے ذکر مین ہین محو ہم — فکر تسبیح سلیمانی نہین

کیا سنائین تجکو حال سرنوشت — تجکو علم خط پیشانی نہین

کہہ نہین سکتا ہون اے آئینہ رو — کو سنا دن ہے جو حیرانی نہین

شیخصاحب جب گیا دل سے نفاق — ق — دین مین پھر وجہ حیرانی نہین

صاف رکھنا دلکو آئینہ کی شکل — کیا یہ آئین مسلمانی نہین

صلح کلکو جب سے ہم رکھتے ہین دوست — کوئی اپنا دشمن جانی نہین

جب سے بربادی یہ باندھے ہو کمر — تسکو فکر خانہ ویرانی نہین

آپ ہی فرمائیے پھر کون ہے — کفر و دین کا عشق اگر مانی نہین

جب سے ہون نوکر بت کافر کے میں — کچھہ تجھے پاس مسلمانی نہین

کہان منہ کی بھجو نگے درمین — بات ناصح نے مری مانی نہین

جانتا ہے ہر کلان و خورد یہی — ق — تم جو کہتے ہو ہم ایرانی نہین

سحبت ہر مجلس مین کرنی سبکے سات — کہئے کیا ہے گر یہ نادانی نہین

تم جو دل لیتے ہو پھر دیتے نہین — عین دانائی ہے نادانی نہین

بقلم فیض کی جانب سے

غزل

جب ہم ادنکی ادا سے لوٹتے ہین ۱۵ ۲۶۹ جانتے ہین قضا سے لوٹتے ہین
جب سے گیسو کے بیچ مین ہین ہم رات بھر کالکا سے لوٹتے ہین
نہین جاتی ہین کفر و دین کے قرین ہم ہم صواب و خطا سے لوٹتے ہین
کشمکش ہے لحد مین زلف کی سات غار مین اژدہا سے لوٹتی ہین
گیسو رخسار و پر نہ آنے دو ہندو اہل صفا سے لوٹتی ہین
وحشی زلف ہین وہ زور آور آہوان خطا سے لوٹتے ہین
عشق مین ہم یہ بدحواس ہوئے بیٹھے بیٹھے ہوا سے لوٹتے ہین
غل ہے زندان مین زلف کی وحشی اپنی زنجیر پا سے لوٹتی ہین
مرض عشق مین صحت ہے ہم ہم دوائے شفا سے لوٹتے ہین
ہم ہین بیگانے پوچھتا ہے کون وہ ہر اک آشنا سے لوٹتے ہین
یاد ان جب سے جنون نے پہلائی ہات اپنے قبا سے لوٹتے ہین
موت آئی نہین شب فرقت کشتیان ہم قضا سے لوٹتی ہین
ہین جو قابل وجود مطلق کے ق کب وہ ماسوا سے لوٹتے ہین
صلح کل ہے ہر ایک جزو کی سات ہم کہان ماسوا سے لوٹتے ہین

غزل

گیسو کا ہوا ہے جب سے سودا	کالی کو سون یہ جا رہا ہون
دیتا ہے دکھائی مجھ کو	جو چیز مین اوس سے مانگتا ہون

اس آئنہ خانہ مین جہانکے
پیچکو فیض دیکھتا ہون

قصیدہ نعتیہ

۲۷۱

ہیچ پروا نیست گر جنت نباشد جاے من
یا محمد آستانت جنت الماواے من

یا شفیعان کوے تو فریاد وزاری میکنم
یا محمد کی رسد در گوش تو غوغاے من

لب بہ پاسخ آشنا کن یا شفیع المذنبین
لطف امروزت بہ دریغ غم فزاید اے من

دیدہ و دل را سرور و نور آید در گنار
گر شود خاک مدینہ مسکن و ماواے من

گر کرد وارم متاع جرم و جنس معصیت
دیدہ باید چون شود حال دل اشواے من

یا محمد نقد لطفت گر نہ ہمدستم شود
روز بازار جزا مشکل شود دعواے من

یا محمد رحم کن بر بائل راہ شوق
مرہمے نہ بر سر زخم دل شیداے من

نغمہ سنجان کو دلکش نقاد لیکن
گوش باید کرد روزے نالہ شہناے من

بر گل رخسار پاکت سرخ شد از شرم خون
سکن خارہ بطحا شود گر پاے تو بوسد زمین

ای کہ شد خاکپایت دوستان را قبلہ گاہ
فیض را روزے بہ پیش خود بخوان ہم بندہ وار

فیض

غزل دیوانت آمد بہتر و دلکش بر من
گر بر شام ای شاہ سخن در بر من
مولا سیاہ خوان رفت جایزہ ات بر من
دادی ایں نسبت این شعلہ خاکستر من

ای شه بارگاهے گر مرا سیر خواهی | سیرے از حبس حسنت دو رکابم سر کن
خلق مانند قمری بهر آن سرو دوانم | به لبالب ز عشقش چیست آن در من
گه چو بادینی گه چو مشکین شمیمی | با سر کوی جانان شوق خدمت من
گر شب وصل باشد جایگاهم | روضه خلد گردد فیض از در من

غزل

۶

بخور از دست آن پیمانه نوشین | ۱۴۴ | با خدا باش و بخوبان همه نوشین
گر ترا آرزوے نامور است | دور از مردم زمانه نشین
قاف شهرت بچنگ خویش بیار | همچو عنقاے آشیانه نشین
در دلش جاے خویش پیدا کن | بنشین همچو یار یانه نشین
شوی آگاه از درون و برونش | همچو حاجب بر آستانه نشین

طبع مردانه فیض میدارم
سطلبم منت بازنانه نشین

ردیف واو

غزل

ہم تو انگلی دیکھو ہیں تیری بھی اطوار دونو
غیر کے ہات ہوں گر دیں جا بیل دونو

دیر و کعبہ میں ہیں برسوں سے رہا تک
آپ سے بڑھ کے ہیں شیخ ہیں عامل دونو

پشت خاد آپ ذکیوں ہوں اسا ہے
دل جگر خاص حسرت سے گئے جھل دونو

وق اب انکھو نکرا ئی یلی شیر رحم کا
فیض و فرہاد میں ہیا دق دس دونو

پاؤں پڑتا ہوں کہیں چھوڑ ہی صحبت
شمع و پروانہ گئے جل سر محفل دونو

جب سے وان نامہ بر دوڑ کئی پر ہے ہوئے
ہم سے موقوف ہوئے رسل و سایل دونو

غیر سے دونہ ملیں مجھ سے ہی کہیں اخلاص
فیض آسان نہیں یہ کام ہیں مشکل دونو

ایک ہی چیز میں مشغول ہیں شاغل دونو
دیکھ لیں آئینہ کو رکھ کے مقابل دونو

ایک مشغول بخود شیخ و برہمن ہے مگر
سنگ اور خشت بنے ہیں خاص دونو

مشترک حل ہوں ارباب نظر سے کبھو
جبر اور قدر کی ہیں مسئلہ مشکل دونو

گھر نہیں ایسا خدائی میں اسی میں آباد
مری آنکھیں ہیں تری جلوہ گاہ دونو

جب سے تجھ کو دیدہ میں اس سبز گہ کثرت کے
انکو ہول گئے غافل و عاقل دونو

کسطرح خانۂ مومن کو کہوں دونو
راہ حق چھوڑ چلے ہیں رہ بطلان دونو

دولت دید نہ ہو پاس تو کیا رکھتے ہیں
دین و دنیا بھی ہوں بالفرض جو حاصل دونو

ردیف واو

۱۸

رونق ابرو ہوئی زائل سو وسط کے فیض
رفتہ رفتہ کہا گیا ہے موجہ تلوار کو

۱۷۹

فیض

غزل

۱۰۱ شکل گوتر ترک فلک پہنکی ہے یہاں باز مجکو — ۱۰۱ قد خم گشتہ ہوا شیب مین جوگان مجکو

فکر کیا لایئن خاطر مین جو حیوان مجکو — ہے جو انسان سمجھتے ہین وہ انسان مجکو

آب ہو جائے نہ کیون دیکھہ کی میان مجکو — وی ہی اللہ نی چشم گہر افشان مجکو

کیا کرون اوس دہن تنگ کے اوصاف بیان — بات کرنی نہین دیتے ہین سخندان مجکو

زہر کا دانت ہی لگتی کا ہراک دندانہ — سانپ آتا ہی نظر گیسوی پیچان مجکو

کچھہ نہ کہتہ تمکو یہ تا ہے سبق لوگون نے — اندنون خط جو لکھہ کر تے ہو بھی ان مجکو

وی ہے جانبخش دلب کی تصور میرے — خضر و فنا ہین لب چشمہ حیوان مجکو

کہہ رہے ہی مرا طیار دل صید ہوا — بیکل باز ہوا پنجہ مژگان مجکو

سبزہ خط پہ ہوتا گمان عنبری کا — یاد آتا ہے لحد مین قد جانان مجکو

ہر مہینے مین یہان آفاق مین گشت بنا — ہے بیکل مہ نو فکر سے ان مجکو

دلکو وحشت نی لیا اوسنی جو پہنی بو شال — حلقہ طوق ہوا حلقہ دامان مجکو

رکب دوش صبا خاک ہوی ہے پس مرگ — زیست مین تہی ہوس تخت سلیمان مجکو

اغنی زلف تصور مین جب آجاتا ہے — کالی کہتا ہے مرا کلبہ احزان مجکو

کوی خطاط نہ سرسبز ہوے میرے گی — خط عارض ہے جو مشق خط ریحان مجکو

غزل

ہوا جو جانکاہ جو در فلک کلستان مجکو

ہوا ہے سیکی نرگس کلستان مجکو

بتان ناہید سے کی سیکی دریا مجکو

چاہیے جسے کی سیکی شیرین مجکو

ردیف واو

زر دیا زلف پریشان نے پریشان مجکو

طالع خویش پہ قربان ہوا ہون مجکو

بسکہ ہی آہی نظر عارض جانان مجکو

مصحف رخ کی تلاوت مین شب و روز ہو

شد الحجبت خط سبز ہی نگہبان مجکو

از عرق نکر دلین ہوا ہے پیدا

چشم عالم سے کیا مصحف رخسان مجکو

علم اخبار کو درس کے ایجاد کیا

نطق نی بخشی زبان کو گویا

ناروائی کا گلا گھوٹ کے جان مجکو

تاج میزان ہوا خاتم فرمان مجکو

خال مشک دکی پاس نی بخشی دی ہین

ہر محرر نے چرایا ہر برگ دفاع مجکو

بلبل نالان ہی ہر برگ گلزار چمن

ہر محرر نے چرایا ہر برگ دفاع مجکو

مرزا

مردمی چھا گئی صورت پہ بری صورت سے
ہی شب کو ہی ہر شب ہجراں مجکو

کوئی بازی نظر آتا ہے سر شوریدہ
خم شمشیر ہے تیرا خم چوگان مجکو

شکر ای قاتل بیرحم جو تو راہ پہ آیا
مشکل نزع بہت ہو گئی آسان مجکو

گرد و پیش اپنے پہ نظر اور کہیں کیجیے
ہو گیا داغ جگر مہر سلیمان مجکو

زلف آشفتہ رخ یار پہ لہرائی ہے
خواب دنکو نظر آتی ہیں پریشان مجکو

دلمیں مت سے تمنا وٗ فد ہوتی ہے
قتل ہو کر سے کرای سرو خرامان مجکو

عہد پیری میں سیہ کار کیا لوگوں نے
ہو گئی صبح وطن شام غریبان مجکو

کیوں نہ کعبہ کی چلا جاؤں سے کوچے
روزن در ہے ترا دیر و درمان مجکو

کوچہ کہتا ہے دہن ہے کوئی کہتا ہے کمر
منہ ہی کچھ آپ ہی فرمائیں میاں جان مجکو

شکوہ زلف کو دیا کلمہ خ ای فیض
اسنے حیران کیا اوسنی پریشان مجکو

۱۳۹

ہر دو طفلی سے ہی عشق رخ و گیسو مجکو
تار حج کا جل کے دی تمنے رخ گلگوں آ
گو بتن جانے ہی میں لیکر سیدی کہ
کئی صورت سے سنمانیں نخل کہتا ہیں

۱۴۰

کوی کہتا ہے مسلمان کوی ہندو مجکو
نظر آتی نکی فردوس میں ہندو مجکو
یاد آیا بس مردن قد لجو مجکو
وہ دکھائی نہیں آئینہ زانو مجکو

دہنی دہنی نظر آتی لگے اجگر مجکو
کالی کہاتا ہے شب ہجر مرا گھر مجکو

دامن دشت میں کیون گھیر لاتا ہی جنون
جامہ زیبو ہے کیا جامہ ہے باہر مجکو

تری آنکھونکی تصور میں گیا جو کوئی ہول
مرگ چھالا سا شب فرقت ہے بستر مجکو

شوق بہر گنجفہ بازیکا ہوا سنتے ہی بولے
نشہ بہر یار کو کرنا ہی برابر مجکو

کرون اوصاف رقم رنگ طلای کے بدلی کاغذکی ملے گر ورق زر مجکو

عشق کھیوٹی سلسل میں کہاں ہے آرام
کالی ڈستے ہی رہا کرتے ہیں شب بھر مجکو

کیون نہ تعظیم کرین میری جناب حافظ
یار کا مصحف رخسار ہی ازبر مجکو

کھیل سمجھا ہے گھر دندیکا نہیں کم تو نے
کر دیا عشق نے مٹی کی سی بابر مجکو

کیا سجاکے کرون حال نقاہت کا بیان
بات کرنی ہے شب ہجر میں دو بھر مجکو

غم میں اک نخل جواہر کے ہوا ہون آزرد
کان سونپی سمجھنے لگے زرگر مجکو

تختہ مزد آئینہ رد کیسلئے ہین غیر کے تئیں
کر دیا اونکی خوشی و بخ نی مشتہر مجکو

وہ جہان جیب کی مانند اڑاون اوسکی
نظر آجائے اگر داس مخبر اونکو

طوق گردن ہی ہین حلقہ زلف پیچان
عشق گیسو ہی ہوا پاؤنکا لنگر مجکو

خاک ڈالون نہ کبھی میں حجر الاسود پر
نظر آئے جو در یار کا پتھر مجکو

جب سے مداح ہون میں خال کتابی رو کا
کمنہ چین کہنے لگی یار ہی اکثر مجکو

فتنہ کا عطر ملتے ہو کب
بیٹھے فتنہ انہار ہی ہو

دیکھیں لو پھر گے پھر مزے ہم
پھر تم مستی نکار ہے ہو

ہون جب سے مشتری ہو کا
ق
قیمت اپنی بڑھا رہی ہو

بنیا کہاتا ہے گو جھپا کے
تم بنیٹھے جان کہا رہی ہو

کرتے ہو خون پھر کسی کا
لاکھہ لب پر جا رہے ہو

کالی باندھی نہیں ہو موجہ
پھر کچھہ ہمسے چھپا رہے ہو

سر گوشی زلف سی کہاں ہے
اولجھی پڑی پڑا رہے ہو

جھینے دیتے ہو بیٹھے بیٹھے
کیسے طوفان اٹھا رہے ہو

انسان ہون اشک تو نہیں ہون
نظر دسے کیون گرا رہے ہو

دیوانی ہو رہے ہو کسکے
پھرون ہو نل مچا رہے ہو

تمکو اسے فیض ہو گیا کیا
سر پر گھر کو اٹھا رہی ہو

مہندی تو کہان لگا رہے ہو
۱۸۵
کچھہ اور ہی رنگ لا رہی ہو

کیا رخ سے نقاب اٹھا رہی ہو
گہر آئینہ کو بنا رہے ہو

کرتے ہو اریب ہی کی باتین
کترا کے جو ہم سے جا رہی ہو

ثمرۂ عشرت سی ہیں محروم خونخواران دہر
سبز کب بادِ بہار سے درخت دار ہو

ہے نمالِ جانِ کمال شت پیاسے جون
نافہ آخر آہو ونکو موجب آزار ہو

ہے خلش سے میں غم کی جھنکار مزاح
نوک سے نشتر کے مستغنی رگِ زنار ہو

اہلِ دنیا منصب عالی سے لب رکتی ہیں کام
مرغ بازو بند کو پرواز کیا کار ہو

کچھہ غرض شب زندہ دار ونکو نہیں قائل
مرغ شبیر چنگل شاہین سے کیونکر یار ہو

خاک رو نے نہیں کچھہ سربلند ونکو عرض
کحل کے طالب چشم کو کب سیار ہو

عاشقی کا مرحلہ کب سہل ہے فیض
قطع منزل پا ہے جو میں سے بہت دشوار ہو

۱۵

دیکھہ میں گر بی نقاب آوے سیہ رخ نور کو
سمجھیں موسی کر کمک شتاب برق طور کو

خط کے ہر ہر سطر میں ہے لطف موج سلسبیل
نامہ کرتا ہوں رقم میں ایک ہستی حور کو

مشرق صبح قیامت سے مراچاک جگا
صبح محشر جانتا ہوں مرہم کافور کو

رونق دے عدم دلے نظر آنی نگے
دوربین سے دیکھتا ہوں رفتگان دور کو

کعبہ دل ہو گیا ہے اندو نمیں موج سنات
ہم نی دی ڈالا خدا کا گھر ہے مغرور کو

سیر معرفت اقلیم محبو عالم ستی میں ہے
جانتا ہوں جام جم جام جانے انگور کو

صندلی ملبوس کے دامان فکر اسنگر ہے
در و سر یہاں ہو رہا ہے عاشق مہجور کو

غزل فیض

ساقیکی چہرہ نکھیں کا بڑا ہے عکس
پیتا ہون مین حلال سمجھکر شراب کو

سمجھا ہون سحر نغمہ چنگ و رباب کو
دیکھا تم نہ گیسوئے پرپیچ و تاب کو

ای رشک مہر جھوڑ دے منہ پر نقاب کو
کعبہ بنا دیا ہون کنشت خراب کو

آنکھ اٹھانہ سکے خط کی جواب کو
آنی خیال مین نہین دیتا ہون جواب کو

نسبت نہین ہے دود جگر سے سحاب کو
رہتا اگر خیال ہمارا حباب کو

باران رحمت اشک کو کیونکر کہون فیض
رکھتے ہین لوگ ہر سے مگر اضطراب کو

۱۹

پیاسی آنکھین لہو کی نظر ای یار ابرو
قتل کرتے ہین مجھے تیری کماندار ابرو

بخدا ہم نے بنایا ہے سپاہی انکو
تیر انداز مژہ ہین کماندار ابرو

فیض

۱۹

کیا شرح و پیچ میں ہو سیر و تماشا دیکھو ۱۹۰
آؤ دو چار گھڑی آنسوؤں کا میلا دیکھو

چھٹے لو نیکو لب بحر تو جاتی ہو مگر
آشنا پھر کوئی دیکھے نہ چھٹا دیکھو

کب تلک جوڑ رقیبوں کے چلیں گے اندر
ہم بھی گھبراتی ہیں نیا اور ہی نعرا دیکھو

کشمکش میں ہوں کبھی اور کبھی بیچ میں ہوں
زلفکی عشق میں الجھیڑی ہے کیا کیا دیکھو

راہ اوس کوچہ کی ہے ہوں ابھی یاں خضر
ساتھ سیر نہ چلو آپ کا رستا دیکھو

نیم کی تنکے بہلا رکھتی ہو کیوں کا نو نہیں
تن مرا سوکھ کے ہو جائے گا تنکا دیکھو

رخ پر نور ہی کو آئینہ پھر تکتا ہے
آئینہ کو کہیں ہو جائے نہ سکتا دیکھو

رکھو لیجاتی ہو بزم سیہ چشمون میں
ہو نجائے کہیں پھر چیلا چپیٹا دیکھو

کچھہ نہ کچھہ رہ کل آپکی سر پہ ہو یکی
سر تو اوس بار کی دیوار سے ٹکرا دیکھو

زندگی وقف حنا ملنے و ہاں جان ہے
زلف کی پھندے میں تم ہی کبھی آ کر دیکھو

دی ہے ترغیب پھر اوس نو خط کو پیچھے کی
باندھ ہو اور ہی کچھہ یار و نے باندھا دیکھو

راز می ہر کس و ناکس سے بیان کر تا ہے
ساقی بزم ہے کیا پیٹ کا ہلکا دیکھو

ردیف واو

چلے ہیں آپ کدھر بکے عطر فتنہ کا
حواس باختہ ہو جایئگی جہین کی بہو

بجائے جنکی جو وہ غنچہ لب تقاضے
تو کوئی کوئی جہی فیض ہم جہین بدلو

۲۰

دیکھون جب جا کے رخسار دونکو ۱۹۲ صدقے افشان پہ کرون تار دونکو
باڑہ کیون دیتے ہو تلوار دونکو ویسے کر ڈالو گنہ گار دون کو
کالے زہریلے ہین دونو گیسو ہمسے کلوائی ان مارون کو
آگی کوٹھے پہ شب مہ اوسنے باتین کردی سیارون کو
سات شاخین کے رہین آری بلے پہیرہ دو سر پہ کمر آرون کو
انتظاری مین کسی ماہ کی ہم رات بہر گنتے رہی تارونکو
خلد مین داخل شباطین کا ہین گہر مین آئی دونہ اغیارون کو
تونی کیا یاد کیا او ساقی ہچکیان لگ گئین میخوارونکو
نشہ مین بھی ہے خیال تعلیم سجدے ہم کرتے ہین کلوارونکو
دیکھہ لین گر نگ روی تان مرجین لگ جایین گی دیندارونکو
یاد آتی ہے چھپکی مجھے رات آپ جب دیکھتے ہین تارونکو
جب نہ تب ہوتی ہین ہمسے حائل ڈھائی باغ کی دیوارون کو

فیض

وہ بلاگری ہے میرے خون میں ہنگام رقص
پانی پانی کر دیا ہے خجلہ کو

جستجوں غم ہے ای شیریں اگر دیکھی مجھے
وہ دم باد آئے چھنی کا یک یک فرہاد کو

ہمنو قسام ازل کی رتبہ دانی دیکھیو
کوہ غم ہلکو ملا ہے جستجوں فرہاد کو

ان تبان سنگدل کا ہو گیا دل آب آب
کر دیا ہے موم نالوں نے مری فولاد کو

گر کبھی بیدرد بانوری سو کہا کیجیو
ہم نہ نوریں گے کسیدن خاطر صیاد کو

سو کہہ کر کا نثا ہوا ہے رشک سے گلزار تو
دیکھیو سرو گلستان قامت آزاد کو

میری نالوں نے کیا بیدار دیک کا اثر
آگ لگجائیگی اک دن خانہ صیاد کو

تیری آنکھوں سے جو بیخشی کرے نرگس کبھی
باغ میں بیٹھے نہ دوں اس کور مادرزاد کو

رو دھڈلے مینے دشت و کوہ کی کی ہے تمام
روح قیس و کوہکن آئے مبارکباد کو

قامت موزوں کا سایہ دیکھکر گھٹتا ہی دل
ٹھیک یہ مصرع ہے پہنچا مصرع شمشاد کو

نوکر اوس شیریں لبوں کا گر سر بازار ہو
کوئی کوڑی کو نہ پوچھے کوزہ قند و کو

کر بلا کا واقعہ درپیش ہوگا ایک روز
وہ حسین جانے لگا ہے پھر حسین آباد کو

تیرے دیوانے ہیں دیوانے مقرر ای پری
بیڑیاں پہنی ہوئی ڈھونڈا کی حد زنجیر کو

ای پریزاد و جو تو ناز ہمسے پھر کرنے لگے
ایسا ویسا تمنے کیا سمجھا ہے آدم زاد کو

ہر نشیں پر گمان پانی کا مجکو ہو گیا
اژدہا سمجھا فراق یار میں شمشاد کو

کیا گذرے دل سوزان مگر اک آہ سے ۔۔۔ دکھادینگے انہیں ہم چیر کر اک روز پہلو کو
ادھر جھوٹی قسم ہے نامناسب ۔۔۔ تری تلوار کا پانی ہمارے نیمچہ کو
ہمیں مرنے کا غم کب ہے کہیں ۔۔۔ تلوار کے ہم ہی دیا کرتے ہیں باڑھ اعدا سفاک خوں ریز کو
تجلی طور کی پھر دیکھ لینگے ۔۔۔ سوئے عمداً برآ ہم پر کہ تو ہے محبوب مہر کو
کرے تو جس سے باتیں بچ رہے وہ ۔۔۔ تری باتوں سے لگا معجزہ کوئی زیادہ کو
اگر میں چشم دریا بار کو دوں خصمت ۔۔۔ تو غرق اشک کر دوں بام و در کاہ کو
ہلال عید کی ہوتی ہیں مبنی پر بہتیاں کیا کیا ۔۔۔ برسوں ہی حج دکھلائیں ہیں سر کا ابرو کو
نہ انہوں کا سر بالیں کرے تو محشر ہی ۔۔۔ مری سر کے لئے دیکھ دیں اگر وہ بنے آرام کو
لب شیریں کے عاشق اور سکو کہی جس کے ۔۔۔ دیا دل جس مسلماں نے تمہارے خال ہندو کو
فراق یار میں رونا نہیں آتا ہے ۔۔۔ نہوی فاش دل کا راز پیتا ہوں لہو آنسو کو

کیا کرے ہوں ہر دم مرت سنج کا نظارہ
سمجھتا ہوں دم گرم آئینہ ای فیض رانو کو

۱۶

مرض ہو گیا عشق کا آپکو ۔۔۔ ۱۹۵ اثر کیا کریگی دوا آپکو
کہوں قبلہ و کعبہ کیا آپکو ۔۔۔ سلامت ہی رکھے خدا آپکو
کسی تو طیہ سے مجھی پیسے ۔۔۔ جو منظور ہو طوطیا آپکو

حالی زبون من همچو من از زبان گل
دیروز چون شنیده امروز دیده رو

این بهر و باغ و دیده دل سیرگاه تست
خواهی بدل کرم کن و خواهی بدیده رو

از راه دور آمدی اگر لخت دل دلی
از ظل سایبان مژه آرمیده رو

دشت است پرخطر شب تار است راه دور
زنهار بی دلیل مردا جریده رو

وارستگان بخاک رهت افتاده اند
ای شهسوار توسن خود را کشیده رو

ای راست رو ز صحبت کج دو کناره گیر
چون تیر از کنار کمان هم رمیده رو

داغ دلم بشخته گل تخته میزند
باری ازین چمن گل نورسته چیده رو

ای یار بروبن سنه از خانه دلم
این هم مکان است دمی آرمیده رو

وارد دلم هنوز صفا است طرفه تر مدام
ای دست باده جاشنی او چشیده رو

برطرف دل بوعده دیدار راه فیض
همچون شبان وادی ایمن دمیده رو

۱۰

یا محمد کعبه من سوی تو	۱۹۷	لیلة المعراج من گیسوی تو
مد ابروی تو بسم الله من		مصحف ناطق رخ نیکوی تو
از مدیت شان یدالله آشکار		چون نه بینم ساعد و بازوی تو
زلف بکشا بهر تسکین دلم		شد تنم چون مو بشوق موی تو

ما مجمعِ فرحتِ طفلی و جوانی ہم گذشت	کی بود تا نیم از رخسار مہ سیماے تو
سیر بازار ارینہ گر نصیب من شود	نقد جان خود بتو بخشم کہ نیم سودای تو

چشم آنداریم کہ روزے در چشم فیض
سرمہ از خاک مغلین فلک فرساے تو

ردیف ہاے ہوز

۵

کام کیا پاس ہوا ہو کئی منزل کعبہ	۲۹۹	دل ہی ایک کعبہ ہی اے قبلہ بر لکعبہ
اہی حاجہ سے وہ باہر نکل آ تا بخدا		دیکھتا گر تجھے اے حور شمائل کعبہ
تجکو اللہ دے آنکھہ دو آنکھہ ہیں		کیا ہی منہ ہو جو ترے رخ کے مقابل کعبہ
کیوں نہ لبیک لک اللہم دظیفہ ہو مرا		نظر آتی ہے مجھے یار کی محفل کعبہ

سنوارو جی ہیں تشنہ بہ زخ جانے
فیض ایسو حرم بہ بتن کی ہے قائل کعبہ

۱۳

ت سی اڑ کر مرین ہے سو وے مدینہ	۳۰	ہتہ دیکھا دے کہیں سحرا مدینہ
بھولی بھی رکھوں یا وں میں گلزار ارمین		تہو رسی بھی مات آے اگر جا مدینہ
ہرگز نہ کرے وہ رخ جنت کی طرف رخ		جکو نظر آسے رخ زیبا مدینہ

دل کسی کا دکھے نکروہ ثابت
کام کی ثابت ہے تو ثابت ہی یہ

زندگی کا کچھ اعتبار نہیں
بے قیام اور بے ثبات ہی یہ

کس توقع پہ دل کسی کو دیں
فیض اپنی تو کائنات ہی یہ

۱۶

شیخ اگر قاتل خونخوار کے ہاتھ
پیر کٹ جائینگے دو چار کے دو چار کے ہاتھ

کسطرح مجھسے رکین قاتل خونخوار کے ہاتھ
دو مرے ہاتھ ہیں اور سیکڑوں ترکش کے ہاتھ

چشم و ابرو و ادا غمزہ جنہیں کہتے ہیں
چار نکلے ہیں مرے دل کی انہیں چار کی ہاتھ

چمن عشق میں ہم مرتے یوسف ہوتا
نہ لگا سیب ذقن عاشق بیمار کی ہاتھ

باغ ایجاد میں جبتک قد موسوی کو
شاخ گل دیکھے جو اوس عیسٰی گلزار کے ہاتھ

خون عشاق کا ناحق ہے گمان عاشق کو
لال قدرت سے ہیں محبوب ستمگار کے ہاتھ

ابتو وہ باتوں ہی جھوٹی نہیں دیتے اپنی
وعدہ کرتی تھی مری مانتہ پہ جو یار کے ہاتھ

صحبت یار پہ میر نہیں کرتا ہی
ناک میں دم ہے مرا اس دل بیمار کے ہاتھ

کام اخلاص کے بن تیرے بگڑ جاتی ہیں
سخت ناچار ہوں میں اس دل ناچار کے ہاتھ

تو کسی وقت اگر مصر کی بازار میں جائے
سوی یوسف نہ بزیں ایک خریدار کے ہاتھ

کیوں بلا لے نہ بنایا درخونریز کو
جی میں ہے کاٹئے تلوار سے معمار کے ہاتھ

نظر آئی ہماری موت ہمکو
دکھایا تونے جب ہو کر خفا آنکھ

بہر سمت اک ہجوم التفات منہا منہ
مری سمت اسخوان بر رکھ کہتا آنکھ

بھلا کس رنگ دون مگس سے نسبت
جدا وہ آنکھ ہے یہ جدا آنکھ

گر او گو نہیں آتی ہے تجھ بہ رحم
کبھی در پردہ سے ہمسے ملا آنکھ

دکھا دیتے تماشا ہم بھی اکدن
کریگی ہمپہ گر یوں ہی جفا آنکھ

مری نظروں میں وہ پانکی ہے بوٹ
جسے کہتا ہے تو ای آشنا آنکھ

نہ لی وہ سانس پانی پی نہ ہلکے
نکالی جسپہ تو ہو کر خفا آنکھ

مرے ہر زخم سے پانی چرایا
خدا کیواسطے تو مت چرا آنکھ

نہ رہ جای پھل کر وہ کہ پیدا آنکھ

فیض

۱۲

سہی ہے بوجھ جسے ۳۴ ہے عرش بریں کسی ایوان مدینہ
العظمت للہ زہی شان مدینہ

پانی کبھی پینی کا اتفاق نہ ہوا ملک مین
ہمدست جو ہوگا سرو سامان مدینہ

رہتا ہون بہ ریشانی خاطر قرین مدینہ
یاد آتی ہین جب سنبل پیچان مدینہ

آتی ہے صدا عالم بالا سے ہمیشہ
مقبول خدا کی ہین ثنا خوان مدینہ

اس عاشق حیران نبی پیمبر کو جو دیکھو
حیرت مین رہے نرگس حیران مدینہ

مخلوق سے ممکن ہی نہین نعت پیمبر
معشون ہین اللہ کی سلطان مدینہ

کیا کہون حال زلف و سوئی کا — ہے وہ ناگن سپولیا ہے یہ
قصہ لکھو ندا و بات سنو — ای ہتو خانہ خدا ہے یہ
کہتے ہین جسکو ای مسیحا عشق — درد مہلک ہے لادوا ہے یہ
قدر دل کیون نہ ہو کہ ای جم ہو — کہین آئینہ صفا ہے یہ
ہے جو شہور قصۂ طوفان — میری آنکھو کا ماجرا ہے یہ
لو نہ دل غیر کا مرا لو دل — ہے وہ ناکارہ کام کا ہے یہ
کب کیا سینے ترک عشق بتان — حرف نہیں ہے اقرا ہے یہ
دل جو حیران ہے شکل آئینہ — کسی صورت کا آشنا ہے یہ
قسمتو کو ہم اپنے روتے ہین — لوگ ہنستے ہین کیا مزا ہے یہ
پاؤن پڑتا ہون نام شانہ نہ لو — اندنون اونکے سر چڑا ہے یہ
ہے کہان دوزخ اور کدہر ہے بہشت — واعظون کا فکہو سلا ہے یہ
غنچہ لب سے چٹک گئی دم صبح — آج پہر تازہ گل کہلا ہے یہ
کیون نہ گیسو قرین حلقے ہو — کج وہ ہے تو اژدہا ہے یہ
کیون نہ دیوانہ دل ہمارا ہو — اک پری وش کا مبتلا ہے یہ
تجھ مہندی لگائی خوب کیا — ق کہیے اپنا قصور کیا ہے یہ

نسخہ مسرت مشمولہ مخزن اکتوبر ۱۹۰۱ء
نسخہ فوجدار (بیاض) گذارہ
نسخہ اصول فیض مشمولہ مخزن
نسخہ شد از قلم دل فوجدار گذارم

کنار من زرنگین بود شرف
شرارت دو جهان به یکسو آید
نظاره‌ام که ز فرط هجر دارم

شبی ز من نه اگر کنی کناره
چو آتش تو زند دل هزاره
بحال من ز کرم کن نظاره

دل من است چو جام جم مجمل
ز فیض تو چه نهان آشکار و

ای دل اسیر طرهٔ یار که بوده
سیل سرشک ما به کنارم رسیده است
اشک من سیاه درون در شمار آر
کام و نام گفت بکارم نیامدی
چشم چو چشم آینه مشغول حیرت است
بی صبر و قرار مدر دم گدائی
در آینه بین سیه نقش روزگار خویش
گلزار زندگانی ما بی تو از خزان

ای مرغ باغ قدس شکار که بوده
ای نور دیده ام به کنار که بوده
اختر شمار در شب تار که بوده
از ستام تا به صبح نگار که بوده
در حیرتم که یار دو چار که بوده
رفتی کجا و صبر و قرار که بوده
محو جمال نقش و نگار که بوده
در باغ خلق تازه بهار که بوده

ما را به جلوه گاه رخ چو ماه خویش
چون چشم فیض آینه دار که بوده

نقد دل عشقکے ست نذر کریں صاحب مایۂ زیست کوی غیر کے بس دیتا ہے

ہو نہیں اس بزم خرابات وہ مین خوار و زبوں ہر قدح نوش مجھے بادۂ خسرو دیتا ہے

قصہ کوتہ نکرو تذکرہ زلف دراز درو شانہ مجھے تکلیف زبوں دیتا ہے

مین وہ آفت زدہ شہر بتان ہون بخدا روئے ہر حال پہ ہر ناکس و کس دیتا ہے

تل ہے چسپان نہین اوسکے لب شیرین پر لفظ جان اس شہد پہ ہر لال ہوس دیتا ہے

حیف ای قافلہ سالار نہین رحم تجھی میری فریاد پہ آواز جرس دیتا ہے

سرخ مو ہاف سے اوس جمع کو ذرہ ہے فیض
یہ وہ شعلہ ہے کہ دل ہی کو ہلس دیتا ہے

۱۴۲

تیر غم پیوست ہے دل مین ہر اک نخچیر کے ۱۴۱ گر نہین باور تو کہو یار دون کلیجا چیر کے

لگ گئی آتش سراپا دلبر ہر نخچیر کے شعلہ اے شمع تہی یکسان ہے تا سر پیر کے

تذکرے مین سنکے اوس خسار پر تو مہر کے ہمنے گہر باندہا محلہ مین صفا تحریر کے

کس سواد الوجہی پہ ہے قصہ زلف کا شب سی ہم ہی آگئی ہین پیچ مین تقدیر کے

یکقلم زخمی ہوی کام و زبان و لب مرے ہین اثر وصف نگاہ یار مین شمشیر کے

فیض کثرت سی ترا والہ نکل سکتا نہین خلق نے گہرا جو مین نکلا گریبان چیر کے

قاف شہرت کو چہ جانان ہے ای مانی مرا خون ہے عشاق کا کہنہ نقشے مری تصویر کے

ردیف یا حرف قافی

غزل ۱۴۳

کہون ہم قابل داد زلف کی تاثیر کے
دام تا زیر شکن دل ہی نہین زنجیر کے

بستہ پر ہوا وس شاہد پہ ہنسنا تیر کے
آبلون سے مرے ٹپکا ہے دل بیتاب کے

کام ناخن سے ترے ٹپکا ہے دل بیتاب کے

مخزن

غزل

جشم ساقی کا نشہ عہد پہ مین بندا ۔۔۔ ذایقے کا ملا مجھکو نہ مین شیر کے
اندازہ تم اپنی رخ روشن پہ نہ دھوکا کھانا ۔۔۔ اگلی دلمین کدورت ہر صفا تھے کے
جب سے وہ تصویر ایی کہتے ہین میرے نظر ۔۔۔ دل رہے ہین خاکمین خاکے مری تصویر کے
کردیا شیرین کے غم نے کوہکن کا خون معاف ۔۔۔ جای خون آنکھو سے بہ جاتے ہین دھانے کے
صحن کعبہ مین کیا ترسا بچون نے مجھکو قتل ۔۔۔ نالہ ناقوس ہین نالے مری کمبر کے
ہون ازل سے مین اسیر زلف یار مو کر ۔۔۔ بال سے باریک خط ہین خط مری تقدیر کے

فیض جز یاد رخ جانان کردست ز خط
حافظ قرآن ہون حافظ نہین بقیر کے

گر مین ہی قتد جانان یاد ہے ۔۔۔ سبزہ تربت مرا شمشاد ہے
قد ہی تیرا غیرت سرو سہی ۔۔۔ نالہ قمری مری فریاد ہے
کعبہ دل سے گیا شوق بتان ۔۔۔ دیر ہے ویران حرم آباد ہے
لحن داؤدی مرا نالہ ہوا ۔۔۔ غم نہین گر دل مرا فولاد ہے
دل مین تصویر بتان ہے روز و شب ۔۔۔ گھر خدا کا خانہ بہزاد ہے
خسرو شیرین زبان کہتی ہے خلق ۔۔۔ خامہ اپنا تیشہ فرہاد ہے
مجھکو اپنی کو نا تاب کر او سی ۔۔۔ خود فراموشی خدا کی یاد ہے

عشق ہون پیری مین ہنسی ذیبا
ہے عصا میرا چھڑی شمشاد کی

دل ہے ویران اوس کمر کی یاد مین
سیر کرتا ہون عدم آباد کی

زخم ہر مقتول پر قمری ہے عشق
تیغ قاتل سناخ ہے شمشاد کی

خامہ شیرین زبان تیشہ ہوا
داستان لکھنی پڑی فرہاد کی

کیا مچھری کی حسرت اج اے ہمصفیر
تیز ہے تیغ نظر صیاد کی

آف بے تاثیر شیشہ ردی یار
شمع ہر انگشت ہے بہزاد کی

جس تجلی پر کیا موسی نے عشق
آہ سوزان تھی کسی ناشاد کی

ذکر وحشت شغل میرؔ ہوگیا
فکر مین ہون اندنون حدّاد کی

داغ دل شمع کلیسا ہوگیا
نوگلی ہے دلکو ترسازاد کی

ساقی سفاک محفل ہین ہمین
موج بادہ تیغ ہے بیداد کی

سنا یہ اوٹھہ سکتا نہین ہے خاکی
بات نکلی ہے مری افتادگی

تیغ ابرو سے کسیکے ڈرہین
فیضؔ چھاتی ہے مری فولاد کی

ہوس مجے پرست خضر سے مطلب کیا مجھے ۳۱۹
ہے جام مادہ چشمہ آب بقا مجھے

آتا ہی یاد شاہد زرین قبا مجھے
پھر اندنون ہوئی ہوس کیمیا مجھے

کرتا ہے دفن شاہد زیبا مجھے
جب خاک میں ملی تو ملی کیمیا مجھے

کعبہ گیا کشت گیا کیا ملا مجھے
جب آپ ہی ملا تو ملا ہے خدا مجھے

وہ ناتوان عشق کرے کیا مجھے
دینی لگے جواب مگر دست و پا مجھے

دیکھا خلاف کو بحجر میں جھپٹ ہی گیو
آیا ہلال عید نظر ناخنا مجھے

منت کشی مسیح کی میری ہلاکرے
دو ایک بوسہ لب معجز نما مجھے

دانتوں پر اپنے کب تئیں سچ کہیو گے تم
غم نے جلا جلا کے کیا کوئلا مجھے

یہ عرض ہے جو بوسہ عارض حضور دیں
تا حشر پھر نہ ہوئی کوئی عارضا مجھے

اخوان دہر کرتے ہیں یوسف کا میرے ذکر
ڈر ہے نہ پھاڑ کھائی کوئی ہیر یا مجھے

سوزن دہان یار کے اوصاف میں کہو
ملجائے تنگ کوئی اگر قبا سیا مجھے

ای خضر مجکو کام کسی گہار سے نہیں
پانی ملے جو یار کی تلوار کا مجھے

جب سی سنی صدائے الست بربکم
اس روز سے لپٹ گئی آکر بلا مجھے

ماہ رجب کو کہئیے میں خلقت خدا کا چاند
سنہ آپکا ہے خوبی میں اوس سے سوا مجھے

میں وہ سیاہ کاہوں سر کار لطف تئیں
ہستا ہی دیکھ دیکھ کے گہرون تو ا مجھے

کر کہوں ہے اپنے گور کا تعویذ اور سکون
ملجائے آپکا جو کہیں نقش پا مجھے

للہا خدائی گھر سے اوس بت کو وے نکال
کرنا بہت ضرور ہوا رت جگا مجھے

یوسف کی کتاب

صحبت اہل تلاقی ہوی وحشت فیضؔ
گلشن عالم نظر آنے لگا صحرا مجھے

پامال آئینہ رویان رہا عین ستم
خاک حیرت کیا اللہ نے پیدا مجھے

جزوی اہمیت کل آگہی فہمید ہیں
قطرہ شبنم نظر آنے لگا دریا مجھے

عشق کے مکتب میں شاگردی ہے مجنوں کی
یاد سبحان الذی ہے فیضؔ تا لیلا مجھے

۹

کب کسیکی میں یہاں تقریر ہے
رخ ترا مصحف ہے خط تفسیر ہے

موت بھی ہمکو نہ آئی ہجر میں
زہر میں تریاق کی تاثیر ہے

ہیں بڑا پے میں کسی شیریں بدن
رو سپیدی اپنی جوئے شیر ہے

کشتۂ نیرنگ طبع یار ہوں
مور کا ناخن مجھے شمشیر ہے

سو گرہ پڑ جائے دل میں غم نہیں
یاد ابرو ناخن تدبیر ہے

ہے گل حکمت مری خاک مزار
کیا عدم میں خواہش اکسیر ہے

کم نہیں ہے میکدہ بھی قیس سے
موج آب می مجھے زنجیر ہے

خط جو اقلیدس سے پڑھوانے ہیں وہ
کیا ہماری ہمسری تحریر ہے

سنا ہمارا فکر کی شہرت ہی فیضؔ
اندلو عنقا مرا نخچیر ہے

غزل

تجھ سے ہے ہر سو ہوا ہے جاری
فرش خلقان کا ہے سمت ذوالنورین
شیر قالین ہے گرگین ہے سنجاب

نقش دل ہے ہوا ہے جاری
شیر قالین ہے گرگین ہے سنجاب

۱۳ صرف وصف یار خوش رفتار ہے
۳۳۱

عالم اپنا کمک کی منقار ہے

جب سے محو رخ رخشندہ ہے

ذکر خانہ کی زبان مار ہے

ہیں بزنگ کل ہماری آتش کی

ناخن پیل نری تلوار ہے

ہم سے کا ہیں پہ بحر زار ہے

تجھ

عہد پیرین ہے موقع آہ کا
ناتوان ہون مین عصا درکار ہے

اشک کی بدلے نکلتی ہین شرار
ابر گوہر بار آتش بار ہے

چشم ساقی سے نہ کہا جانا فیض
مست ہو لیکن بہت ہشیار ہے

نالہ کرتے ہو کلی گلشن کو اک
ہنگ بلبل صوت سے بیمار ہے

جھوٹ اگر بولون تو دوزخ ہو بعید
کوی جنت کو چلہ دلدار ہے

کون کس مقتول شیرین ہے تو کیا
قاتل اپنا شکر گفتار ہے

ہوگی وحشت بہتی ہی فنا
دامن اپنا دامن کہسار ہے

کیا کرے بیماری دل کا علاج
چشم حیران آپ ہی بیمار ہے

چھوڑ دوای فیض زلفون کا خیال
سانپ کی جوڑی سے جی بیزار ہے

۱۱۶

۳۲۲

تیغ کھہ کیا چلو نہین دو چشم یار ہی
سیری قسمت مین طواف خانہ جلاد ہے

وجد کی حالت ہر اک سرو چمن پر ہے
نالہ ذری گر آواز موسیقار ہے

کس طرح نشیہہ دون ہو تو اوسکی نسل کو
گو ہے وہ رنگین مگر اکبات کی تلوار ہے

تل میرا گیون نہوے باعث عبرت
موج آب خضر تجکو یار کی تلوار ہے

دیدکا مردہ وکب مقبول کعبہ ہو سکے
جو نبون سے بہر گیا او سپر خراد ہے

فیض

قیامت کرمی داغ جگر ہے عہد پیری کی
چراغ خانہ اپنا آفتاب صبح محشر ہے

وفا لیلیٰ کو سختی یار کی ہے مایۂ تسکیں
نہ سر اپنے سنگ کوی جانکاہی کو ہے

رخ روشن کی نظارہ مضیبہ دیدۂ دل کی ہے
حضور مہر عفط الصبابت مع تیسیر ہے

تجلی زار دل ہی خاکسار محبت کا
صفا رہتا ہے باطن کی جو ظاہر میں کدورت ہے

پس از دل صفای سینہ سبب ہے تصوف میں
موی پر ہی مری جہانی پہ لوح سنگ مرمر ہے

غبار راہ الفت ہو ہوس ہی گرتی قوی
داغ خاکسار محبت آسمان ہے

قیامت میں بھی ہمپر ہی رہیگا نالہ و زاری
بیاض صبح محشر اپنے حق میں خوب ہے

مریض اپنی کو اگر خواب میں دیکھے محبت سے
دو روزہ زندگی ہی عائشہ کو سو برس کی ہے

مزاج گرم تیری ہے مساوی فعل دخت کو
حضور آتش کے رتبہ طرح یاس کا پڑا ہے

لحاظ گردش تقدیر ہے عمل ناموس سے
خیال بندش دستار ہے جنبش مژہ سے

محبت پیشہ کر آسان ہو ہاسختی مری کی
کہ آگی کو کہن کے موم سے بھی نرم تر ہے

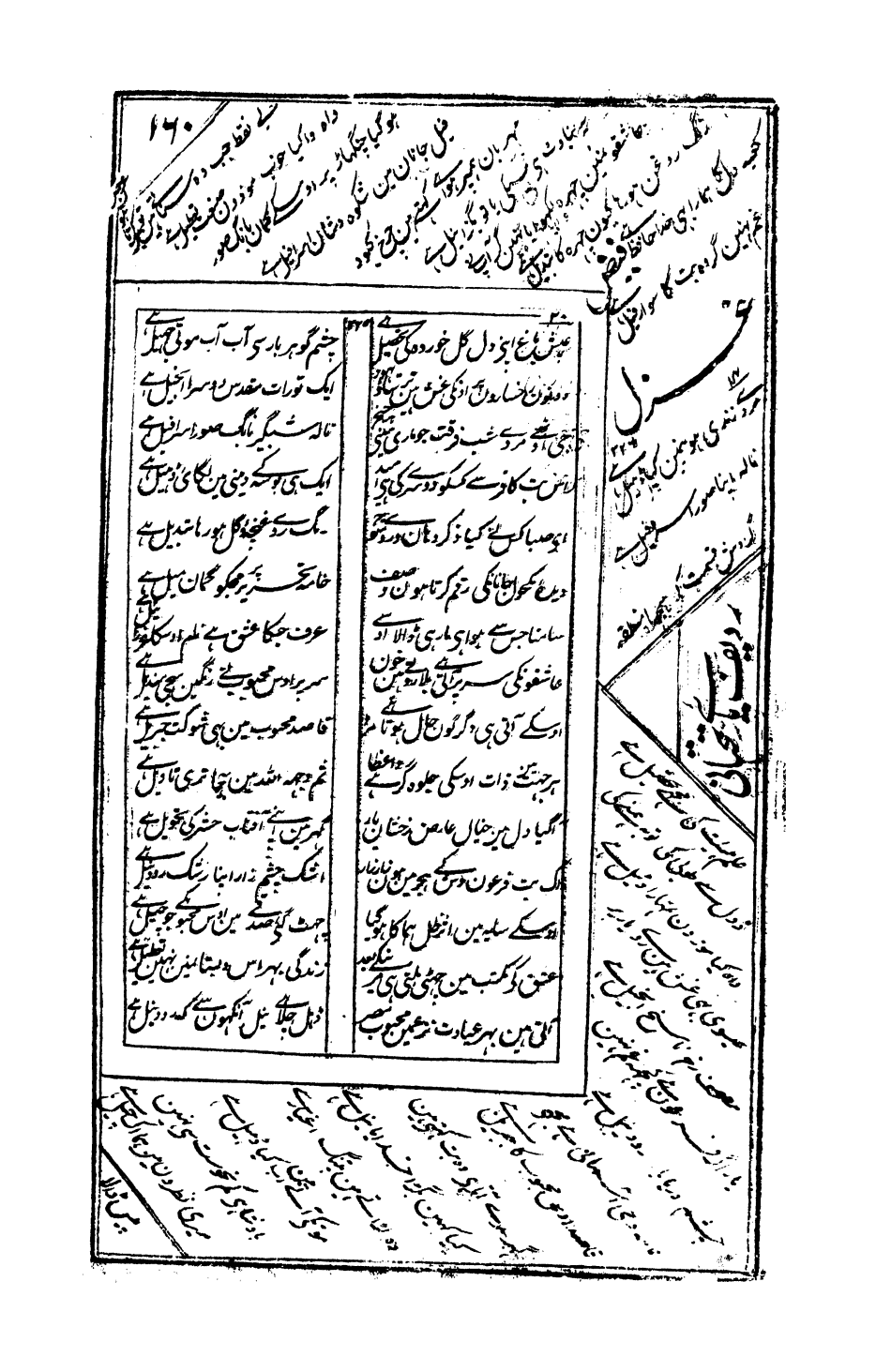
مری گریہ ہی حاصل ہے طراوت ابر تیغ کی
بضیعہ صیقلان شرع آب جوی کوثر ہے

خموشی ہے سبب جمعیت بہمیاب عشرت کا
ہر نگ غنچہ نہی میں ہمارے خورد و زر ہے

غزل

پس مدعا ہی غوص فداست بالا رہے ۲۴۴
سجدای سر بجیب قدح سے سپید اصفہ ہے

زہے قسمت جو یہاں خوبرو گیسو دراز ہے
اسیر زلف کی قدر مونکی مٹی ہی معلم ہے



غزل

عشق باغ اپنے دل گل خورد کی تحصیل ہے
چشم گوہر بار سے آب آب موتی جھیل ہے

دونوں رخسار دو آنکھیں عشق ہیں تو ساتھ ہو
ایک تورات مقدس دوسرا انجیل ہے

جی اڈھے مرد سے شب وقت جواری ہیں ہیچ
نالہ شبگیر ناقوس صور اسرافیل ہے

ارض بت کافر سے کعبہ دوسرے کی ہے امید
ایک ہی ہوسکے دینی میں لگی ڈھیل ہے

اے صبا کس نے کیا ذکر دہان دوست چھیڑ
تنگ رسے غنچہ گل ہو رہا تبدیل ہے

دیکھ کر اجانکی رنجم کرتا ہوں وصف
خامہ نخجیر پر مجکو گمان میل ہے

سامنا جس سے ہوا ہی مار ہی ڈالا اسے
عرف جبکا عشق ہے ظلم اوسکا موٹا بیل ہے

عاشقونکی سر پر آئی ہے بلا دو ہیں خون
سر پر اوس محبوب کے رنگین بھی بندیل ہے

اوسکے آنے ہی دگرگوں حال ہوتا ہے
قاصد محبوب میں ہی شوکت جبریل ہے

ہر جہت ذات اوسکی جلوہ گر ہے
تم جو جہد اللہ میں پھرتی تا ویل ہے

اگیا دل میں خیال عارض رخشان یار
گھر میں آیا ہے آفتاب حشر کی تعجیل ہے

اک بت فرعون وش کے ہجر میں خونخوار
اشک چشم زار اپنا رشک رود نیل ہے

اوسکے سایہ میں انظل ہما کا ہو بھی
چھٹ گئی صدقے میں اوس محبوب کے جو جیل ہے

عشق کی مکتب میں چھٹی ملتی ہی ہے
زندگی بھر اس سے چھٹکارا نہیں ہوتا ہے

آتی ہیں بھر عیادت نرگس محبوب کی
ڈھل چلے ہیں نیل آنکھوں سے کہ دو زنبیل ہے

پیس والا چرخ نیلی سرسہ کی طرح | یار ہم سے اتنو لاکھون میل ہے
ذکر عارض دنکو شنبکو یاد لف | یہ مری تسبیح وہ تہلیل ہے
ماہ والا جہت بیل کو | کیا ہے ناقابل ہوا قابل ہے
کیا برابر ہے روگ جان زار کو | جسم اپنا ہور ہا تحلیل ہے

فیض کیون کر دیکھین سیر عیش باغ
ہم سے کوسون دور سوتی چمبیلی ہے

۱۶۲

ہے وقت شب بکا لینے آرام پائے | سویا ہوا ہی فتنہ محشر جگائے
خلوت سی بلہر آی پردہ انہائے | اکچند آئینہ کی تئین گہر نہائے
دریا کی سیر کیجی سبد لے اڑائے | یہ شرط ہے کہ ہمسے نہ گفت نہائے
ہم روئے اپنی جانکو وہ رک کے بول اٹھے | مجلس مین آپ آگی نہ شوی بہائے
مدت سی عشق ہی دل گوش حضوری کا | باور اگر ہو تو کبھی آزمائے
امکان کیا ذرون جو ذرا سی آپکے | کہہ کہہ کے لولو اور کسیکو ترائے
مرجا و نگا حباب لہو تہوک کر | غیرونکے بات کی نہ گلوری چبائے
دل لیچکے ہو ناچ نچانی ہو کس لئے | پہلو مین سیر سے بیٹھے نہ لیں بچائے
دیکھین نہ آنکھہ اٹھاکی اگر جام جم ہی | کہ ظرف کو نہ آپ کبھی منہ لگائے
باتین ادہ کے نہین آتی مین کام کی | ہمسے کبھی نہ راہ مین کترا کی جائے

فیض کیون کر دیکھین سیر عیش باغ
ہم سے کوسون دور سوتی چمبیلی ہے

دکھلائی نہ سبزۂ خط کی بہار ہم نے سبز باغ اور کسیکو دکھائے

کہہ دو یہ زاہدان شریعت پناہ سے ق اکدن قمار خانہ الفت میں آئے

جلوہ وہ ہم دکھائیں تمہیں کعبتین کے بھولی ہی ہیچلہ پھر کبھی کعبہ بنجائے

گردن پہ اس قبیل کے خنجر کا داغ ہے سرکار ہی زبان کسیدن ہلائے

وقت خرام تازکی زیر بار ہی اتنا ہی گیسوؤں کو نہ پیاری بڑھائے

بزم نشاط ہی نہ بڑا بول پھر مجھے آتا ہے ہیچلہلی کی سنہ پر لگائے

پیچھی بڑا ہی عشق میاں تا نہ دھوکے **فیض**

۳۰ بچ جائے ایکی جان تو گنگا نہائے

مزدور بنے خلق کا بوجھ اٹھائے ۳۲۹ احسان مگر نہ سر پہ کسیکا اٹھائے

بازار گرم ہے لب جانبخش یار کا اعجاز کی دکان سجا اٹھائے

تاب و توان و ہم میں نہ جو بن ہے آپ میں تا چند کہیے غمزہ بیجا اٹھائے

زلفو نکا بلوہ شام کو عارض کا صبح کو کس کس کا ایک جی پہ تقاضا اٹھائے

بیٹھا ہو میں خیال میں ایک چشم مست پہلو سے میرے ساغر صہبا اٹھائے

خصت کا باندان تم بار و نکو اچکا سرکار میرے قتل پہ بیڑا اٹھائے

مشتاق دید لاکھوں ہی در پردہ مر گئے بے پردہ ہو کے جیٹھئے پردا اٹھائے

اے کسی سو کمر کو شوق سماع — وقت نازک ہے بات بی گت ہی

نالہ اپنا ہے صور اسرافیل — شب فرقت شب قیامت ہی

ہم سے تم سنگدل نہ اسد رجی — اے بتو یہ خدا کی قدرت ہے

سو بگاڑ کر طرح سے اے منعم — چاندنی ہے لحد میں نہ چہت ہے

سجدہ ہوتی ہے وہاں ہیولائے — یہاں ہماری کچھہ اور صورت ہی

ہمسے منہ جوڑتی نہیں بخدا — ان بتوں کی کچھہ اور خلقت ہی

نہیں بیت الخلا سے کم دنیا — ہر کسیکو اسی سے حاجت ہے

کر دیا سخت مجھہ سے دلکو مرے — کیا بری ان بتوں کی سنگت ہے

ہم دعا دیویں گا لیان تم دو — یہ بہی اک دلگی کی صورت ہے

منتہہ پہن کر کیا مرا دم بند — کسقدر یار کو رعونت ہے

حسن ستارہ ثابتہ ہے عشق — یہ بری عاشقوں کی نیت ہے

گلگہ پڑہ کسی حسین کا تو — عاشقی بہترین ملت ہے

مطلب ان اپنے خاطر نوں سے نہیں

فیض اپنی بلند ہمت ہے

۲۲

آنکہہ نیچی نہ کیجے غیرت سے — ۳۲۰ لو مرے سے دید لگ گئی جہت سے

اوس محاسب پسر پہ کیا ہو دل
خرب کہای ہے میں قسمت سے

آتی ہین وہ کرے کرے مہرے
سخت رنج ہون بتونکی نکلت سے

کان اونکے کبھی کہڑے لہوئی
ناک مین دم ہے جنکی فرقت سے

ہر قدم پر پہریے لیتے ہین
راہ چلتے ہین جب نزاکت سے

جب سے جاٹ اون لبونکی پی ہے
ہو گیا جی اجاٹ قسمت سے

لاغری کا سبب بوجہ اے فیض
لٹ گیا ہون کمر کی فرقت سے

۱۵

۳۳۱

نذر کرے ہو رہی ہین خاصت کے
دن قریب آگئے قیامت کے

نقد دل دیدیا ہے بے مانگے
وہ ہی قابل ہین میری محبت کے

با بزنجیر ہو گئے آزاد
او سنے ہی ہین طوق منت کے

بت کرین دعوی انا اللہی
کہیل ہین یہ خدا کی قدرت کے

ہون فقیل تجلے رخ یار
سنگ موسی ہین سنگ تربت کے

کچھہ ہیولی سا ہے مزاج قیس
ہے تصور مین کسکی صورت کے

عاشق اک گل کے ہم ہین اور وہان
اور ہی رنگ ہین طبیعت کے

داس وجیب کی خبر ہی نہین
مٹھے پر چڑہ گئے ہین دھوکے

نکالون

لگا لو کا نسے روی سنو پہنی کہی نے
تہاری کا مین بالا نہین ہے کن سلا ہے

اگر صالح کوی دیکہو تو اسکی ناؤ پار ہو
مرصع کار پیر دامنین وہ اونکی نیرپای ہے

تہارا کہیل ہوگا ایکدن سیر امرن ہوگا
گہروندا کیا بنا ہے مری تربت بنای ہے

کہی ہوتی ہین کوری نشہ کی اڑتے ہوگیا ہے
ہینین بگل چڑہای اپنے توبل چڑہای ہے

دکہا بابی کبہی تو صاف چہرہ ہے ہوا
ہر اک آزادنی لی چار اہر دکی صفای ہے

جلے دیکہ بہبولی ہوتے ہین وہ اوہر ہنستے
کسی نے جلکے دنیا مین دلی حلتہ ہوای ہے

اشاری ہورہے ہین دا ہین بائین تیغ ابرکی
کسی یہ تیغ دو باگون چ جب تنی کہای ہے

فلک یہ تہارہی چپکا ہمارا منہ نہ کہلوا ہے
کسی سو کب وہ اٹہی ہمنے جو گہری ہا ہے

تہارا ہت کہندہ ای ماہر وکس سے پہان
گئی بار آسمان کو بہاو کر تہکی لگای ہے

پڑی ہین تین کا نسے ہم نے جب پہتکی ہین ہوا
کیا ہے تین تیرا تنے جب چ سہ بہای ہے

دل دیوانہ سیر اد بکتی ہوت جاتا ہے
بری گرتی وہ جالی لوٹ کی نوج ہلای ہے

مریض عشق کا تو ناک بگڑی دم نکلتا ہے
نقاہت ہی یہ کیسی کیسی ہماری آی ہے

ادہر دیکہو سنو اک چستان فیض بوجہو تو
وہ نقطہ کیا ہے جسمین دو نون عالم کی سمای ہے

سین

نہ مذکور گدای ہے نہ ذکر بادشاہی ہے
ہماری گوشہ وحدت مین کثرت کو نباہی ہے

یہ کیا اختلاف اے فیض کیا سر الٰہی ہے
تنو والی کوی جاتا ہے کوی کعبہ کو راہی ہے

ردیف یا تحتانی

پڑی ہیں خاکہ رسنہ کو یعنی کچھ ہیں
نہیں خالی لغت سے کوئی نقطہ کوئی لفظ

کسی تدبیر سے ای ماہ بر ہم پڑ نہیں سکتے
یہ سن کے محتسب ہمسے سفالتی جبی بہت

بجز ذکری و معشوق نرم بادہ شاں ہیں
نہیں فرصت اگر سر کا نہاری دو ابرو

نقطہ ایک نکتہ ہے سات تاہی جاہی ہے
گرد رہبار جانا نکل ابو نصر فراہی ہے

خط اور من محبوب کا بھی خط نقد بر آہی ہے
اردی میخانہ کی معلوم کیفیت کہاں ہے

نہ ذکر توبہ آتا ہے نہ فکر عذر خواہی ہے
جو وہ ماہ ہلالی ہے تو یہ ماہ آہی ہے

خضر ہے مرد لک آب بقا ہے آب اسکو نکا
نہیں ظلمات سے کم فیض آنکھوں کی سیاہی ہے

جی اوٹھے لاکھہ بار ہم مر کے
معجزے ہیں اونکے ٹھوکر کے

نزد کیطرح جی اٹھے مر کے
گہر ہمارے ہی گہر ہیں جو سر کے

کچھہ نہیں ہے قصور قاتل کا
آگیا ہیں دو مونہیں خنجر کے

آسمانی کتاب ہے رخ یار
ڈھنگ قاصد میں ہیں پیمبر کے

زلف کے آگی دم توار کے
چیر ڈالونگا جگر سے اژدر کے

دل نے گل کہا ہے تو ہم گلا گل
تھے وہ خواہاں ان گلی کبوتر کے

ہفت اقلیم جو شش جہت ہیں
ہوئے سو نے زمین دیدۂ نر کے

کب ہی آئینہ رو کو فکر معاش
آب دنان ہر کہین سیر ہے

ہے لحد مین ہی انتظار ترا
شمع گور اپنی چشم عبرہے

عین آفت مین ہے تصور حور
سیل اشک اپنی جوی کوثر ہے

محو آتش رخان ہے آٹھہ پہر
دل ہمارا مگر سمندر ہے

میرے گریہ نے مجکو قتل کیا
وا۔ پانی کی آب خنجر ہے

دیکھہ جانے ندی نہین آتے
آبرو جو ہے آب گوہر ہے

حال باطن ہے قال سے ظاہر
راز دل کا مرے زبان پر ہے

خواب شیرین ہے مجکو تلخی موت
گور سمجھا ہون جسکو وہ گھر ہے

تخت ہی مجکو تختۂ تابوت
سوئے پر بہی ہوائی افسر ہے

دوست دشمن سے کیا گلا اے فیض
پہنچتا ہے جو کچھہ مقدر سے

۱۳۳

بادل برس گئے مژہ اشکبار کے
ای برق آہ کوند دل بیقرار کے

لکہتا ہون وصف نکہت گیسوی یار کے
ہین ٹہوکرون مین خلق کے نافی تتار کے

اگنا کے ہم ہی کہہ ہی اک بت کیو نہ ہو
سیلے مین بچ کے بیٹہہ رہی ہر دوار کے

مارا ہی مجکو شوخی آہو نے ہمصال نے
ہر فونکی دارو گرد رہگی مزار کے

ہازان ہی رنگ و بو پہ بہت اپنی آج کل
جلنے چمن مین ہون گے نئے برگ و بار کے

غزل
فیض احمد فیض

کسطرح حل ہون عقدۂ لاحاصل حیاکی
گنتے کبھی گرہ نہین ابر بہار کی

قوص ابر کا تیغ کا مژگانکو ہی صول
پانی میر طرف نہین کبھی کٹار کے

گنگا جل آب اشک فراق بتان ہے
تیرت سے کام مجکو نہین ہر دوار کے

ہون گگے بگے مانی و بہزاد دیکھکر
اللہ نے وہ بنائی ہے تصویر یار کی

گھڑیال بولتا ہے نرمغ سحر کوئی
کٹتی کسیطرح نہین رات انتظار کی

پہرتا ہے دہن مین ناقہ لیلی کی دشت دشت
پہنتی ہے قیس پر شہر بے مہار کی

پروا نہین تنگ کی جلتے ہین سیکڑون
آنکھون مین جبی جہاتی ہے شمع مزار کی

بہکا گیا نہ کاوش مژگان کا بعد مرگ
تربت پہ جہاؤن ہے نخجر خار دار کے

دیوانہ کوئی کہتا ہے واہی ہین
کیا کیا ملے خطاب محبت مین یار کے

ہو جائین جبھو حواس ہر اک سیکھ کے
صورت مہیب ہے وہ سگ کوی یار کے

وہ فاتحہ تو پڑھ گئے بیٹھا ہی جم کے غیر
سل اک دھری ہے چھاتی پہ اس خاکسار کے

کیون چور چور نشہ مین ہے اقبال آج
سینے تو پی نہین کبھی ناڑی کٹار کی

اگر جناب موسی عمران ہی غش کرین
بجلی ہے برق طور جراغ مزار کے

چشم پر آب فیض ہین ہے مردمک کہان
پانی پہ اوسنے کبھی ہے تصویر یار کی

ذکر یاران ہوس طینت نہ کر | کہیوں سے جی مرا بہتا ہے

جو کوئی جاتا ہے فیضؔ آتا نہیں
کیا صدم ہی دلگی کی جای ہے

۱۲

سخت جان ہر گدا پر بادشاہ کا دات ہے | استخوان پر ہے امت سے ہما کا دات ہے
تا کجا او سکے قفس میں ترکے احتیاط | مرغ جان پر اپنے شاہین قضا کا دات ہے
بعد مردن ہی نہیں سنی کو راحت بالفعل | اپنی مشت خاکپر باد صبا کا دات ہے
پائمال اکر وزر چشم یار کا ہو جائیگا | مرغزار دل پہ آہوی خطا کا دات ہے
جی کی جی میں رہ گئی کہنہ ہی کہنے پائے ہم | حلق پر شاید کہ چشمہ سر منکا دات ہے
کیوں نہ ہوں سیف قرن ہم راہ ان اشعار کے | میوہ جنت پہ ہر ایک نخل یار سا کا دات ہے
کہیچ کر مجھہ ناتوان کو لیگیا جذب وفا | برگ کاہ خشک پر یہاں ابر کا دات ہے
دشمن و ہندان جانان صرف گوہری نہیں | او سکے ہونٹون پر بھی لعل بے بہا کا دات ہے
پیتا ہے صبح سے تا شام چرخ مستمند | مجھہ سے دانائے وفا پر آسیا کا دات ہے
دشمن جان قناعت دوست ہے اہل ہوس | نان بی منت پہ یاران ریا کا دات ہے
ہے بتو نکو جب سے دریای غم عاشق بند | زورق دلپر ہمارے ناخدا کا دات ہے
دیکھنے والا ہون کس آئینہ رو کے حسن کا | فیضؔ صاحب مجھہ پہ ارباب صفا کا دات ہے

غزل

ای فیض بوسہ لب شیریں تو لودہ بہر
کس کس کو مزہ ہی دیتے ہیں دشنام ہے

قدرت ہے خدا کی ہو دل و سرت کا صفا ہے
پتھر مرے تقدیر سے آئینہ سنا ہے

مجکو بھی تمنائے شہی بعد فنا ہے
سبزہ مری تربت کا ہر دبال ہے

بیمک حرم نالہ ناقوس ہوا ہے
محراب کلیسا مجھی محراب دعا ہے

تو گور میں بھی وہیں مجھے شعلہ رخونکا
مدفن بھی مرا بعد فنا گرم ہوا ہے

میں عاشق جانسوز ہون اک جوش مرض کا
باغ دل پر داغ میں جنت کی ہوا ہے

مارا ہے مجھو عشق نے اک غنچہ دہن کے
تربت میں کیرین نے بھی تنگ کیا ہے

مہکا دی مری لاش کو ایجان دو عالم
اعجاز مسیحا ترے قدموں کی لگا ہے

معدوم ہون عنقا کی طرح چشم جہان سے
شوق کمر یار میں یہ حال ہوا ہے

کچھہ خضر سے مطلب نہ مسیحا سے مجھی کام
باغ رخ جانان کی ہوا آب بقا ہے

کو سعی صفا فرض ہے ای شیخ حرم لیک
واجب تجھی تعظیم دل اہل صفا ہے

صحت ہنوی نرگس بیمار چمن کو
اسباغ کی ناکارہ مگر آب وہوا ہے

بے خضر ہوی منزل مقصود جلا جا
نقش قدم راہ روان راہ نما ہے

تکمہ ہے گریباں کا خورشید جہانتاب
جامہ کو مرے سوزن عیسی نے سیا ہے

لکھتی ہو مضامین ہی پیری کی ہمیشہ
ای فیض قلمدان میں قلم کی کہ عصا ہے

ہی موافق مجھسے یکتایی دہر | غم نہیں ہے گر مخالف دہر ہے
دل جو ہیں سرمایۂ جان عشق کو | کچھ عروس حسن کا حق مہر ہے

انعمی گیسو سے کیا غم ہے **فیض**
زہر میرے واسطے یا زہر ہے

کام ناخن سے نکالا تیشہ فرہاد کے | ۱۳۴۴ | بیستون والی بھی قائل ہیں مرے ایجاد کے
ہیں ہمیں شناق پیکان ستم ایجاد کے | ہر کسی سے چپ نہیں سکتے جو ہوں استاد کے
ذوق تیزی باعث آرام ہی ہے اہم صیقل | آشیانہ تھا ہمارا ہات پر صیاد کے
مرتبہ سے نور کے عالی ہی منصب خاکا | کب پہنچتی ہیں ملک رتبہ کو آدم زاد کے
ہو سو ہو سو کے مزہ سطر رگ جان پر ہم | شکوہ لکھتے ہیں قلم سے خشت فصاد کے
عرض جوہر باعث نقصان اہل درد ہے | ہے مضرت بخش زنگ آئینہ کو فولاد کے
مرہم بخشین عالم کی کہانی تک سنیں | مندمل ہوتے نہیں زخم اس لب فریاد کے
خاکسار کوچۂ آئینہ رو ہوں جیسی میں | مذکرے ہر ہر قدم پر میں ہی افتاد کے
آب شیریں سے وضو کرتا ہوں جو خونیز ہے | نالۂ دنیا ہے مجکو دیر پر بنیاد کے
نقشہ کھینچا اوس لب و دندان کا وہ ہنی کہ ہم | تھو کتے ہیں لوگ منہ پر مانی پہزاد کے
دانت ہی میرا ہی اوسکے لعل شکر بار پر | جسکے لب سے دانت کہنی کردے قتاد کے

غزل

۱۹

جسے کیا خاک جو بیمار غم ہے — ۳۴۶ — لہو پر جان ہے آنکھون مین دم ہے
خدا ہی دل مین آ آنکھون مین جم ہے — دل و دیدہ مراد بر و جم ہے
ترا وصف کر مجکو آہم ہے — بہت باریک لکھنے کا قلم ہے
تعب ہے رنج ہے غم ہے الم ہے — فراق یار مین سب کچھ بہم ہے
نہ ایسے ہجر مین کیا کام ہمکو — لہو پینے کو کہا نیکو غم ہے
پڑی جسپر نظر مری گیا وہ — تمہاری جتون آفت ہے ستم ہے
ہوا اشکونکا پانی سے اونچا — ارادہ اور کیا اے چشم نم ہے
لب جان بخش کے بوسہ نے مارا — جسے شربت سمجھنا تھا وہ سم ہے
اوسی نے مجکو دم دیکر جلایا — طلب حقہ کی جسکو دم بدم ہے
خدای کا تماشا دل مین دیکھا — مرا جام سفالین جام جم ہے
چلے جائین گے اٹھتے بیٹھتے ہم — بلند و پست گوراہ عدم ہے
کسی نے کل ملا ہے عطر صندل — ہمارا دردسر جو آج کم ہے
خجل ہے مطلع ابر دیتون کا — مری بیت الغزل بیت الصنم ہے
کرونگا مصحف رخ کی تلاوت — مجھے سیپارہ لکی قسم ہے
لکھا کرتے ہین وصف زلف بیجان — قلم اپنا شبیہہ مو قلم ہے

جو بالفرض دیر اوسنے آنی مین کی | مداوا مرا موت کر جائیگی
یہی فکر ہے چھو بچھائیگا کون | اگر سو کہہ چشم تر جائیگی
جو وصف اونکی بجلی کا لکھونگا مین | یہ اخبار یہی تار پر جائیگی
کروں ذکر دندان و لب کا اگر | یہی آب لعل و گہر جائیگی
عمامہ ہی والون کی میخانہ مین | ف قضا را سواری اگر جائیگی
کرامت سی رندان بیباک کی | گنا ہونکی گٹھری اتر جائیگی

یون مین عیش و عشرت مین عمر اپنی شیض
جو باقی ہے وہ یہی گذر جائیگی

۲۳ سوج زلف شکونکی جو مالی ہوئے ۳۴ پتلی پانی سے یہی پنسالے ہوئے
بلبلونکی گرم جب نالی ہوئے | برگ گل آتش کے پر کالے ہوئے
زلف مین ہوتی پروئی بارنے | کوڑیالی ہند کی کالے ہوئے
رون لہون کا ذکر آیا باغ مین | چشمۂ آب بقا تہالے ہوئے
ہون کسی کی خونبری کا شہید | قتل کے ڈہیلے روکے گا لے ہوئے
سر سے پانک جملہ اعضا یاکے | قدرتی ساچی مین ہین ڈہالے ہوئے
یاد دندان مین لب دریا مجھے | گوہر شہوار تنچاتے ہوئے

چاہ مین جاکے جو وہ یوسف سے پیارے ہوئے
ہم بھی اونکے چاہنے والون مین ہیں پیارے ہوئے

فیض

دانتو نیر سی او سے ملی

سورتی سوتی ہی اب کالی ہوئے

۱۴۴

ان بتوں کی سالہا جی میں تمنا رہ گئی
ہمسے یہاں تک ہوکی قسمت کیا کہیں کیا رہ گئی

طالع شہرت کی عزت میں تماشا رہ گئی
دل میں یہ سوز تمنا ہے ہوا ہو جائے

بعد دفع سرکشان ہستی ہے کچھ بالیدگی
خار نکلا پاؤں سے پر یاد ابلا رہ گئی

دم کے جانی سے ہوا اسباب کا خروج
بعد مردن طاق میں بوشاک دیا رہ گئی

کام یاران صفا پرور کجرو کو نہیں
مصقلے سی دور تیغ موج دریا رہ گئی

باعث چشمی ہماری سرکشی ہی تھی فیض
ہو گئی مٹی خاک آخر کوتہ بالا رہ گئی

اوٹھہ گی سیخوار پرسانی کی جیمیں ہاتھ سے
بزم برہم ہو گئی شیشے کی جھنکار رہ گئی

ناتوان کب چھوڑتے ہیں صحبت ارباب وجد
سوزن آخر رشتہ دامان سیحا رہ گئی

آسیا سا میری گدڑی ہے سفر میں رنج کا
سخت جانوں کو وطن کی ہوا رکھ گئی

مرغ کی جلدی سی کم ہوتی ہے روش اصل کی
دل ہوا روشن بجلی سو دیا رہ گئی

بعد شہرت کی میسر خواب راحت ہے کہاں
نام جب روشن ہوا چشم نگہبان رہ گئی

صاحب عصمت سر بازار آئے ہیں نکل
دلکی بات آخر لب اظہار پر آ رہ گئی

ہمسے دل ہرگز نہ پگھلا ان بتاں سخت کا
سالہا فکر گداز سنگ خارہ رہ گئی

راہ غفلت تھی فیض ہے جب تک کہ دنیا رہ گئی
گور تک ہی میں نہ پہنچا کہ دنیا رہ گئی

ہوں سیہ کار صبح پیری میں
تیرگی شام کی سحر میں ہے

بحر دنیا سے ہم گئے اوس پار
فیض
ابھی تو اگر گر میں ہے

۳۵۱
گرہ جو ابرو میں پڑی ہے
مہ نو سے مگر چمک جھڑی ہے

بجای دانہ چنگاری پڑی ہے
سنجای مور خرمن میں ہمارے

ضیافت ہے خوشی کی جو گڑی ہے
لکھا ہے یہ فراز گور جمشید

بلای آسمانی ہی کھڑی ہے
سمجھ کر زیر گردوں کر گذارا

چمن میں لاش بلبل کی پڑی ہے
صبا خاک گلستان کرنہ برباد

فقیروں کی بھی کیا ہمت بڑی ہے
کیا دنیا و مافیہا سے انکار

گل سوسن کی گویا پنکڑی ہے
کہوں کیا اوس مسی آلودہ لب کی

نمک پاشی کہ زخم تیغ جاناں موقع چاہتا ہے
فیض
جہاں تیغ اور سے ہمسر ہے جرئی

۳۵۲
ولسی آیا جو مرے دیدۂ نمناک میں
ہو گیا ہے غم جاناں سے جگر نک پانی

ابر غم گاہ سے غم زلف و رخ شبہ میں
شام سے لیکے برستا ہے سحر تک پانی

اشک کی سیل کل یہ جوش ہوا اور سراسر
لیگیا مجکو بہا یار کے گھر تک پانی

غزلیات فیض

۳۵۳
جو ان محبت ہوں عدو اوس میں ہیں
آتا ہے مجھ کو شک شبہات میں ہیں

وہاں کام تو ہوں ہیں غم غنا کا
کیا نسک کین ہمکو مہابت میں ہیں

اوس یار جفا دوست کے ہاں

فیض

آزار محبت کا مداوا نکرے فیض
یہاں کام بہ نقصان کی حکمت نہیں آتی

۱۲

کعبہ ہے دل ہوختہ کعبہ کی قسم ہے ۔۔۔ ہر آبلہ تن مجھے قندیل حرم ہے
اوس حور کی ہیں وصف کا کیونکر کروں مضمون ۔۔۔ کہنے کو مری شہپر جبریل قلم ہے
جیتا ہوں تصور میں ترے ہجر کے مرکے ۔۔۔ ہستی مری موجود میان دو عدم ہے
سحر بر کروں کیا صفت ابروی قاتل ۔۔۔ آواز قلم میں اثر تیغ دو دم ہے
سنتوق کی زینت ہی بلائے دل عاشق ۔۔۔ وہاں کان میں بالے یہاں ناکمیں ہم ہے
ہے تیرہ دروں جلوہ وہ بزم بخیت ۔۔۔ داغ دل محزوں چراغ شب غم ہے
ہوں شیفتۂ شوخی آہو صفتاں میں ۔۔۔ معمورہ عالم سے مری ملیج کو رم ہے
ہم سنگ ترے لب سے ہو کیا لعل بدخشاں ۔۔۔ یہ جنس ہے کچھ اور وہ کچھ اور ہی دم ہے
ہر داغ میں ہے جام جہاں بیں کا تماشا ۔۔۔ کانور کا مرہم مجھے ہر سنگ سر جم ہے
ظلمت کدہ دہر میں سرچشمہ جوں شمع ۔۔۔ اکر دز تری خاک ترے زیر قدم ہے
دلسوز ہوں میں اک تب سوزاں کی طرح داغ ۔۔۔ باغ دل پر داغ مجھے باغ ارم ہے

فیض

مرجاؤں اگر نکرہ وصل کہوں فیض
نزاق دم ہجر مرے کام کو سم ہے

۲۳

کرے بجلی کو نثر سندہ کناری جسکے دامن ۔۔۔ ہلال عید کو سمجھے ہی وہ کرتن کی

نظر آتا ہے جب ہوتا ہے عزیزانِ کاکل کو
خدا صورت نہ دکھلائے کبھی جانانکی دہرکی

ترے اعضا سے نسبت حور کی اعضا میں کیونکر ہے
سراپا اشرف الخلقت ہے جا خالق ہے تو حور کی

کرانا کا تین عزت کی ہار دیکھا نہیں سکتے
سحر سے شام تک کچھ حد نہیں ہے سیر عصمت کی

شب فرقت میں کو سوں ہاتھ میں مجھ سے
مرا نالہ گر جنگھاڑ ہے شیر نیستانی کی

قدم انگن میں رکھتے ہی نہیں ہو لے سماتا ہوں
ہلال عید ہے محبوب لی تیری دہلیزی

جناب موسیٰ عمراں سے تا کہیں نہ بچی
جہلک اگدن کھا دو تم ہمیں ہی دیر نیا

کٹاری ہے کو موتی جیل کی مژگوں کی تیز
موی پر ہی ہے اپنے ساتھ حسرت اونکی فرقت کی

ہوا ہے بوسہ گاہ زلف مشکین فیض رخ اونکا
جو سجدہ میں کرینگے وہ ابھی تقسیم قرآن کا

۲۲

جلانا مارنا عاشق کا اپنے اونکو یکساں ہے
نگہ میں زہر قاتل ہے لبو میں آبحیواں ہے

یہی دن رات عارض سے کلام زلف جانا ہے
کہ میں ہوں دہر ہم ہندو کا تو ایمان مسلماں ہے

موی پر ہی تکلف کا گئے اونکا نشہ گیسو
لحد پر شانہ سیاہ دی ہے شام غریباں ہے

شب غم میں بکلجائی ہے تن سے جان گھبرا کر
مرا نالہ ہی یا جنگھاڑ تا شیر نیستاں ہے

کہیں گر جو ہم محبوب نہیں ہے کچھ تعجب اسمیں
گلے تیری بہشت خلد و رمان حوراں ہے

جدا ہی کبک کی رفتار الگ رفتار ہے کیکی
ہلاکس طرح دونوں بت یہ انسان ہے جو جانان ہے

مس ہو کر ہوا ہے فیضؔ عاشق یار کم سن کا
دل دانا ہمارا ہو گیا ہیری مین نادان ہے

۲۰۸

کیا ہی ایک اگر وعدہ تو برسون جیسے ٹالا ہے
بڑا ہے اندھون پہر اوس کو سی ہمہ سالا ہے

خیال خط و گیسو نے کسیکے مار ڈالا ہی
ہماری گور کا سبزہ بعینہ کوڑ مالا ہے

کہے جاتی نہین ہے رمز شان حق تعالی ہے
ہوی ہین اوسکے عاشق ہم جسی کہنا ہمارا ہے

نہین ہے اوسمین کوی انداز قد یار کا لیکن
جمن مین سرو نے ایک اونٹ کا سا قد نکالا ہے

رخ محبوب سا وہ مہ کامل تو ہے چوڑا
ولیکن فرق بے اتنا وہ گورا یہ کالا ہے

کرون توصیف کس کس بڑی کی ای ہے خوبی
ترے ہر جزو کو اللہ نے سانچی مین ڈالا ہے

کہین گے ہم یہی بہتی آسمانکی نہری کوثر
مہ کامل ہے تو اور حلقۂ احباب بالا ہے

نہین ہوتا ہی جب وہ سیم تن قابو تو پی مرتا ہون
نوالا زہر کا خرقت مین ہونیکا نوالا ہے

ہمارے ہم ہین عاشق کفر و دین سے دور ہین یارب
نہین معلوم مسجد کسکی ہے کسکا شوالا ہے

تصور دونو کا کل کا موی پر یہی بانی
لحد مین ہمنے جوڑا سانپ کا ای فیضؔ بالا ہے

۲۰۹

نظر مین اسنے بی پایہ جہان کا کارخانہ ہے
عبارت کیا بنا مین ایکدن بیٹی مین جانا ہے

مرا اور طایر تصور کا ایک ہی فسانہ ہے
نہ فکر آب و دانہ نہ ذکر آشیانہ ہی

ہر اک صبح و برہمن اوٹھ مین نہ جسکے آواز
نہ ٹھہرا وسکا کلیسا مین نہ کعبہ قبر کا ہے

فیضؔ

۱۰

۳۶۰ باغ پھولا ہے گلستان کی ہوا بدلی ہے
تو بھی پوشاک بدل گلشنے قبا بدلی ہے

یار ملی ہم سے رہ و رسم وفا بدلی ہے
اوسپہ کیا دوس زمانکی ہوا بدلی ہے

ہے مرے تن پہ وہی خلعت خلقی اب تک
نہ قبا بدلی ہے سینے نہ عبا بدلی ہے

ڈر یہی ہے کہ جناب آپ بدلیں مجھسے
خوش رہے گر مجھ سے اگر خلق خدا بدلی ہے

ہے نگہبان خدا سیب ذقن کا انکی
بسطرح نیت بدان ریا بدلی ہے

ہنستے ہنستے ہی رولاتے ہیں مجھکو وہ صنم
وضع بدلی نہیں پر طرز جفا بدلی ہے

کوئی صورت نظر آتی نہیں بچنے کی مجھے
وہ ہی بدلے ہیں نظر اونکی جدا بدلی ہے

چھوڑ دی منہ پہ ہوائی نے خوبی جبدی
رونق چہرہ ارباب صفا بدلی ہے

دیر کیون کرتے ہو پہلو میں مجھے دیدو خلد
جا جا حاضر ہے اگر زلف دوتا بدلی ہے

مر چلا ہون مرض عشق کی باتون سے فیض
فائدہ کیا جو مسیحائی دوا بدلی ہے

۱۲

۳۶۱ ہو گیا کام اداونکی ادا سے پہلے
مر چلے چشم کے بیمار شفا سے پہلے

کی نماز اپنی ادا ہنے قضا سے پہلے
لب ترے خلق ہوے آب بقا سے پہلے

سو سو طرح کی رنج ہمین ہجر مین ایک — مشتاق وصل یہ دل مشتاق ہی سوے
آئی سے خط کے حسن کا جاتا رہا غرور — بر یار جور و ظلم کا مشتاق ہی سوے
پیش نگاہ مجمع تعشید ہی تو کیا — دلکو خیال عالم اطلاق ہے سوے
مارا ہوا ہون اپنی گیسوی یار کا — زیر زمین ہے خواہش تریاق ہی سوے
ہم دیر مین ہین کہ حرم مین کہان مقام — دونون کا ایک ہی در اشراق ہی سوے
بزم جہان مین زلف سیہ اندھیر ہو گیا — بر شمع نو بہار تری ساق ہی سوے

ماضی ہون فیض و آرزو بدخول کا وزن
عالم تمام مصدر اشفاق ہے سو ہی

۱۶

لڑ رہی ہے آنکھ میری اک بت شوخ سے — دیکھتا رہتا ہون جنت کا تماشا دور سے
شعلۂ آتش ہوئی والمان کوہ طور کی — بجلیان تمنی گرامین عارض حور سے
ہو گئی ہے اور ہی صورت فراق یار مین — بہا گئی ہے موت مجکو دیکھتی ہی دور سے
واہ قدم چلتے ہی اوسکے موی زندہ ہو گئے — کم نہین خلخال کی آواز بانگ صور سے
آتش غمنے بہلس ڈالا تن مجروح کو — ہو گئی کافور سردی مرہم کافور سے
چار دن جینا اگر ہے فکر مرہم کرلا — دم نکلجائے گا اکدن زخم ناسور سے
ساز عشرت ہجر مین سامان ایذا ہی مجھے — درد سر پیدا ہوا ہے نغمہ طنبور سے
تاک کی سایہ مین ہمسایگی دنیا یا مجھو — زندگی مین نہی محبت ساقی مخمور سے

ای فیض ہر جبیں پہ فرمانِ کبریا ہے
کرتی ہیں سجدہ ریز ہمارا بکھیڑے

۲۳

جب سے پیشِ نظر اوس یار کی پیشانی ہے
صورتِ آئینہ حاصل مجھے حیرانی ہے

اشک غمدیدہ فرقت کی یہ طغیانی ہے
کشتیِ عمر مری کشتیِ طوفانی ہے

خلعتِ بادشاہی خلعتِ عریانی ہے
سروسامان مرا بی سروسامانی ہے

سحر و شام وظیفہ ہی رخ و گیسو کا
یہ بھی یکرنگ کی تسبیحِ سلیمانی ہے

پڑیگی جسپہ نظر چور ہوا زخموں میں
سرمہ چشمِ ستان تیغِ صفاہانی ہے

جبسے ہم مکتبِ خیاط پسر ہوں کے عشق
خامہ مخیاط ہے جز دامنِ تر کے دامنی ہے

ہی بس مرگ یہی یک عبرتِ بلقیس کی یاد
سنگِ تربت بھی مرا سنگِ سلیمانی ہے

گرد اپنی ہی ہی گھومتی ہم شکلِ محیط
خطِ پرگار ہمارا خطِ پیشانی ہے

خاکساری کسی کہتے ہیں کوئی کیا جانے
عمے سنی تری کوچہ کی بہت چھانی ہے

شب غمِ عشق کمر نے یہ رولا مجکو
تا کمر کوچہ قاتل میں کھڑا پانی ہے

کیوں نہ وحشت کو لوں جاؤں الجھ جنمیں ہمراہ
مجھکو منظور بس مرگ ہی عریانی ہے

نغمہ سنجی تری اعجاز ہی اے غنچہ دہن
مرغِ تصویر ہر یک مرغِ گلستانی ہے

ساتھ اور دنکی تبرا ہی تولا مجھ سے
جسپہ ہم عشق ہیں کوئی شاہد ایرانی ہے

دیکھی آج بلا کوئی پیش آنی ہے
فن تصویر میں شاگرد کچھ استاد ہوں
بھال کر صفحہ صفحہ میں کھڑا کی ہے
قلم ای فیض شیر نخلی ہے

غزل

نکی برنگ گل جو چمن کی ضیا میں ہے
تاثیر رنگ موجہ باد صبا میں ہے

بوقلمونی ہے ہی ای سیاہ بال ہمیں
زیب ہی ای سیاہ فتنہ گاہ جا میں ہے

سونا ہی ایلان سے آتش عشق کیا ہوں قیامت ہی
ای شعلہ عشق کیا ہوں قیامت ہی

بوسہ لب مخطط جاناں کا لوبہ

فیض

مخلوط زہر چشمۂ آب بقا مین ہے

فراق یار مین ہر چند بیقراری ہے ۳۴۶
مجھے جینے سے بیزاری جو آگاہی نہین ہوتی سو اب یہی ہے

سوی ابرہی چھوٹی فندسے زلف سلسلہ کے
بضبطونکی گرفتاری جو آگاہی نہین ہوتی سو اب یہی ہے

تلاش حسن ناہار ہے جو آگاہی نہین ہوتی سو اب یہی ہے
تھاحت کی بدولت اپنی گہر تنہا ہون اب کے

چھپاکر منہ کو بالون مین شب وصلت وہ تھے تن
تری قسمت کی اندھیاری جو آگاہی نہین ہوتی سو اب یہی ہے

ہوا ہون پیرفانی روسپید کا ہیں کچھ غم
مجھے فکر سیہ کاری جو آگاہی نہین ہوتی سو اب یہی ہے

شب غم کی وہ تنہائی تخواب آیا ہو
وہ بدخوابی و بیداری جو آگاہی نہین ہوتی سو اب یہی ہے

گیا سوسم جوانیکا ہوئے بوڑھے بھی ہم لیکن
وہ رندی اور وہ مےخواری جو آگاہی نہین ہوتی سو اب یہی ہے

چلے اپنی بیگانہ سے جونکی پاس آتی ہے
وہی ذلت وہی خواری جو آگاہی نہین ہوتی سو اب یہی ہے

غم آیندہ رویون مین جھلک پیدا لگی ہونے
دل حیران کو بیماری جو آگاہی نہین ہوتی سو اب یہی ہے

زمانہ ہوگیا آخر ولیکن نام ہی ہے رون
کرامت فیض کی جاری جو آگاہی نہین ہوتی سو اب یہی ہے

۳۴۹

مری وحشت مین جذب کہربا ہے ۳۴۶
تن کاہیدہ تنکا ہو رہا ہے

نظر مین اک بت کافر ادا ہے
نماز اپنی لگی ہوئی قضا ہے

خیال زلف پیری مین بندا ہے
عصا ہاتون مین اپنی اژدہا ہے

جو ن بے گہر کیا دل مین حذر ایا — جو کعبہ بنا وہ ان روزون گیا ہی
وہ آئی لٹ بٹی دستار باندہی — یہ اودہی باندہنو باندہا گیا ہی
اوسی دیتا ہے بہانسی حلقہ زلف — جو بوسہ گیسو دینے مانگتا ہے
نہ لو اوس لب کا بوسہ غیظ کی وقت — اثر آب بقا مین زہر کا ہے
ہر اک نقش قدم ہی نقش جب کا — بنا نقشہ تمہاری چال کا ہے
کرین وہ روز ہی جلد مسدود — ہماری کام مین رخنہ پڑا ہے
مری آنکھون مین آمیٹھو کوئی پل — تماشا پتلیون کا ہو رہا ہے
نہ آئی دو کہونج اونچ کو پاس — تلے اوپر مرا دم ہو رہا ہے
رہا کرتے ہین ہم فکر کرمین — ملا ہمکو عزا نہ عیب کا ہے
صفائی کسطرح ہمسے کرے وہ — جو آئینہ کی صورت سے خفا ہے

جلا جا ان بتونکی سات ای فیضؔ
خدا کی گھر کا سید ہا راستا ہے

گرد اوس عارض روشن کی جو افشان ہوجائے — چاند سی حسن رخ یار دوچند ان ہوجائے
خط کی آمینے مکدر نہو ایسی غرت باغ — کام کی بات ہی گر سرخ گلستان ہوجائے
غسل فرشتے ہین تری حسن پہ اے جان جہان — چاہ بابل ترے کہین چاہ زنخدان ہوجائے

غزل

۱۲

بت غنچہ لب بہر منہا چاہتا ہے ۳۰۹ خدا جانے کیا گل کہلا چاہتا ہے

کسی بت سے دل کچھہ کہا چاہتا ہے خدا جانے کیا کیا سنا چاہتا ہے

ارادہ ہی خوش قامتون کا مرے گھر قیامت کا رستہ پڑا چاہتا ہے

چمکتا ہے داغ کہن پھر نو مرا نام روشن ہوا چاہتا ہے

نہین فرق کچھہ دیر مین اور حرم مین جو تب جانے مین خدا چاہتا ہے

نہ اٹھو مرے پاس بیٹھے رہو تم جو بیٹھا ہے فتنہ اٹھا چاہتا ہے

وہ دیتا ہی صندل کا فنفہ جبین پر مرا آج بھر سر دکھا چاہتا ہے

گلستان ہے داغون سے جسکے مزار لگا دل مین رہنے تصور مینون کا وہ مجھہ سے گلستان بڑا چاہتا ہے

ٹپکتا ہے آنسو اوبلتا ہے سینہ کعبہ کلیسا ہوا چاہتا ہے

خدا جانے کیا پیچ پڑتا ہی دل مین ہر اک قطرہ دریا ہوا چاہتا ہے

تقاضا دیت کا نکر فیض اوس سے
خدا سی کوئی خون بہا چاہتا ہے

۱۳

مرغ روح عاشقانکو خواہش پرواز ہے ۳۱۰ پنجہ مژگان قاتل خیگل شہباز ہے

آبشار صحن گلشن کو ذکام آغاز ہے آب ناکارہ ہی یہانکا اور ہوا ناساز ہے

لعد میں بھی ہے سرد مہر فنکی یاد
زمین اپنی مدفن کی نمناک ہے

تمنائے پیری نے زخمی کیا
مرا انحنا تیغ سفاک ہے

جو نہتا ہے وصف دہن یار کا
قلم ہے ہمارا کہ مسواک ہے

کسی خال پر عرض ہیں پیر میں فیض
بڑھاپے میں کیا شوق تریاک ہے

۹

۲۶۲

شکل ارباب صفا اپنا وطن آہن ہے
غرق جوں آئینہ فولاد تن آہن ہے

حلقہ زنجیر سے کہتی ہے فیبی کی زلف کی
شوخ چشمی خط زالان ختن آہن ہے

زخم پیکان سمندل نوک سنانی گویا
اندمال زخم ناسور کہن آہن ہے

جس جگہ ناوک لگا اک واغ سد اہو گیا
واہ کس کس رنگ سے پھولا چمن آہن ہے

عہد میں اس تیغ افگن کے زبان کشفقلہ
غرق سر سے پا ملک اپنا بدن آہن ہے

میں نے پوچھا حال خط تیغ عصہ سے کہا
ہر کھان تلوار میں نامیں شکن آہن ہے

گاہ پیکان قضا منتا ہی گہ تیر اجل
کس قدر موجود خونریز کفن آہن ہے

زخم تیغ یار کھاتی ہے جو میں اے کہہ اٹھا
عفت جزارہ شاید میرے تن آہن ہے

سنہ تو دیکھو آئینہ کا یہ صفائی لالے
فیض اسکندر مگر پر تو فگن آہن ہے

غزل

بجائی برہ مال حور اولی سے پیر

نشان مخفرت خال شہید ان رفیان

ہوئی بن بتوں نے دیوانہ
کیا ہمیں ہو گیا خدا جانے

رشتہ اوس ماہ پانچ نشان
دنو تارے گئے نظر آنے

منسے کیا کیا کیا نہ تیرے لئے
تب ہی پوچھو خدا کو ہی مانے

نفع ان سے ہوا ہمین نہ ضرر
مخلوق کیون تب ہوئی خدا جانے

وجہ تخلیق زلف و مژگان کی
سینے پوچھو گے وہ فسانے

کوئی کو ہوئی ہے فرقان خلق
زلف پیدا ہوئی ہے سر کہانی

پھر چڑی مار کر دیا ای فیض
کسی محرم کی ہمکو چڑیا نے

بجر کی شب آگ برسائی ہے چہرہ چاند نے
وہ چھپ ہو جائے میری گھبراہٹ الحذر

بی نقاب اور حور کی غلمہ نہ محلون ہو
سوزان ہو جائیگی سر سے جلکر چاند نے

مہر سے پاک نور کا زار ہو نگر
ہوسکے کب تیرے ناخن کی برابر چاند نے

وہ پہ زلفون کو پھیرتی ہے دور سے
نوہ مین تیری پڑی پھر ہے شب تار چاند نے

کیا صباحت سے تری نسبت ہی اچھی حسن کو
تو ہی بنکا نور کا کوہ بن سراپا چاند نے

یہ اشارا چاند کی کمر سے نہی جاتا
گھر سے تیری جا نہین سکے چاند نے

جب سے بر قعہ کی جال منہ پہ اسکے کر لی
ہر در و دیوار پر کر لی ہے چھلنی چاند نے

کو ئی سمجھا نہ شب جدائی کی آزار اتار کر
شام سے تا صبح ہمکی مکدر چاند نے

زلف مکھڑے پہ وہ بکھرائے ہوئے ہے فیض
آجکی شب جھلملا ہوگی مگر چاند نے

مسخر اپنے پرزاد ہیں ضعیفی میں فد خمیدہ نگر خاتم سلیماں ہے

فیض

قریق بازگو میں جانتا ہوں جو ہے فیض
سپید دیو مری چوں میں ہے سو ہے

۲۹

ہو گیا جب سے ہمیں سوداے زلف یار سے
شکوہ سنجیں درد سے او دشمن درد آشنا ہے

جب سے نور چشم کو اوس زلف سے نسبت ہوئی
مردمک مشاطۂ کاکل ہے مژگان شانہ ہے

غفلت معشوق ذکر عاشق دیوانہ ہے
خواب شیریں کا سبب فرہاد کی افسانہ ہے

ہوشکی باتیں نکر مجنوں سے کر یارانہ ہے
ذکر فرزانہ غبار خاطر دیوانہ ہے

مرجع دنیا ہیں اہل اعتقاد کیجب ہو عجز
خاکساری باعث تسکین دنیا دانہ ہے

کوہکن کی ہوش اڑی سنکر ہمارے زور کو
نشہ دیوانگان کیفیت فرزانہ ہے

حسرت دیوانگی کہتی ہیں بجوش بزم
حلقۂ چشم پریزاد اون خط پیمانہ ہے

جانکی جانی ہے بی رونق تن خاکی ہو
شمع کشتہ موجب تاریکی کاشانہ ہے

اہل غم کو کشتہ ہے فکر سامان تر
اشک کی قطرے کیے مشہی میں ہے دو دانہ ہے

جز مصرت کچھ نہیں حاصل جہان دون کا
با ثمال خلق آخر سبزہ بیگانہ ہے

دیدنی ہے سیر سرو دل کو اس گلزار میں
قمری و بلبل کا وہ شیشہ ہے یہ پیمانہ ہے

ذکر اہل فقر سے ہوتا ہے اک نوعی سرور
دل درویش میں ہو کے خلعت شاہانہ ہے

دیدۂ بی ہوش میں اہل کدورت کی ہے جا
کحل جنیم مادہ کش خاک رہ میخانہ ہے

نام روشن ہو گیا ہے گوشہ گیر میں جو فیض
دیدۂ عنقا مگر اپنا چراغ خانہ ہے

"

مبتلا لرزہ کی بیماری میں ہے نوارہ ہے
کس قدر آب و ہوا اس باغ کی ناکارہ ہے

بی شعور و نکو ہی راحت بیقرار میں حاصل
باعث آرام طفلان جنیں آوارہ ہے

ہے مرا سرکش کی بامالی ہی نقصان جانگداز
خار میں تاثیر نیش عقرب جرارہ ہے

کر صفت پیدا اگر منظور ہے سیر جہاں
ہے بصارت جب تلک کیفیت نظارہ ہے

دلکو جمعیت ہے جب سے میں اسیر زلف ہوں
بادشاہ ملک وحشت ہوں مزاج آوارہ ہے

حال اہل عرش کا ہے ہمچو ہر شب مکتنف
لیلۃ المعراج ہر نالہ دلبر میرا پارہ ہے

فائدہ کیا گر مسیر بھی ہوا آبحیات
موت کی آگے نہیں چلتا کسی کا چارہ ہے

سٹ نہیں سکتے مٹائی سے خدایا سرنوشت
لوح پیشانی ہماری لوح سنگ خارہ ہے

کر نہ خواہش ارتقا کی نا ہو گر دل کو نصیب
آسمان باوصف رفعت چرخ نیں آوارہ ہے

ہے مدام ارباب رفعت کا تجلی زدل
راندن روشن چراغ کوکب سیارہ ہے

طالع شہرت ہوئی مجکو جو خط اوسکو لکھا
فیض کوئی یار میں عنقا مرا کارہ ہے

غفلت اپنی مایہ راحت ہے فقیر
سوہی رہنے میں بہت آرام ہے

۳۸۰

دیر و کعبہ میں رہوں کیا خاک میں آرام ہی
کام ڈالا ہے خدا نے اک بت خود کام سے

کام پورا ہو گیا چشم بت خود کام ہے
غل ہی ہے بت کو میرے رونے بادام سے

یاد ابرو میں خیال آتا ہے چشم مست کا
جا کی مسجد میں وضو کرتا ہوں کس آرام سے

بیخودانہ صحن میخانہ میں پڑ رہتا ہوں میں
کیوں نہ سجادہ کروں رنگین مے گلفام سے

مے کشی کعبہ روی شیطان آتا ہی یاد
کم نہیں ہے خمت تسبیح بھی اے خام سے

دور چشم یار میں ہم کشتہ ابرو ہوئی
کم نہیں ہے موج مے بھی تیغ خونآشام سے

چاندنی کو سونپنے کیا ہو خدا کو سونپ دے
ہو گیا مجروح میں تیغ بت خود کام سے

دیکھئی ارشاد چشم مست کیا کرتی ہے
آج میں نے لی ہے بیعت مولوی بہرام سے

میری بیداری خیال زلف یار کے
صبح تک خواب پریشاں میں کہتا ہوں میں رہا

کعبہ رو بو کی تصور نے کیا محجوب شہید
کم نہیں لبیک کی آواز اذان عام سے

گر کوئی کھٹکا آہٹ ہی ہوا ہے ہی
فخر ہے اوج سعادت کو ہمارے گام سے

قاف شہرت میں کیا اللہ اعتقا ہمیں
کون ہے وہ جو نہیں واقف ہمارے نام سے

سیکڑوں ہی طائر مضمون ہیں جو بسمل
رشتہ سطر ہے اپنا رشتہ اے دام سے

ہے چراغ خانہ اپنا آفتاب و ماہ دل
صبح کچھ نسبت نہیں کہتی ہماری شام سے

غزل
ریختہ

کہتا ہوں اگر حق تو مجھ سا ہے کوئی خلق
دنیا ہی مرے واسطے اک دار محن ہے

اونکا رخ روشن جو نہاں ہے تو کیسو ہے

ای فیض شب وصل ہر کیا چاہیں

۱۳۶۲

جی کو رہین بے کا کل گل پیرہن میں ہے
بوی گلاب و مشک ہماری کفن میں ہے

گو نہیں بیا جنہ کچھ منطقی کی بحث
محکو اگر کلام ہے اونکی دہن میں ہے

کیا ہو علاج عقرب گیسو کی زہر کا
پیوست نیش غم مری ہر حرز و رسن میں ہے

غربت نشین ہوں ایک ہوں ماند یوسف
عنقا کا آشیان مری بیت الحزن میں ہے

ہے صبح شام یک مہ مہر کی تلاش
مانند آسمان سفر اپنا وطن میں ہے

میں اور بنی ہمکلام ہوا کٹ گئی رقیب
تاثیر تیغ تیز مرے ہر سخن میں ہے

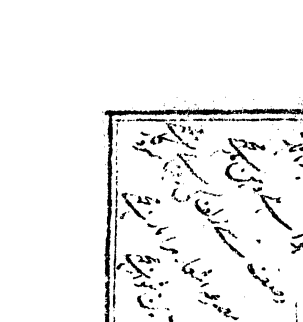
وہ رشک مہر زخم جگر دیکھنا ہی آج
تحویل آفتاب کے داغ کہن میں ہے

مانند کبک یار ہیں مصروف فاختہ
مد علتوں کا ذکر مری انجمن میں ہے

دیر و حرم میں ہے اوسی یک نور کا ظہور
ناحق ہے ربح شیخ میں ام برہمن میں ہے

بد وانل سے ہوں ہیں ہو اخواہ گلرخاں
مدت سی بو باس مری اس چمن میں ہے

ای فیض مرگ زیست کا کچھ پیچ و تاب ہے
وہ فکر پیرہن ہے تو فکر کفن میں ہے



دربان ملک الموت ہوا ہے مری خاطر
کیا چشم کرم اور بھی رکھوں گا کسی پر
کر چکے ہے ترا گھر بند تو وا کوئی نہیں ہے
مرضی ہے ترے گھر کی ترا ملک خدا کوئی نہیں ہے

دشت کا دل کوئی ہیں اخیر کے گھر
ہمسایہ میں اسے کوئی آباد نہیں ہے

۱۳۲

کچھ ضعیفی میں جراحت کا نہیں ہے مرہم
ناکس آتی ہے نظر موج نسیم صبح گاہ
نرم سائی میں نظر آتا ہے شاخ مرجان
سبزے اونچا ہو گیا رستے کی دیوار سے
قصد دشمن کا نہ کر ای اژدہا شام غم
نفی اثبات دہن بحر زبوں ہو کس سے
وقت وصل یار ہوتا ہے قصور ہجر کا
مایہ غفلت ہوا ذکر لب پر شور یار
ہوں قتیل عصمت محبوب عیسی کی قسم
دی متاع جان بھی میں نے بخشوا لیں
یہ عجب اعجاز ہے پیغمبران حسن کا
لیتی ہے بوسہ لبوں کا آگہی ہو شیوہ جان

صبح پیری میں مرے کام نہیں آتی ہے
یاد آتا ہے جمیں ہم کو الف کا کاٹنا
خط جام سے ہوا ہے خط جام جم مجھے
ہے کسی دلدار کی چاہ ذقن کا غم مجھے
یار کہتا ہے کہ کیا رائے ہے تیری ہم کو
نقطہ سر ہوم کی تحقیق ہے کچھ کم مجھے
روز عشرت شب ہو گیا میرا شب غم مجھے
خندہ سے کنارہ جب کہ نہ مرہم مجھے
چاہئے بہر کفن اب دامن مریم مجھے
ساکنان کوئی جہاں کہیں ہیں جانم مجھے
قتل کرتا ہے کوئی محبوب عیسی مجھے
ہو گیا تریاق وصل اے قاتل مجھے

واہ واے اثر عشق رنج و کاہل یار | جاتا ہے کوی کافر کوی دیندار مجھے

جب سے ہے میں انکی دہن اور کمر پر عرش پیشان

فیض

۱۰ | ۳۶۶ | دل تنگ ہری رہتے ہین کوی دم نہین جیتے | ہین ہم بھی ہوا خواہ کسی غنچہ دہن کے
ملبوس سے بیزار ہوں میں نیم تنی بھی | ہین سبات جنازہ پہ رواں جو کفن پر
مارا ہے صباحت نی رخ یار کی مجکو | دفنا دو مری لاش کو سایہ مین سمن کے
ہلوی ہے مرکہجلاتی ہین کرتا ہون سفیدی | ہے ناک مین دم سات سی یاران چمن کے
رخسار نہ زلف کی جلوے پہ راضی | لکہی گئی تقدیر مری دن ہی گہن کے
وصف دہن یار کی ہے سب پہ کرامات | شیرین ہین میں عمل سے ہی طوطی و سمن کے
تو قید قفس یاد مین اشجار ہی مجھ | تعظیم کو ہوتی ہین کہڑے مرد و جن کے
کیونکر نہ پہروں دشت مین ہو وحشی کیسو | تکمہ ہے مجھے سات غزالان ختن کے
کرتا ہون ابہی سر کو سیدہا ترے آگے | دو چار قدم چل تو سہی باغمن تنکے

موے کمر یار کی لکہتا ہون صفت

فیض

مضمون ہین باریک ہے شعر و سخن کی

۳۶۷ | بی ہمکانی ہون کہان گہر ہے مجھ | گہر شب فرقت مین ہا بر ہے مجھ

رو تو رو تی ہو گئی آنکھیں سفید
عشق محبوب سمن بر ہے مجھے

مینوں عشق کانڑا دا ہون
کوکن کے سات نکر ہے مجھے

فیض
زیر خاک بھی ہوں تو باغ باغ
داغ تن پھولوں کے چادر ہے مجھے

۱۵

عاشقی ہے کہ آتا پائی ہے
بوسہ مانگا تو منہ کی کھائی ہے

ہو گیا ہے چراغ دل روشن
آؤ سوزان دبا سلائی سے

اڑ گئے میرے مغز کے کیڑے
دل نے اودھم بہت مچائی ہے

ہے اوس آئینہ رو کا بر ہم تنہا پہ
کب کسی سے اوسی صفائی ہے

ہے تصور شیلی آنکھوں کا
آج سمنے ہوا سنائی ہے

ہونٹھ اپنی ملین نہ کیونکر مسم
پھر وہڑی آپ نے جمائی ہے

جس نے داگی کہلا زیوکو دے
کل آج اوسنے پھر پڑائی ہے

کھوتی ہے جو گرد گوش اونکے
زلف ہے یا یہ کنڈلائی ہے

کہتے ہو جسکو چور مہندی کا
عقل اوسنے مری چرائی ہے

کہو مرہم کہاں کہاں جراح
ہو گیا جسم رائی کائی سے

بات کا اوسکے اعتبار نہیں
کہیں سائی کہیں بدائی ہے

غزل

رقیب کو رہوا دیکھکر نوشت میری
قلم نہین ہے مگر بیل کی سلاخی ہے

حضور کبھہ کی تکلیف ہی معاف کہین
جنون پر اپنو ہماری طبیعت ایسی ہے

کرونگہ عناصر یہ عہد پیری مین
بہت پرانی یہ اپنی قمیص چاربای ہے

۱۹۲

ہماری خاک ہی ریگ روان بیابان کی
دم خرام کرو احتیاط دامان کی

صدای شیر ہوی مجکو ہانک دیتی ہے
چلی ہے کوئی صنم مین ہوا نیستانکی

پڑی ہے چہاون گلستان پہ زلف پیچی
چڑی ہے بیل منڈہی آج عشق پیچاکی

ہوا ہی گرد رخ رشک باغ خط پیدا
کتاب خوب محبتی ہے گلستانکی

کیا ہے عشق نے اک حور دیس کے بیمار
اس ہوا مجکو باغ رضوانکی

خبر نہین ہون زمانہ کی اونچ نیچ کیا ہے
کنوین جہکا بیٹی چاہت مجھی نچنیا کی

تنگ آرہی اوجھٹ پٹی کا وقت آیا
اوڑہائین ہے ہمنے یہان تجیان کرنیکی

ندوسیح علیہ السلام کو تکلیف
مریضین عشق ہون کیا حیثیا چرہے

نقاط دور ہون قلم نہس کی ہی منقار
صفت جو مجھسے رقم ہوئی اونکی زندانکی

اودائین مصر مین خاکا جناب یوسفکے
شیہہ دیکھین اگر مرے اکھناکی

وہ مجکو روتی ہین جنکے سات ہنستا تھا
موی کی بعد ہی ہوتی ہے قدر انسانکی

دکہا خدا کی لئے تو رخ محظط کو
ضرور لکہنی ہے تفسیر مجکو قرانکی

ضعف مین کسدرجہ ہمکو ہوگیا ہے ہر قدم پر ہو کرین لعلین گے
ہوگئے تیر بلا کے ہم ہدف بہر کمان ابرو نکے پیک آئی گے
سینے اپنے کو بنایا خاک مین وہ جو دیوار اپنی بنوانے لگے

فیض جرم و معصیت
تا کجا
کاتب اعمال شرمانے لگے

۲۱

عارض خشان دلبر دیکھیے ۳۹ جلوہ خورشید محشر دیکھیے
خط مشک ابرو و نیر دیکھیے کشتیان دو ایک لیکر دیکھیے
دل کسیکو دیکھے میرا حال دل اپنے دلبر بات دیکر دیکھیے
ذرہ افشان ہے جبکا آفتاب کیونکر اوسکو آنکھ بھر کر دیکھیے
قصر دل سا قصر دنیا مین نہین چار دن اس گھر مین رہ کر دیکھیے
سنہ ہے اوسکا آفتاب اوج حسن چاہتا ہے جی کہ دن بھر دیکھیے
ماہ تضع ہے بہت سرگرم لاف رخ سے بہر مقنع الٹ کر دیکھیے
اوس کہلاری کو لکھا ہے میں خط کب پلٹتا ہے کبوتر دیکھیے
کیا تڑپ ہے ماہی بے آب کی اضطراب جان بمضطر دیکھیے
ہے خدا موجود ہر موجود مین غور سے اے بندہ پرور دیکھیے
تھی یہ ۱۲۱۲ بجانت زرد انسان کی کس کر اوسکو اسکو بس کر دیکھیے

کیا ساد ہوگی آؤ بہشت سے غرض تجھے
سیدھی سمجھ میں آگئی الٰہی کبیر کی

درویش کوئی عشق کو ہیہات نہ کہیو
نام خدا جوان ہو دعا لو فقیر کی

ہے بحر معرفت میں رواں ایک حال کی
محتاج ناخدا نہیں کشتی فقیر کی

ہیں ہم فقیر وضع ولیکن ہیں وہ غنی
کوڑی کو مول لیں نہ المدت امیر کی

ہنکا غنی کا رتبہ ہے درویش پاک سے
بھاری ہے شال سے کہیں گل کا نفیر کی

کیجی نور قبلہ عالم مطالعہ ق
سنی ہے کائنات کی صورت فقیر کی

یا ہیہا المرید ادب سے نگاہ کر
صورت ہر ایک شی سے نمایاں ہے پیر کی

حال ان بتوں کی دل کا خدا پر ہے منکشف
اصلا مجھے خبر نہیں ما فی الضمیر کی

دو دن بہار و بوتوں ہیلوں عیش باغ ہے
میاں دوست خوش رہو یہ دعا ہے فقیر کی

خلوت نشیں گوشہ وحدت ہیں فیض ہم
گثرت سے کام کیا ہمیں جم غفیر کی

۱۹۴

انہوں کی وضع ہے اوس مہربان کی
جلیں نکسال باہر چال یا نکی

کمر موہے و عقلہ ہے سیانکی
یہ سب جھوٹی ہیں باتیں ہیں سیانکی

پہنا جاتا ہے عشق ماہ رویں
مراتن ہے کہ چیکن ہے کتان کی

خدا لگتی نہیں کہتا ہے کوئی
مکاتب کیا کروں جور جتان کی

کیا ہے ۔ دو ہوا عشق کرے
یہ حالت ہے تہاسی نیم جانکی

رہا کر ہم سیں پرچہ دو خیاط
تی دالی بڑی جو دوان کی

ہوا ہے اثر گے غنچوں کی منہ
نکل آئی جوابات اوکو دان کی

سوکی اثر ہے ہم سے ہی قبلہ

کدھر یہ ہاگون جو بہاگون الیٰہم یار
تلے اوپر زمین و آسمان ہے

یہ ہو عجائب خال عارض یار
ہر اک ہندو بچہ قرآنجی ان ہے

ہوا حمام میں عریاں کوی یار
عیان عالم میں اسرار نہان ہے

ترنم ہنس ہنس کے کرتے ہیں عنادل
قلم تو توں میں شاخ شعفران ہے

نہیں غنچہ کو نسبت تیرے منہ سے
دہن کہتا ہے پر گویا کہاں ہے

۱۲ غزل پر کر مری کہتا ہے فیضؔ ۱۲
یہ کسکا خط ہے رو کے نامہ بر سے

۱۲۹۶ کعبہ سے کبھی قصد کلیسا نہ کرینگے
ای بت بخدا ہم تجھے سجدا نہ کرینگے

ہم درد محبت کا مداوا نہ کرینگے
نسخہ کوی تجویز مسیحا نہ کرینگے

ہم آگی ہے کہدیتے ہیں جانی ہے جاتی
ای عمر گریزان ترا پیچھا نہ کرینگے

مضمون محبت کا ہے مقصود ہنسی نقشا
جب خط وہ لکھیں گے تو لفافا نہ کرینگے

یہ فتنہ اٹھایا نہیں پڑتا ہے کسی سے
ہم آج سے پاس آپکے پہنچا نہ کرینگے

منظور اگر قتل ہے کیجئے تامل
ہم سے کم دیت کا بھی تقاضا نہ کرینگے

تقدیر ہی گھڑا کرتی ہیں میری ہر بات
پر چاہی کوی ہمکو وہ لکھا نہ کرینگے

سودای کہا کرتی ہے بازار کی خلقت
زلفون سے ترے ہم کبھی سودا نہ کرینگے

غزل

۱

مجھے کیا کام کوچہ سے فلاکی ۳۹۹ مظلہ مین ہون اربابِ بقا کے
کیا کیا تو نے اس عالم سرا کی سمجھ جا اسپہ ہی اوبندے خدا کے
دیا ہے ہو سن گوش اللہ نے نیک نہین ہم آشنا اتنک صدا کی
نہین آتی پسند کو سمجھ مین عجب کچھ کارخانی ہین خدا کے
ادسی دن سے گرفتار بلا ہین مقدر جسپہ ہو ہم ہی سکے
نہین معلوم مستغنی ہے یہان کونکا کہ ہر اسم متصل عجز آشنا کے
کرین کیا ہم تمیز حال متبوع بہت روزہ نسی تابع ہین قبضہا کو
بتا دین مرشدونکا نام کیا ہم مریدون مین ہین ارباب صفا کی
فنا فی اللہ کا رستہ ہی مجھہ اور نظر مین کب جچی ہر اک گدا کے

ہمین ہوش رہ پہ لاتا ہے ای فیض
تصدق جاے اوس رہنما کے

۲

ہے دو تو پاس کہتی ہے مجھکو دوم ۳۹۹ ای عقل نیچ تجھے کچھ ہی شعور ہے
سچ شہری یہ کہ سہو و خطاہاے سر زمین ہے اگر قصور ہی ہو کب قصور ہے

غزل

بتوں کی دھمیں کی ہے ہاں نے جو کلمہ بتوں نے جو پڑھا یا
دراڑی زلف کی پوچھو تو مجھ سے دفن کی چاہ میں دو ہے ہزار دل
دیا کعبی کا بوسہ اور سنی جو میں کہا کیا کیا کام غضب اللہ سنیے
مجھ کو نہ سنے سے اللہ اللہ سنیے
یہ قصہ ہے کیا کوتاہ سنیے
مگر کی اس کو میں کی تباہ سنیے
کہا دو میں جزاک اللہ سنیے

فیض جب سے دولت فقر
ملی اللہ کی پرواہ سنیے

صورت رنگی ہو زنگ ان سے
وصف عارض کون کر سکتا ہے
کیوں نہ رکھے خلق آنکھوں میں
تم بتو مسجود ہم ساجد میں
بد کو نسبت ہے کیا خیر سے
کر لی ہو اک آن میں لاکھوں کی
وصل کی شب ہے مچائیں حال

وہ سے ہے میرو میں یہ ایمان ہے
زنگ میں ہوں آئینہ حیران ہے
جان من تو اور بھی انسان ہے
ای خجستہ بھی خدا کی شان ہے
ناک ہے سنہ پہ اور کے کان ہے
ناز کیا ہے یہ کیسی آن ہے
چاہ پائی کے لئے ہی کان ہے

فیض

فیض کچھ فکر معیشت کی نکر
اوسکی درگاہ لاابالی ہے

۹

۴۰۴ جب سے نزدیک آکے ہم رہنے لگے ۔۔۔ دور سے بیخ و غم ہونے لگے
ہم بہت سرسوا ہوئے جنکے لئے ۔۔۔ وہ ہمارے پاس کم رہنے لگے
ہے خدا کا شکر اک مدت کی بعد ۔۔۔ مل کے اب وہ ہم بہم رہنے لگے
ذکر سے اہل دل کے ہم ہیں خوش ۔۔۔ دل پہ اب نقش درم رہنے لگے
شقی ہی عاشق سب ہو گئے ۔۔۔ دیر میں اہل حرم رہنے لگے

گہر خدا کا جبکو ہم سمجھے ہے فیض
ابتو اوس گہر میں صنم رہنے لگے

۱۶

۴۰۵ کھڑا دیں سے خبر اصلا نہ ہی مجھے ۔۔۔ تبلای زلف ورخ رہ عاشقی مجھے
نالہ نظر میں شعلہ حوالہ بنگیا ۔۔۔ فرقت کی رات دھوپ ہوئی چاندنی مجھے
آیا ہے دلگدی میں دم واپسیں مرا ۔۔۔ ابتو دکھا خدا کے لئے دلگدی مجھے
بیٹھے ہیں وہ جو غیر کے سنگی پہلو میں ۔۔۔ لگتی ہے ابتو اونکی پہلی ہی سنگی مجھے
ساقی ہوں مست کعبہ رخسار حور دش ۔۔۔ بوتل کے بدلی چاہئے ایک زنار دی مجھے
مطلب نہ لات سے نہ غرض کعبہ سے مجھے ۔۔۔ منظور صاحب آپکی ہے اردلی مجھے

غزل

۴۰۶ دل اوپر خطاب ہوتا ہے
جب دو رست غراب ہوتا ہے
اک زرا خراب ہوتا ہے
سطح نیر سے نمود ہوتا ہے
سطح کا حباب ہوتا ہے
سطح ہی سے نقاب ہوتا ہے

واں اُلجھتی ہی زلف شانہ مین
یہاں ہمین پیچ و تاب ہوتا ہے

اوسکو کرتا تو ہون سوال وصال
وہ کہے کیا جواب ہوتا ہے

ایسی باتین جنہین سُنے نکرد
دل کسی کا کباب ہوتا ہے

میرے رونے سے یہ اثر ہے کہ یار
پانی پانی سحاب ہوتا ہے

فیض

رومال رکھو آنکھون پر
ذکر چشم پرآب ہوتا ہے

۱۷ ۴۰۷

روز است کسکی مجھپر بد دعا لگی
جو نہیں بلی کہا مری پیچھے لاگی

تو سوز غم کی آج ہے اس دل مین کیا لگی
یہ گھرده ہے کہ آگ جسے بجھا لگی

ہوجائیگا کبھی تو کبھی کام ادا مرا
رہتی ہے داد گہات مین اے داد گر لگی

یاران ہمسفر کو یقین موت کا ہوا
اس قافلہ مین آنکھہ جو میری ذرا لگی

تلمین کی راہ بیٹھہ کے جی کرتا ہو
تنکے چنونگی میری اگر بد دعا لگی

شرمندہ ہو رہا ہون سبک گو ہوا سے
جاٹ استخوانکی میری مونھکو بھلی

موج سرشک نے دیا ہاتھہ اپنا کھینچ
کیسی بھنوگی دیکھی مری بیخبر لگی

سچھہ یہ مثل ہے کسی ہمصحبت ہی
تجھہ پر نہ پڑے اسکی جو تجھکو بری لگی

سات اس مریض عشق کے بالین پر گئے
کرنے نہین دو رنجہ قدم گھر ملک عدم

ان روز وان اوپاؤ نہ تھے بیٹھنے جنا
جب سے کہ ہم نے آنکھہ تلے آ لگی لگی

حال دل سنیے سنایا تو کہے
مرتبہ آپ سنائی ہو کسے

اب زبان تالو سے لگتی ہی نہیں
غل مچاتی ہو بلاتے ہو کسے

رات سی میری کمر بیٹھ گئے
دنکو کرتے مین بلاتے ہو کسے

بحث اسمائے اشارہ چھوڑو
پاس اشارہ سے بلاتے ہو کسی

گاہ عیسی ہو گئے عزرائیل
مارنے جلانے ہو کسی

دید کا فیض ندیدہ تو نہین
ہو حفاظ آنکھین دکھائی ہو کسے

۲۰۸

وہ پری مجکو جو خلوت مین ملائی ہوتی
کل کی بگڑی ہوئی بات آج بن آئی ہوتی

صورت اوس نے ہمین گر نہ دکھائی ہوتی
رات بھر ایک پلک نیند نہ آئی ہوتی

دور ہو جاتی ہزار دن ہی کہلاوے تھے
دور نکل کی اگر تمنے بڑائی ہوتی

کہدو قاتل سے اوڑھیو یہ رسیلی کنگھی
آب سی تیغ کی چھو میری سچائی ہوتی

جھکے بیٹھا نہ دربار پہ جون نقش قدم
کچھ نہ کچھ اپنی بھی بن آئی ہوتی

تیغ کعبہ نہ شوالی مین ہمن جاتی
اپنی پرچھائین اگر اوسنے دکھائی ہوتی

رنگ چھلکے نہ مری آہ شہر افشانکے
فرش سے عرش تلک آگ لگائی ہوتی

کوئی لبیک حرم پر نہ کبھی کہنا کان
اپنی آواز اگر تمنے سنائی ہے

یون خراب اوسکی نہ مٹی کبھی ہوتے ہوتے
بہتی پہچانی کی ہوتی ہے کہی جل جل کے

لاش عاشق کی اگر تونے اٹھائی ہوتی
تیغ نے رین مخضب نہ پڑائی ہوتی

منہ کو اغیار کے میں لال ابھی کرتا فیض
اوسنے محفل میں اگر لوری جو چائی ہوتی

حال ظاہر کیا کریں بادشاہ کی سامنے
بت کی سنتے ہیں کہیں کے ہم خدا کی سامنے

مارڈالا ہے مجھے عشق لب جاں بخش نے
لاسنہ و فاد و مراد الشفا کی سامنے

دلکو بہر ہلان گیسوی مسلسل ہوگیا
لیجلی ہے موت مجکو اژدہا کی سامنے

مر گئے پر بھی ہوس ہے بادشاہی کی مجھے
اسخوان رکھا گیا میرا ہما کے سامنے

لال پتھر سے بھی کم بھین ہے فیض ہم
لعل اگر آجائے لعل دلربا کی سامنے

ای نزدیک سنے دور کی
رخ تمہارا ہے مجلی طور کی

بس ہے بالا کان کانت کیا ضرور
ہوگئی ہے ناک نیچی حور کی

یون ندامت سے عرق میں غرق ہے
یار نے پہنی قبا سمور کی

پہک رہا ہے جسم زار و ناتوان
ہاپ لگتی ہے دل محزور کی

ہوگیا گردون پہ ذرہ آفتاب
بات نکلی ہے رخ پر نور کی

ای سیحا جلد کو ٹہوسے اتر
پہنچ گئے آنکہیں لگ گئیں بیخبر کی

فیض اس غنچی کا کیا کہنا

غزل

۲۰

مجکو یاد ابروی جمدار کی ہے	۱۴/۱۴	موت نقد میرے تلوار کی ہے
جان آنکھو نمین دل زار کی ہے		آرزو دولت دیدار کی ہے
سیر ایک سبزہ رخسار کی ہے		شوق مجکو خط گلزار کی ہے
بن گیا کعبہ ہر ایک نقش قدم		یہ کراست تری رفتار کی ہے
گہر سہانا نظر آتا ہے مجھے		برکت یہ قدم یار کی ہے
ناتہ کہنچین گے مداوا سے مسیح		نبض سا خط تری بیمار کی ہے
مجکو امید نہین جینے کی		تو خدا سے تری بیمار کی ہے
لن ترانی نکر سکیگے موسیٰ		وہ تجلی ترے رخسار کی ہے
ذر کے رخنہ نہین کرتے وہ بند		آنکھ یہ روزن دیوار کی ہے
ہر قدم پر کئے سر کٹتے ہین		چال رفتار مین تلوار کی ہے
دل بیمار کا ہے خاک مین دم		چاہ سیب ذقن یار کی ہے
باندہتے باندہنو کیا کیا ہیم ہین		زور بندش تری دستار کی ہے
کس حلاوت سے گلے کٹتے ہین		آب یہ بھی تری تلوار کی ہے
سانسنا موت سی ہے آج اپنا		آنکھ بدلے ہوئی اوس یار کی ہے

رخنہ انداز نظر آتے ہین — رخنہ سمکار کی دیوار ونکے
جی تو جاہے ہے مرین یا ڈوبین — تیرے گہاٹ پہ تلوار ونکے
ہے ارادہ جو ہوا کہانے کا — آئے گہر مین ہوا دار ونکے
بیٹھہ جائینگی کمر بار ونکی — جاؤ کمرے مین نہ اغیار ونکے
ہمون چڑہائی ہی کیا کرتے ہین — باندہ ہو مضمون نہ تلوار ونکے

فیض ہین کشتہ ابرو قاتل
گاڑو سے کہیت مین تلوار ونکے

۱۵

ہین سب مست جو مہ مے کی لگائی والے — ہین وہی لوگ مرا خلق دبا والے
اشتہار آج تون لے پہ دبا بخدا — دیر مین اکی لبین کعبہ کی جا والے
کیون نہ سمجہین وہ ترے صحف رخ کو قرآن — امت زلف ہین موذی کی نکالی والے
ماتھے مین دہیلے ابہی ہو جاسی ہوجا — دیکہین گر زخم ترے ماتھے لگا والے
وہ جو بینی سے ہین غنچہ دہن غنچہ ہین — ہین مرے کلکے وہ کہتی پہ ازا والے
ڈاب مین زیب کمر جبکے ہی تیغہ — ہین مرے مرد کی لگی کو وہ بجہانے والے
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا آہ یہ ہر — ہین یہ دو چار ہی جان جلا دے والے
ناتوانی پہ مرے ساتہہ یہ آجانی ہے — ہین جو خدام ترے پاؤن دبا دے والے

فیض

غزل

چشم دریا بار کا افضال ہے
ابر کا پہالا مرا رومال ہے
کیا فقط گو نہ زنجیر ہے
جنبش اب وہی یک ہوچال ہے

غزل

ہو گیا کہرا معلوم سب
کوئی کہتے ہیں ہے جسے نکسال ہے

کیا کہیں دم مارنیکی جا نہیں
اون لبوں سے لب ملے مدت ہوئی

خیر سے یتی ہیں وہ خط کی صلاح
اندنوں اپنا شکستہ حال ہے

مون شہید تیغ ابرو ہمدمو
نکو وہاں دفنا و حجاز ہال ہے

جو گیا عاشق قتلگہ ہو گیا
کوچہ اوس محبوب کا کربال ہے

ہیں نہ انگارے ستارے ہیں شرار
آسمان پر ہور اد ہنمال ہے

خلق کہتی ہے جنازہ جسکو قیس
وہ ہمارے واسطے سکھپال ہے

ذکر شب وصال کا جیسا خیال ہے
مین سال خورد یار مرا خورد سال ہے

زیر زمین بھی ہے کریار کا خیال
یارب مرا کفن ہے کہ چینی کی کھال ہے

ہو کیون نہ میکشو کا دماغ آسمان پر
مے آفتاب ہی خط ساغر ہلال ہے

خط وقت نزع یار کا آیا ہزار حیف
پیک اجل سے ہمکو جواب و سوال ہے

لوٹی کو اوسکی کیون نہ لیں آسمان ہم
رخسار یار بدر ہے ابرو ہلال ہے

عرصہ نہیں کچھ اوسکے طلوع و غروب کا
کیا آفتاب عمر سریع الزوال ہے

نسبت ہلال کو نہیں ابرو سے یار سی
یہ ابرو جوان ہے وہ ابرو زوال ہے

کعبہ سے کم نہیں سخدا خانہ جان — و نرات جھگڑے ہیں اناث و ذکور کے
جو جو کئے گناہ ہوئے عفو سب کے سب — حور بن ہیں بدیں ہم قصور کے
گھر سے زیادہ گور ہیں تھوڑے ہیں بعد مرگ — پہلائے پاؤں سوتے ہیں سر قبور کے
جھوٹا لپٹ یا کہیں واعظ کو کہو نہ لوگ — جس سے کئی کلام کئے اوس زور کے
مانند یسی کام ہے رہیں کچھ غلام سے — واعظ سنا ہیں قصہ نہ غلمان حور کے
کچھ خوف سر دھری جاں ہیں ہیں — ہیں سخت تیرہ اسپے لساد سمور کے
ساقی بزم جب سے مرا شک ہے — کشمہ بھری ہوئی ہیں تراب طہور کی

کسطرح نہ بند آنگی مٹی کی فوس پر
ای فیض گور میں نہیں گئی سموکی

سوتی ہیں دو کوٹھری پہ پٹ کر کئی دن سے — ہیں اوج پر ابھی مقدر کئی دن سے
رکھا نہ قدم دیر اندر کئی دن سے — اسوا سطے آزردہ ہے آذر کئی دن سے
ٹھہر پڑیں اس آرسو پہ مژگان پہ — ڈھیلے مری آنکھوں کے ہیں تہر کئی دن سے
معلوم نہیں کیا ہے فیضو کا ارادہ — آواز سے کسا کے ہیں ہمسر کئی دن سے
آہ کی آشنائی سے ہے کیا تاثیر — لعبانی ہیں دلکو ڈرا کر کئی دن سے
کس شکل سے اوس مرد کی چشم کو کھلے — ہے گھر میں نکلنا نہیں باہر کئی دن سے
فکر اوسکے کہیں کو رہ گھر کو کریں جلد تیار — کوچہ میں ہے چرچہ میں تن بی سر کئی دن سے

میٹھہ جائیگا جہین بکہر کے نہ آپ
وہ کہنے سجی سناؤ مجھے

ملوے سہلائے نو کلتے ہین
نکلو سر کو نہ گدگداؤ مجھے

جوتیون مین کہین وال نہ ہے
لام کاف الہو مت سناؤ مجھے

حسم و دیر کی دور اہی کو
دیکہتا ہون نہ تم دکہاؤ مجھے

نہ بتو کا دکہائے جلوہ
نہ خدا سے کبہی ملاؤ مجھے

آپ تک جس سے مین پہنچ جاؤن
فیض وہ راستا بتاؤ مجھے

۱۲۱ یہ ٹہنڈے مری دست دہا ہوگئی
حواس سب بجا ہوا ہوگئے

کیا تمنے کہاری چہرے جلال
حقوق نمک سب ادا ہوگئی

ئی زیر پائی سجی آپ نے
جو دشمن تہے سب زیر پا ہوگئے

نمازین پڑین ہمنے میخانہ مین
مگر چند روزے قضا ہوگئے

برے وقت مین کون دیتا ہے ساتہ
جو تہے دوست نا آشنا ہوگئے

لکہے ہمنے خط اوس شہ ناز کو
کبوتر ہمارے ہما ہوگئے

چہپاؤ ذرا منہ کو آنچل مین تم
مہ دہر رو نو سہا ہوگئے

کہنیا کہڑا ہے مرے روبرو
یہ دیدے جو تہے دو ارکا ہوگئے

الفت جاہ و فن ہیں ل ہی نو او دل ہے | ایکدن بہر نا پڑا کچھ گہڑوں پانی مجھے

جھنڈ ہیں پر بونکے گرد پیش لاشۂ جو فیض کے
محفۂ نا بوس ہے تخت سلیمانی مجھے

۴۴۲

تصویر یار کی جو کشاکش میں رہ گئے | نقشے بنی بنائے ہمارے بگڑ گئے

قربان اس اکڑ کے تصدق جاؤنگے | ٹھنڈی بسی آہ منہ سے بھری سانس آگئی

آباد جنگجو نو اوپچھو ہوئے حواس | کیا کیا رقیب دفعۃ پیدا ہی چھپ گئے

بنے ہوی ہیں گاؤ بھولا دو ہی گل | ہنسنے میں ہم ہوں تو نہیں کچھ ہنسے گئے

پہنتی ہے آپ پر نہ اخفش کی داد عظو | کیڑے تمام مغز خلائق کے چھو گئے

بگڑے ہوی الست کی ہیں مستا دہ کس | کمیاں پڑی ہیں محتسب جب بگڑ گئے

ہیں زیر بار منت ہر ادنیا ہوا | نت کی طرح جب سے گلی اوڈی پڑ گئے

ای ہیں گے پر حضور سے بوکہ ہر دو | حسرت آلکی ہم در خلوت پہلے گئے

حمام ہیں نہا جو غیر و نکے ساتھ آپ | پانی کے سیکڑوں ہی گہڑے بہہ پڑے

کل انگہرٹ سنا ینگے اعیار ہی ہیں | فقرے سے ہی وہ کسی آج گہڑ گئے

ای سرد خوش خرام جو ٹہکی کی تو چلا | کیا کیا نہال صحن چمن سے اکھڑ گئے

شیریں زباں جتنے ہیں لنڈورے ہیں مرد کے | سب کام کاج اپنے کہٹای ہیں پڑ گئے

فیض

سرے پڑا جائے ہیں کہاوتی
کم ہیں نہ ہونگے بگڑو جاؤنے
پچھلیاں کہ ہی ہیں باکونے
نسی ہی ہیں ہوی بچال
آیا ہے بگڑو والونے
منہ سے سونکے خم ہو ڈالونے

ہمیں چھکے ہیں پیاسونے
سرد مہری وہ ہمی کو ہیں دکھاونے
گم اخلاص سے دوستاونے
ادنی خو بوسے کو سوالونے
کچھ نہ بوسے کے واقف ہیں
ٹنگ ہو جاؤنے خلاونے
سنکھ بند رشتہ دیوار
ہمیں الٹی ہیں رسی ڈالونے

غزل

شبا لگ جائیگا بزرگی کو — عشق سمجھے نہ خورد سالونسے
بیٹھیے بار غم کی خفت و ثقل — پوچھیے ناز اٹھانیوالونسے
کیسا اندھیرون وہاڑے ہی — منہ چھپاؤ نہ سر کے بالونسے
ہے مرا بال بال ہی دشمن — نسالے اُنہے ہین زلف والونسے
سلامت لگ چلتے ہو پیادونکے — مات ہوگے تم ایسی چالونسے
کانگی عندلیب کیا اوگل — پنجرے مُہ دسنے نالونسے
بانی پانی ہے آہ کا زہرہ — میرے آہو لنسے میرے نالونسے

فیض

وہ کھبہ رو جب آئیگا — بت نکل جائینگے شعولونسے ۴۲۵

بوٹی بوٹی مین اوسکی چال سا ہے — ابھی اُٹھتی ہوئی وہ کونپل ہے
پاس ہین پر نظر نہین آتے — آنکھہ اوجھل پہاڑ اوجھل ہے
کس کمر کیا کرون بل ہو مین — زلف کے بال بال مین بل ہے
کوسے قائل مین ہے چمن کی سیر — نہال کا پھول تیغ کا پھل ہے
کون ہے پاس اوسکے جا رہے — کنگی جو ٹی ہے بسی کا جل ہے
کہتے ہین کہہ کر وہ رود آہ — کیا ڈراتا سیاہ بادل ہے
جان شیرین ہے جسکے ہجر مین ہیچ — نہین سیب ذقن وہ خلل ہے

جھوٹ کچھ اسمیں نہیں سوگند ہے پیمبر کی
آپ سچے ہوئے وعدہ کے برابر آئے

منظر چشم میں جی آپ نظر ہی نہ پڑے
ہم دم و دیر میں ہم سایہ کے چکر آئے

آہو گر یسے رہی باز سیہ چشم مرا
جلد یارب کہیں چیتا یہ مرا بر آئے

ایک آئینہ پہ موقوف نہیں اسکندر
جو جو گھبرا ونکے گئے ہو گے شکندر آئے

بہت بوجھ جہان اسکی جہت ہی نہ رہی
شش جہت سے مرے گھر کس لئے شہر آئے

جذب اخلاص سے کہتے ہیں ہر ہو سنکر
وہ ہی اوڑھی ہو پہلکا ریکی چادر آئے

دلکو خالی نہ رکھنگے ترے گھر جائے کبھی
تہا مقدر کا جو بہرا سو وہ بہر آئے

سب کی سب ہو گی بیجا آئے رو جگر میں
زخم سینے کو جگر کے جو رفوگر آئے

رخ پر نور پہ اے فیض ہوا سبزہ نمود
چاند بنی ہو کہیں بھی تہ ہر ہر آئے

۴۲۶ سینہ میں پنہان دل کیا ہوا ہے
دشمن بل میں بیدا ہوا ہے

دور ابرو نسے وسما ہوا ہے
تلوار نکلی قصہ ہوا ہے

اونکے دہن کا جو چا ہوا ہے
ہر یک غنچہ پہولا ہوا ہے

جب اونکے قد کا جو چا ہوا ہے
سرو اس چمن سے لنبا ہوا ہے

گیسو سے اونکی دبتی نہیں ہم
یہ ناگ کالا کیلا ہوا ہے

کہنکا مزہ کا ہے جب سے دل مین ہر ایک رویان کانٹا ہوا ہے
حاسد نے میری جب ہمسری کی بای ہے ذلت رسوا ہوا ہے
کیا نسبت اوسکو تیری قبا سے گل کا منگا انگا ہوا ہے
ہنسی ہے خلقت روتی ہین جب ہم جینا ہمارا ٹھٹا ہوا ہے
ملتا نہین ہے ڈھونڈے جہان مین انسان کامل عنقا ہوا ہے
حیرت کی جا ہے صورت سے سیرے وہ آئینہ رو چمکا ہوا ہے
جب سے کسیکے عاشق ہوئے ہین ق کیا سے کیا سے بولین کیا کیا ہوا ہے
بد نقشیان ہین رسوا لیان ہین ایسا ہوا نقشا ہوا ہے
پہنے ہو جب خم کاکلون مین زیور بجلی کا ہم سم پر جوہر ہوا ہے

فیض آپنے یہان بھی اغونکی دولت
پیا ہے ۔۔۔ کا کہتا ہوا ہے

۴۲۸

ہو جاؤ صاف دل سے کدورت تو بھی ملے ہم رب گئے عبار مین رنج و ملال کے
اعجاز کیا بیان کرین خط و خال کے خضر آ کے پاس بیٹھ گئے دو نہال کے
صدقے ہم اوس کلام کے اس لب کے جا لیکن حضور بات کرین منہ سنبھال کے
دیکھین جو تیلیونکا تماشا شب وصال رکھدونگا بین حضور مین آنکھین نکال کے
سرکار نجب فعل سے بس بات رہ گئی دریا مین غرق غرق الفعال کے

دل مراد و زیر ہر کسی پر سے
ذہیل اسنے میں اب قضا نکرے

اوس مرض کا مریض بن جو کوئی مسیح
جس مرض کی کوئی دوا نکرے

بو دے بتا اگر ادہری اودہر
بت کو سجدہ مری بلا نکرے

ای کمان دار میری آہ سے ڈر
تیر پر وہ ہے جو خطا نکرے

ہم بھی وصاف اوس دہن کے لکھیں
تنگی اپنا جو حوصلا نہ کرے

وہ قضا یا جو آئین مسجد مین
کوئی اپنی نماز ادا نکرے

کیا کرین شکوہ جفای فلک
عمر اپنی ہی جب وفا نکرے

داد جوبی پردہ آئین محفل مین
پھر کوئی قصد انز وا نکرے

ہم ہزار نامہ لکھین اے شیخ
حد سے اپنی کوئی بڑا نکرے

جسکو اللہ نے سمجھ دی ہے
انتقا پر وہ انکا نکرے

وہ بلی نے سوک مجھسے کیا
کام ایسا کوئی بلا نکرے

ای بتو آن بان والا بون
مین خوشامد کرون خدا نکرے

جب یہ ٹہری حضور ہم ہو غفور
کون ایسا ہے جو خطا نکرے

دل کو خالی کیا کرین ہم ہی
زلف کان اونکے جو ہوا نکرے

قدم یار پر جو رکھدون سر
دور سر مجھسے ہوا نکرے

غزل

ردیف ای کے امتحانی

وہ جو اپنے لب پر شوخی کے
گر مین خدا کی جب وہ ہنسی نوا
بیشک مجھ ثواب نماز قضای
کہتا ہے یون تو ہر کوئی پر صفت وبیان
کچھ ہم ہی ایسی تنگ الرقابا
ساحت ہو جو شش ترین قریب
گوشے سے بیدلا اڑا رہا ہے
پرچھک کی دیدہ لا ہون کی جو تین
جو جو مرض سے دفع ہوا
نسخہ بھی اپنا ہی بتا یہ
وہ صنعتی کہ جو کردن بیرتا ہے

حافظ

حاضر ہوں اب ہی دیجئے گو میں نفس بجان ۔۔۔ گو کا سیر مجھے کوئی ابھی دلا دیجئے

سمجھے اسی شجر کو خواب ہر گدا ۔۔۔ جی مانگے آسمان سے اگر چھید جائیے

جانا ہے منبع اوج پہ سیر ستارہ کی ۔۔۔ حیرت ہے چاند گنج میں مہ لقا ملے

بیٹھا کرو نگاہ میں بھی اسی روز منہ ۔۔۔ ای برہمن چو وعدہ شبیرین ادا ملے

دو پھول دو جزا جو کہی آ کے گور پر ۔۔۔ محکو مزا میں جبن و لکھنا ملے

کیوں پڑھئے ہیں گرد مسلمان عبادتیں ۔۔۔ ہیں کھوٹ دین کے دو تو ہی جھا ملے

آغاز خط سبز ہوا لعل لب پہ فیض
مدت کی بعد خضر مسیحا سے ملے ۲۳۱

قبلہ و کعبہ مقصود رخ احمد ہے ۔۔۔ خال مشکین بہ سر حجر الاسود ہے

سین یٰسین ہے دندان مبارک کی خجستہ ۔۔۔ الف اللہ کا لا ریب نبی کا قد ہے

اپنی امت سے یہی کہہ گئے ساری رسل ۔۔۔ یہاں رسول عربی کی خبر آمد ہے

نام اقدس جو کوئی بی ادبی سے لیگا ۔۔۔ بخدا وہ نہیں مومن ہے کوئی مرتد ہے

کیوں نہ سر قدم صدق سے سجدہ کریں
نقش پا دیکھ نبی کا فیض مرا مسجد ہے ۲۳۲

۲۱

جب یہ ٹھہری کہ ایک ہستی ہے ۔۔۔ بت پرستی بھی حق پرستی ہے

جب سے منڈھوایا تمنے سبزہ خط — اجڑی ہندوستان کی بستی ہے
آسمان پر ہی ہے علم و شادی — ابر روتا ہے برق ہنستی ہے
ذکر سے اوسکے نام سے اوسکے — کیا ذرا نی عدم کی بستی ہے
ہے شراب طہور جسکا نام — ایک ہی بہا و مہنگی سستی ہے

فیض

اس میکدہ میں حدت کے
ہم ہیں اور بیخودی ہے مستی ہے

۲۳۳ ۲۱

جو تذکرے دہن و لب کے ای صبا ہوئے — چمن سے غنچہ و گل یکقلم ہوا ہوئے
فراق میں ہی منت کش قضا ہوئے — ادا سے آپ جو آتی تو ہم ادا ہوئے
نفاق و کفر میں انسان مبتلا ہوئے — ہزار دین بگڑتے جو مت خدا ہوئے
کہاں یہ عقدہ گیسوی عنبریں وا نہ — جہانکی ٹھوکروں میں نافہ خطا ہوئے
نا کدہ ہوا صاف دل کا آئینہ — قسم خدا کی تو ہم خدا نما ہوئے
اسیر دام میں عنقای مغربی ہوتا — کہ ملک جور سا گیسوے دوتا ہوئے
ہماری سخت سیہ دیکھکر وہ کہتے ہیں — سیاہ ایسے نہیں گیسوے رسا ہوئے
جنود دیتے وہ لب پر شور کی ہمیں بو — تو کس منہ سے حقوق نمک ادا ہوئے
خدا نے سنہ نہ کہا یا ہمیں جدا جی کا — وگرنہ جسم کے اعضا جدا جدا ہوئے
مزا بتائے جنونکی دراز دستی کو — جو اختیار میں اپنے بھی دست و پا ہوئے

غزل

جب دیکھیے دوپہر نیا ہیں نیا — معشوق آپ کہیا بہروپ ہے
میدان عشق میں وہ بڑے کہ الحذر — یہاں آپ جیسے اچھے نگلے بہت سے ہیں
حالت ہے منطر اری ہو کیوں نہ دیکھ کے — بیٹھے ہیں دو پرو کے ہی ہم وہ ہوئے ہیں
پروا نہیں ہے کچھ ہمیں شمع و چراغ کی — کچھ لحد میں داغ جگر کے دیے ہوئے
پھرتے ہیں خاک چھانتے گلیوں میں صبح و شام — عاشق تو کاہکو ہوئی ہم نا رہے ہو
اتنی سگت کہاں ہے مرا نقد دل پہ ہائے — بوسے تو بھی نہ دیجیے دی ہو
ارشاد ہو تو عرض کریں جا اجاڑ کی — کب تک یہ جھوٹ میں ہم سے ہوئے ہو
ہی محتسب نماز نہیں فرض اہل حمیت — ق — پڑھا ہے ابتدا سے مصلے کو ہوئے
لا تقربوا الصلوٰۃ پہ ستونکا ہی عمل — دنرات سیکڑوں ہی پڑے ہوئے

تو نے خدا سے ہوئے ہو نہ ہے ہے فیض

بیٹھے ہوئی ہیں پریں ٹیکا دے ہوئے

۲۳۵

کچھ اور ہی دل میں مرا ماں ہے — یہاں جان ہے اپنی ہے
دیکھا جو کوئی ہوا وہ بند ہوا — سنہ یار کا اپنی موہنی ہے
میں کشتۂ سوزن مژہ ہوں — مرقد کا غلاف سوزنی ہے
سنڈ ہوا نہ خط سے روی روشن — چھپی یہ ہماری درشنی ہے

بگڑے کہ سنتے ہر کوئی بلا ہے جناب کے
گیسو کہہ چلے انھیں کو سنوارے

عاشق ہو آپ ہیں تو دم قتل ہیں ہزار
سر زیر تیغ رکھئے مگر دم نہ مارئے

چڑھتا ہے منہ پہ بار کیا دھویا دیدہ نے
آتا ہے دلمیں آئینہ کی منہ پہ مارئے

یا پیر چلئے اب تو کعبہ کو خضر راہ
دم آپ ہی کا مار رہے ہیں مدارئے

جو بن کی خیر دیجئے اکبر نہ فیض کو
حاتم کی گور پر ہی بھوارات مارئیے

۱۲۴

بزم سخن میں جب سے عیار آگئے
اپنے تئیں وہ آپ ہی اوزار ہو گئے

از خود رفتہ گئے نہ کبھی ہم گیا گئے
بندے تھے عشق کے دو جہاں لگا گئے

شطرنج اور قمار کہیں کوئی کر سکا
مہرے کزی کرتے وہ کی بازی مات کے

عقرب زلف والے پہ یہ بیخودی ہے
کالی ہی ڈسنے گیسو نکو دم دبا گئی

وہ وصل یار اب تو ترحم ضرور ہے
درد و غم فراق رہی جا کجا گئی

دکھلائی ہم ہی سینہ مجروح کی بہار
کرتے کے ہمسری وہ رہی وہ رہا گئی

تو ہما و نکا قد ہے مگر بیں کہ بے ثبات
جب آگئے بیٹھے بزم میں قضیے اٹھا گئے

پانی سے پتلی ہو گئی جہاں سحاب کے
رونی ہے ہم جب آگئی دریا بہا گئے

دلکو خیال خال نہ زلف پہ رہ سکا
پہرہ جمنے کو ہند میں ہم کالکا گئے

حرم مین ہون تصور ہے بتونکا
ہوا کعبہ مین آئے دوار کا کی

بلی ہنکر بلا مین ہنس گئے ہم
نہ سوجھی ابتدا مین انتہا کی

مری آنکھون نے کی نظارہ ایسی
فیضؔ
ہر اک صورت مین ہے معنی خدا کی

۱۷

ہر برہمن اسکو مانتا ہے
سرکار کی زلف کا لکا ہے

دنرات بتونکا جمگھٹا ہے
دل گھر ہے خدا کا یا گیا ہے

یا پیر جو کوئی بالکا ہے
زلفون کی تیری گھر کا مانگتا ہے

ارباب سیر نے یہی لکھا ہے
رخ آپکا روضۃ الصفا ہے

ہر روز ہے درمیان گھیونکا
دنکو مرے گھر مین رتجگا ہے

ہم آپکی زلف عنبرین کو
گر مشک ختن کہین خطا ہے

جاتا ہے وہ غنچہ لب چمن تیز
کچھ تازہ شگوفہ پھولتا ہے

رکھیگا تجھے ہون مین مکتب
دم ناک مین یار آرہا ہے

ناصح کی سنے نکوئی گپ شپ
بی گھر تو ملی یہ بولتا ہے

منہ پر سے ہمین ٹال دیگا
سنتے ہے وہ غیر کے بڑھا ہے

مستونکا نہین ہے پاس کچھ
سر داعظ شہر کا بہرا ہے

دید سے ان تو نکی حاصل کیا
فیض اپنی نظر خدا پر ہے

۲۳ ۴۴۱

زلف کا جب خیال آتا ہے — سانپ چھاتی پہ کھیل جاتا ہے
پھر گھر و ندا کوئی بناتا ہے — پھر ہمیں خاک میں ملاتا ہے
بنکر اجگر ستون ڈراتا ہے — گھر شب غم ہمیں کاٹے کھاتا ہے
ہمیں ہوا خواہ جب سی خیر اوسکے — باد کا رخ ہمیں بتاتا ہے
دیکھدا نکو سوار توسن حسن — جی ہمارا ہی گد گدتا ہے
جب سی اونکا لعب ہے غنچہ دہن — غنچہ ہو لے ہمیں ہنساتا ہے
لاکھوں ہی خون آجکل ہونگے — لب پہ لاکہا وہ پھر جاتا ہے
ذکر و ذکر مار گیسو کا — سنبل باغ زہر کہاتا ہے
ہے وہ دم باز فیلسوف جہان — کب ہمارے دہن میں آتا ہے
لیچکے دل تو کوڑیوں کی مول — جان ہی لی ہے لو یہ کہاتا ہے
جسنے دانوں پر آکے دانت — عمر بھر ہونٹ وہ چباتا ہے
دنکو ہوتا ہے خلق میں اندھیر — منہ کو زلفوں میں جو چھپاتا ہے
وہ مٹا داغ عشق پیری میں — کون دنکو دیا جلاتا ہے

حسن میں ہیں ہو تم یادہ ہے
محکو گھیرے رہی ہر چند مگر
شب تصور جو بند ہا فشا نکا
موت پاس آکے پھنکتی ہی نہیں
رنج جو جو ہیں مجھے چار پہر
عشوہ و ناز و کرشمہ غمزہ
خط لب پر مجھے پھبتی سوجھی
کیجئے کنگی سے آراستہ زلف
داغلوں کی نہ سنیے گے باتیں

پوچھو یوسف کی خریدار وے
غم غلط ہو نہ سکا یار وے
آنکھیں لڑتی ہی ہیں تار وے
ذرتی ہے آپ کی بیمار وے
کیا کروں اونکا بیان یار وے
ناک میں دم ہے انہیں چار وے
مورچں پلتی ہیں شکر بار وے
چیرے سے سیکڑوں سر آر وے
کام کیا مجھکو ریا کار وے

ق

دیکھتی ہی رخ صاف اونکا فیض
لگ رہے ہے آئینہ دیوار وے

۲۳۱

دو عالم میں وہ خود نما ایک ہے
شب ہجر کالی بلا ایک ہے
معلی ہزاروں ہی مرتے ہیں روز
کیا کشتہ سیں جس نے مجھے

نہیں جھوٹ اسمیں خدا ایک ہے
پری کا کل اور کالکا ایک ہے
ادا آپکی اور قضا ایک ہے
مری خاک اور کیمیا ایک ہے

ہ اتنا ابہت چلئے جوبن پر آپ
زمانے مین یک سے سوا ایک ہے
کروں وصف کیا ابرو زلف کا
دو عقرب ہین اور اژدہا ایک ہے

کہے اسخان ہمنے مرکر فیض
لب یار آب بقا ایک ہے

ہر شان مین شان کبریا ہے
وہ آپ ہے کون سوا ہے
ہر سمت مین جلوہ گر خدا ہے
یہ شان نزول اینما ہے
واعظ ہی نہین ہین گمرہون مین
ہر شے مین ظہور ذات کا ہے
گویا سنوا نہین ہے کوئی
سنتا ہے وہ آپ بولتا ہے
موصوف ہر اک صفت سے ہے وہ
ہے درد کہین کہین دوا ہے
موجود وہی ہے سچ ہے بی شبہ
جھوٹا یہ تمام پیکھنا ہے

کرتے ہین نظر جدہر فیض
آنکھون مین وہی سمارہا ہے

۲۱
زلف والون نے مجکو مارا ہے
سنی مرقد کی مشک سارا ہے
مہربان شب سے ماہ پارا ہے
اوج پر بخت کا ستارا ہے

بجذا کشتہ بتان ہون مین
سنگ تربت کا سنگ سارا ہے
ملک الموت پر بھی مجھ دون
بے اجل مجکو وار سارا ہے
دانت کھٹے ہلال سے ہی ہو
ہین ابرو ترا کٹارا ہے

پیتے ہی پیتے دانت دون
چل رہا ہے ترا کٹارا ہے
روز و شب کا کھاتہ تارا ہے
ذکر ہے علم و فضل کا کثرت
ہم چمارے یا بکارا ہے

قابل

غزل

فیضؔ

قابل وحدۃ الوجود ہوں مین — رنج و راحت سے مجھے گوارا ہے
ہے عبث اوسکی توڑ جوڑ کی فکر — اسنے ہر بوالہوس کو مارا ہے
ہوس کیمیا نکر اسمین — جانکا مال کا خسارا ہے
ہات آتی نہین ہے ای ناداں — کچی پیسی یہ خام پارا ہے

ایک بوسہ لبونکا فیضؔ کو دو
بس یہی جس کا اُتارا ہے

دیکھی جو شکل اوس بت نامانوس کی — بگڑی ہے بیت صاف جالینوس کی
دست دیا ہمندے سیحا کی ہوئے — نبض جو دیکھی ترے مایوس کی
گبر و سوس کو سناتا ہون مین — ہے اذان مجھکو صدا ناقوس کی
رنج تنہای کہین ہمکو نہین — سات ہے حسرت دل مایوس کی
جو مسافر ہا مارا گیا — منزل دنیا ہے جا افسوس کی
کی جو دیر اوسنی خدا جانے وہان — گذری کیا کیا جان پر جاسوس کی
دو مجھے بوسہ نہین بیچو جو آج — دیکھی صورت مینے کس کنجوس کی
جب قدم رکھا دیار عشق مین — کسکو پروا تنگ اور ناموس کی
کرتی حالی لوٹ کی ہنسین نہ آپ — پہنیان ہوتی ہین جالینوس کی

ہیں طرفدار مدعی کے جب آپ
کس سے اظہار مدعا کیجے

آپکا نام ہے رحیم و غفور
عفو بندہ کی بھی خطا کیجے

آرہی آتی ہے صورت اونکی نظر
دیکھے آئینہ کو صفا کیجے

میں کسی کو نہ کہنے دونگا
آپ آنکھوں ہی میں رہا کیجے

خلق رونق ہے بجلی گرتی ہے
آپ موقع ہی سے ہٹا کیجے

گر بگڑنے ہیں وہ بگڑنے دو
کچھ بن آتی نہیں ہے کیا کیجے

رمضان جیسے ملک ہیں ہیں فیض
آپ میخانہ میں رہا کیجے

ہے مباح آج ہی وضو کی لئے
پنجگانہ نماز ادا کیجے

ہے یہی آشتہار پیر مغان
تیسوں روز سے مگر قضا کیجے

۲۰

گم کردہ کارواں کے لئے رہنما ہے تو
ابتدا جو ضعف ہے ہم نفس انتہا ہے تو

کیا عرض کیجے حضرت انسان کیا ہے تو
بگڑے تو تب ہے جو بنے تو خدا ہے تو

ہم ہی وہ بادشاہ سعادت سیاہ ہیں
سایہ ہمارے چند گرآئے ہما ہے تو

لٹکے ہزار ون لف مسلسل کو یاد ہیں
دیکھی جگت گر تو نوا ہی بالکا ہے تو

طوفان حادثات سے کیا ڈر ہے اے دل
جب ناخدا جہاز کا اپنا خدا ہے تو

مردی کی سعی سے نہیں بہتر ہے کچھ بھی
جب تک نہ راہ کعبہ دلکی صفا ہے تو

غزل

فیض

مژگان تکا اور سکے نام نہ تو بار بارے
ایسا ہو چہری کوئی پہلو مین مارے

بی آب تیغ تیری کرین ہے اور مین
اس تشنہ لب کی قتل کو بوندی نہ مارے

وال اور سکے آگی رندو کی گلی نہین
تیغ اپنی گھر مین ہمیشہ کی تیغی بگھارے

نذر مین جو نا دیگا شہید اسکے مزار پر
قاتل جو بار سر کے سر سے اتارے

اس تو ان کشمکش ای شانہ کیا ضرور
بگھری ہے زلف پیا تو اسکو سنوارے

دینا ہون صفت وقت نہین ای اجل ذرا
لا لے کے پہلے وہ جو دل افگارے

منظور اوسکو ہون جو کبھی ہو ای سورے
ہنگام گریہ مجھسے گہر آبدار لے

رند دزدگی جھگڑے مین چلے ہین جناب شیخ
ایسا ہو عمامہ کوئی بہر آتارے

مردار اوی جس دل مرده مین نہین
سیدھی موالے جیسے بہا جھکارے

کہدو ہو جو باس اوس ابرو کمان کے
دو چار تیر نالے کی ہمسے اوتارے

آجائین پر قدمے دیار و جہ مین
یہ ان فتنہ کو جو کبھی وہ پکارے

جو عاشق ای سو کہ حسن و عشق مین
ابرو سے بڑھکے زلف اوسے پہلے مارے

گر شوق ہو ستار کا بزم نشاط مین
سستی وہ آج آنسو بنکی ہمسے تار لے

تیر و کمان ضرور نہین اوسکو جا ہی جب
تیر نظر سے طایر سدره کو مارے

کرتا نہین ہے سچی کہی واعظ اکیات
جب تک نہ چار لوگو مین کہیے نہ سنسکارے

یہ انتہا حسن ہے غول اوسکا ہی سباح
جو کوئی نام نخجر ابرو سے مارے

گل کی اچکن کا بہت پہیکا ہے رنگ — آپ رنگین اپنی چکن دیکھئے
جب تڑپتا ہون تو تڑپتا ہی لوٹن دیکھئے — ہے کبوتر یہ بھی لوٹن دیکھئے
تیج ہنوں نے ایک ہی بوسہ دیا — کرتے مین کل کیا معین دیکھئے
کیا کہون اے حابسہ زیبو حال تن — ہوگیا ہے تار داسن دیکھئے
آنکھین کس کس کی تکواتا ہی آج — یار کی بدلی ہے چتون دیکھئے
دیکھہ کر رندون کو جلتے ہین مدام — ہین یہ داغ کیا جلے تن دیکھئے
تکتی رندون نے کہو تمنے ندی — شیخ کا نکلا پلیتہن دیکھئے
نقد دل کہو لی تو دیجے ایکدن — اودسے ہین لیتا ہون تا دن دیکھئے
بی نقاب آئے جو تم اے رشک باغ — ہوگیا فق رنگ گلشن دیکھئے
چھپین لعنے نکے ہم ہی آگئے — کسطرح بیٹھے ہے اولجھن دیکھئے
اوس سی مالیدہ لب کی رنگ سے — اوڑ چلا ہے رنگ سوسن دیکھئے
یاؤن پوجی دوستی کے آپکے — ہوگئے ہین دوست دشمن دیکھئے
حال نکا وصف کیا کرتی ہر آپ — ہے کہان اس تل مین روغن دیکھئے
وہ گلا کاٹے کہ پہانسی دیگر — ساقی قاتل کی گردن دیکھئے
منہ کو بالون مین چھپا کر کہتے ہین — زیر شب ہے روز روشن دیکھئے
فیض نے سہوا ہپاس قدیا — قافیہ باندہا ہے قدغن دیکھئے

قطعہ تاریخ

حاجی بابی کا محل ہر اک سے خوشتر
کہتے ہے یہ سالون تاریخ ہوا رشک بہشت
صورت اندر ہی سے ہے سرو آقائی
وہ نور عشق شاہ خان ان کا پسر
جگ سے چڑہا ہون سر آقائی
رندان بادہ نوش کی خاطر کیلئے
جہان جاے آئی
ساقی جو جام دے آئی تو جلد لے آئی
بخشر ماہ فوق
فوق ماہ

غزل

ہوا عطا کی ہوا ہی کہیں قبا تجھ کو
اس دیندار نے ڈبوئی دنیا خراب کی

جب سے امام میکدہ پیر مغاں ہوا
ہے ساغر و صنو ہمچو بوتل شراب کی

جب تک ہنوز ہوگا نقطہ موہوم منعدم
امید و اس دین سے نہیں ہے حجاب کی

عاشق ہیں پھر دین سے نہیں ہاں شیخ کو
پوچھو ہے راہ ضلالت تو کامیابی کی

اکسیر کی ہوس نہ کر اے آہو سو
ہات آئے خاک اگر قدم بوتراب کی

کیا دوس ہے کسی سے شفق شوخ نیلچہ
زلف اوڑنگی ہمسے باتیں کرے ہے جو

جانی لگا ہے کوچہ سرکار زلف میں
شامت پھر آئی ہے دل خانہ خراب کی

بوڑھے ہوئے حضور کو تو رک سکتی
ہین ناگوار شیب میں باتین شباب کی

جب سے سمند ناز پہ ہوتا وہ سوار
بہتا قدم خیز ہے صورت رکاب کی

دور سے خدا کی پناہین دور ہی جو ہم
لوہین کہان سی تاب ہٹوں پھر بھی آپ کی

جب مہری یہ غضب وہی ہے رحیم
کیا ہمکو حسرت ہے گنہ بیحساب کی

کہدو ابنا کے رکہین نکہت بوستان پر
پاس اوسکے ہے جو فرد حساب کتاب کی

اے فیض ہم قدم رہ ہین ہم نشین ہین
آئین گے بیکے ملت مین بوتل شراب کی

دیکہی جو ساقوی تر آنکہو مین آنکی
چہٹ جائین ہے جو کے شاہد و شباب کی

شایان ہو کیون نم اوس مہ نامہربان کے
آتی ہین نامسے اے کہین آسمانکی

اپنا دہن رہا ہین قابل بیان کی
ہائے سخن مین جیسے مین کانی زبان کی

فیض

کچھ واسلام کی عینک سے

کیا کروں لیکے یہ عینک ہے

اونکو شوق ترانہ سازی ہے — نالہ سرگرم نے فوازی ہے
اک یہی بوسہ لبوں کی طیر — کارشاناں گدا نوازی ہے
جب سے چونے کی نکتہ دہن — مجھسے رہتی امام رازی ہے
کچھ ان عرق بولیں صورت حضور — ہمکو سجدہ داری ہے
اونکے قد بلند سی ہے پست — کوچی زلف کی درازی ہے
نیچ لاسے کرے جو قتل وہی — ہے بوجد وہی وہ غازی ہے

فیض

ہم نشیں ان سے ہم ہم نے

صرف زلفوں کی جعل سازی ہے

۱۶

سینہ دل غیرت گلشن بنے — رنگ لالہ داغہائے تن بنے
اجنبی کہیں ترے ہم بہت — وہ جہاں کہسار کا دامن بنے
نالہ بے الحان داؤدی مرا — کیا عجب ہی موم اگر آہن بنے
صاف دیکھیں صورت اپنی آپ ہم — آئینہ جب وہ رخ روشن بنے
پاؤں پر جب ہم ترے اخلاص — گہہ بنے بہادون گھ ساون بنے
ہے موافق مجھسے اک نیرنگ یار — دست تو جتنے وہ سب دشمن بنے
مرے مرے کل تنا اپنے کرے — غم نہیں گر عجز آہرمن بنے
دیکھیے اوس فیض کی قسمت کہ اگر — سینہ پر ویزہ روزن بنے

فیض صاحب بیٹھے کی تاریخ

ایکدن ہوگا خدا کا سامنا

ولہ

جب آپ دوسرے کا نکلے کا

بلنگ ہمن آنکھ کا

ولہ

ہمکو کال کے تصور مین ہن دن رات خوار

مطلع

ہیں تصور کے خاموں نہ ہوتا ہے

بات کہنی ہی ہو تو کہنا ہے

کام جو ہو سکے ہیں اس سے

اپنی نزدیک ہی ہیں اس سے

اشعار متفرقات ہندی

نوک پہ چبھونے تری جلوہ گر کا	ہے مہر ستارہ تری باپوش زیکا
جب ہمکو تصور ہو تری خوش نظر کا	حاصل ہو بدیہی ہے نتیجہ نظر کا
مطلق نہین مین جزو ہی کلی سے	دنرات تصور ہے مجھی بخبر کا
تصدیق جہنین ہے وہ سمجھتی ہین بہ تفصیل	کب جنس مین ہو خاصہ نوع شبہ کا

ولہ

کیون نہ عالم کو گمان ہو گیسوئے پر شکن کا	تیری زلفون کا ہر اک حلقہ ہے چکر سانپ کا

ولہ

تہا جو زاہد طرف روضہ رضوان دوڑا	مین جو ، وڑا تو سوی کوچہ جانان دوڑا

ولہ

جب ہوا اوس خوش ادا کا سامنا	ہمنے جانا ہے قضا کا سامنا

مطلع

فیض صاحب بیٹھے کی تاریخ

شعبان ہی آخر ہوا میخانہ سے نکلو

توکو ہوی فیض عبادت کی دن آئے

بہرتی ہین فیضیو نکو لیے سات دہ

اب ہمسے نہین ترک رفاقت کی دن آئے

کل سے پہر جی نڈھال ہے اپنا — آج جینا محال ہے اپنا
فیض صاحب جو صبح کو وہ مرے — شام کو انتقال ہے اپنا

مطلع

صدائے قمری سنی جہاں نکل آئی — زبان حضرت عیسیٰ سے ہاں نکل آئی

مقطع

نمک چھڑکا گیا ایسا ہوا فیض — دہان زخم اتنک بی مزا تھا

بیت

عبث رہ کہتے مجھ پر تہمت مرگ — گئی دن سے جگا تھا سو رہا ہوں

مطلع

اس نہم میں آئی ہیں جاگے نکے — بیٹھے ہیں ترے نام اٹھا نکے لیے ہم

ولہ

عمر آخر ہوئی غفلت کی سرانجام میں — ہو چکی ہور کچھ ہم اپنی آرام میں

جلوہ ولہ

جلوہ بخش حرم و دیر ہے کون — آپ ہی آپ ہو تم غیر ہے کون
آپ تو نیک ہیں میں بد ہوں بھلا — مالک امر شر و خیر ہے کون

ولہ

ولہ

مین ہون سا جدہ و صنم معبود ہے	پھر میرا کعبہ مقصود ہے
ہے برآمد بام پر وہ کعبہ رو	ہاہ بیت اللہ کی سعد ورد ہے
دود ناک آتش ہی گیسو یار کا	روی روشن آتش بے دود ہے
دیدہ حق بین ہے کر نظارہ فیض	ہے وہی موجود جو موجود ہے

ولہ

جلوی ہے چشم تر سے جو پیاری پانی	ماہیت اسکی تجھکو شکل ہے ہار پانی
میری طرف تو دیکھو جانیکا نام مت لو	آنکھونمین آرہے ہی اختیار پانی
ہی چشم کسطرح سے بیٹھی غبار دیکھ	جب تک برس نکالین دو تین دو چار پانی
پھیکا ہے جس کے آگے آب خضر	ہے چاہ ذقن کا وہ خوشگوار پانی

ولہ

غش خیال سو کر مین غیرت	ہمکو ہستی مین عدم کی سیر ہے

مقطع

امت خیر البشر مین تم ہی ہین	فیض اب خاتمہ بالخیر ہے

ہے جب سے مخاطب بخطاب صدیق | غائب عالم سے ہے جواب صدیق
ای فیض نہیں ہے کذب اسمیں ہرگز | ہیں خاتمہ صدق جناب صدیق

رباعی

کیا مجھسے رقم ہو عزو شان صدیق | ہے اکرم شرح و بیان صدیق
ای فیض یہ کیا باب ہے خوب کو مجھ | پہلو میں نبی کے ہے مکان صدیق

رباعی

ہیں جسرقہ عادات مقالات عمر | ہم فرصت عرض ہیں خیالات عمر
کیا فضل و کمال اونکا بیان ہو ای فیض | ہے نطق سے عباکمالات عمر

رباعی

کہتا ہے وسیع حوض عثمان غنی | اک خلق ہے مہمان عثمان غنی
سب پیدا جہاں بہم سے ای فیض | پیدا ہے علو شان عثمان غنی

رباعی

ہے جب سے وہ خوانگاہ سلطان نجف | سیدان بہشت کا ہے سیدان نجف
بالملاک سے ہے بلبلہ رحلت زین | کیا مجھسے بیان ہو شوکت و شان نجف

رباعی

ای فیض ہیں ان غلام مولا سے نجف

رباعی

ای فیض ۔۔۔ اظہار عقیدت کا مشتاق ہے تو
بیٹھا ہوں ترے در پہ بھکاری کی طرح
یا پھول دے دامن آل رسول

رباعی

ای فیض ۔۔۔ ہوتی ہیں فلک پہ جسکے صدقے نذریں
ہے خوانگہ علی علیہ الصلوات

رباعی

اک آن میں آسمان پر سے جبریل
آتی جاتے ہیں مابل و پر سے جبریل
ای سیر خدا جو یاد فرماؤ انہیں
پاس آ بیٹھے آئیں جلتی سر سے جبریل

رباعی

ای فیض ۔۔۔ اس کثرت وہمی سے کر شبہہ کہو
معلوم ہوا نقل تعالو سے ہمیں
کچھ فرق نہیں نبی علی میں سر مو

رباعی

جو داغ ہے ماہتاب ہو جاتا ہے
جو ذرہ ہے آفتاب ہو جاتا ہے
ای فیض ۔۔۔ یہ مرتبہ ہے اور سکا بخدا
جو بندۂ بو تراب ہو جاتا ہے

رباعی

مولائے زمانہ دانے جملہ رسلی
ہیں واقف اسرار خفی و جلی
معلوم ہوا نقشا سے ای فیض
یکجان دو قالب ہیں نبی و علی

بہ جو ہوتی ہے مری مذہب کی بات	بہول جاتی ہو د نکو سب کی بات

بات یہ ہی بڑے غضب کی بات

ہر گھڑی بات بات مین کہتی	بات آتو نہین ہے ٹھیک ہسی
چاہے گر لاک بار تیرا جی	بات کر میرے سات رتی کی

سات مشکے ہی بار سکی بات

نہ پڑہو تم کبھی حکایت عشق	نہ لکھو تم کبھی حکایت عشق
نہ کہو تم کبھی حکایت عشق	نہ سنو تم کبھی حکایت عشق

ہی بہت رنج کی غضب کی بات

باتین سب بہول جاؤ پچھلی	یاد کرے وہ شقتین اگلی
بہی اے قبلہ عرض ہے میری	عرض ہے عفو کیجے گستاخی

یون تو کہنے کو سنی سبکی بات

نہین اچھی بریت بی موقع	نہین موقع کی ریت بی موقع
ہار سے بد ہی جیت بی موقع	ہے کذہب بات جیت بی موقع

بات اگر ہے تو ہی ادب کی بات

دم بخود دین بساحتہ مین سبہی	لی ارسطو سے جا نے خدا نی

پڑگیا ہے انتہ جس مین خلل | موت آئے یا نہ آئے آجکل
ہم تو مرتے ہین کسیکے واسطے

کام کاجی سے نہ گوریسی رکھو | خواہش اردل اگر صاحب کو ہو
آمین عیسی اردلی کیواسطے

ابتو اک سوجھ ہے بہتی سے مجھ | حسن ہی نک سک پہ غش ہی کیا
سومہنی ہو موہنی کے واسطے

ہمنے مرمر کر کیا ہے امتحان | مر گئے پر رشتہ ناتا ہی کہان
ہین یہ سب کے جیتے جی کیواسطے

مت نہ کہلوا کر نہ میرے پیٹھ تول | سیکڑون سے لی عداوت مینے مول
ایک تیری دوستی کیواسطے

خود بخود رزاق پہنچاتا ہی قوت | فیض کیون کرتا ہے اتنی کاکلوت
ایکدم کی زندگی کیواسطے

مثلث

ہے بیکار آجکل بنا و نہین | یار کو ہمسے کچھ لگاؤ نہین
وہ محبت نہین وہ چاؤ نہین

بیری کہا ہے تیرے کاہے کو ہے بزار | یہ دوروزہ زندگی ہے کون فلک ہے پیکار
باؤ رو نی ہے ناپائیدار نہین

یوست مصری کی ہے یہ سخن | اور کیا ہے ترا لحاف دہن
یہ اگر قند کا چوا نہین

کیا جسے آرزو کہی کو ہو آئے | ہم اسے سلام سے بھر جائے
بیری تلوار کا وہ گھاؤ نہین

مثلث

کہا لیا عشق نے مجکو دم دیکر | چاول الماس گوشت لخت جگر

فقر پدرین بلا و چنین

تہی تمنائے فارغ البالی | عید ہی وصل سے چلی خالی

کچھ گلے لگنی کا لگا دہنین

فیض سے پوچھو تمہاری تا کبے | ای **رشک** یہ زمین غزل وہ ہے ای

جسمین ذرہ کہین پہر اونہین

متفرقات فارسی

فکر شراب و ذکر نگاری نمیکنی | اندیل شباب آمدہ کاری نمیکنی

عنقای قاف حسن بپرد ہای برکشود | ای شاہباز عشق شکاری نمیکنی

مطلع

حیف چون دامان یار از دست رفت | دست رفت از کار و کار از دست رفت

ولہ

الامان از نخانہ آں سفاک می آید برون | الحذر از جسم جان پاک می آید برون

بہر استقبال دیدار تو ای نور نظر | مردمک از دیدہ غمناک می آید برون

تا دلم اندر ہوای عشق تو میسوختہ | خاک آب از دیدہ من خاک می آید برون

ولہ

تا ہوای پای بوسش در سرم جا کردہ است | جوہر تیغ ناز بر فرقم دمادم میرود

غزل
متفرقات فارسی
مطلع
فیض

فیضی

فیض از سعی گدا دامن چه سود
در گدا از دل گدازی دیگر است

تا زیارت گاه عالم قبله روی تو باد
سجده گاه من خم محراب ابروی تو باد

یا محمد نیست از لعل جواهر مطلبم
تو نیای چشم من خاک سر کوی تو باد

گرچه حال از قرب خوبان خوب با دست یکیست
مرغ جان من شکار دام گیسوی تو باد

نیست در دل آرزوی غیر باز دی تو ما
بر سر من سایهٔ دیوار شکوی تو باد

بر زبان خلق تا ذکر قد طوبی بود
جان و جسم من نثار سرو دلجوی تو باد

ذات پاکت را خدا خلق مجسم خلق کرد
جان جانم فدای خلق نیکوی تو باد

زلف بکشا تا ببوسم نفحهٔ جان بخش او
صد هزاران نافه بر بادش سر کوی تو باد

چون بیاراید شفاعت نقد خلق آن روز پیش
حسن خلق خلق با سنگ ترازوی تو باد

کعبه عالم توئی هم قبلهٔ عالم توئی
با محمد رو فیضی خسته جان سوی تو باد

گه اشک و گهی لخت دل از چشم تر افتاد
اسرار نهانی همه از پرده بدر افتاد

از خط چو بر ان لعل مسلسل نظر افتاد
بر جان من زار و بلا دگر افتاد

تدبیر و علاجش بجهان دگر افتاد
زخم سر شمشیر تو کاری بسر افتاد

یارب چه کنم در چه کنم فکر مداوا
سودای سر زلف تو عیبی بسر افتاد

بیخلسه نماز خویش بگذار ای فیض — گر بینده که لاصلوة الا بحضور

رباعی
در صفت الفقر

محفوظم و ایمنم ز شر وسواس — بیرون ز درون من گزیده خناس
فیض سنم حافظ قرآن شریف — یاد است ز الحمد مرا تا خناس

رباعی

گه هوش بدر آورد گه هوشم کرد — گه کرد کناره گه در آغوشم کرد
آن سیمتنی بدمزاج در محفل فیض — این طرفه معامله شب دوشم کرد

رباعی

یکچند حسن عشقبازی کردم — یکچند نیاز بی نیازی کردم
چون خانه چو خانه را خراب است فیض — آخر ز نامه سازی کردم

رباعی

ای فیض تمیز ده حق و باطل کن — بیگانه شناس خویش را حاصل کن
تا کی عرق آلوده ردی شوی عراق — اندر خم سینه طواف دل کن

رباعی

از باده عشق او چو مستم کردند — از دولت هوش تنگدستم کردند
این بیخبران رند مشرب فیض — در آخر عمری پرستم کردند

رباعی

رباعی

رباعی

رباعیات فارسی

شد عمر به فکر حج و عمر آخر | کاهی نه طواف دل نمودم افسوس

رباعی

گه در طلب شیشه صهبا ستم | گه ساغر زمزم است اندر دستم
ای فیض ز خلق نیست هیچم غرضی | هستم هستم هر آنچه هستم هستم

رباعی

ای فیض سخن ز آب ناگفته به است | از کیف و کم شراب ناگفته به است
در عالم نشئه با خدا بد گفتم | حوال من خراب ناگفته به است

رباعی

گه سوی زیان گه سوی سود شدی | گه حاسد خویش و گاه محسود شدی
ای فیض ز صحبت حذر باید کرد | مقبول شدی و گاه مردود شدی

رباعی

زنهار به کعبه کن پشیمه خویش | چون روح گذر کن برگرد ریشه خویش
از بهر خدا جو فیض اندیشه کن | ای عاقبت اندیش کن اندیشه خویش

رباعی در صفت تشبیه بنظم

ابر بدوست بسان ماه و رویش چو هلال | آمد به ثبوت او دلیلی بجمال

در سینهٔ فیض را مخاطب کردی هر شام بگاه بیفایده بحث دین و مذهب کردی
در نسخهٔ دل نظر نکردی مبهات سامانه چه داشت از اصل کتاب فوت مطلب کردی

رباعی

گه ساخت ز فکر روسیاهی توبه گه کرد ز زرق بیگناهی توبه
صد بار نمود و باز صد بار شکست از توبه فیض یا الهی توبه

رباعی

خوش باش دگر اختیار آزاد کردی تا شاد از جهان ناشاد کردی
ای فیض پس از مرگ هم آزادی نیست در خاک روی و باز بر باد روی

اوزان رباعی

نزد ماهران این فن زیاده از بست و چار نیست و نزد یک مصنف علیه الرحمة زیاد از بست و چار مستخرج میشود کما لا یخفی علی الفطن العارف چنانچه پنج رباعیات مصنف رحمة الله علیه مشعر بران است

رباعی

جان دادم و از دست بدلدار کسے بر بادم میسازد عیار کسے
این دارو بر کسے تمنا زیار لیکن هرگز نگشت آن یار کسے

رباعی

دل دادم و یار میگواری ها کز دستم جرعه نمینوشد مے

رباعیات فارسی
لیکن در اینجا نسخه داریم امید
هر چند گنه کاریم ای رب غفور
رباعی
هر چند که دور از تو سیه کار شدیم
وان بار جفا کار ستم خوار شدیم
از خوف مزاج نازنک یار کجا
احوال دل از کسے نپرسیم چه شد
غلام زنگی سرد و دوان قشنگ و تنو گوارانند
تمثیل گل دوست بیگمان تنگ شکوارانند
بسیرش نلف و تنو گوارانند
تحریر حضرت مصنف حضرت حافظ ما شاء الله از ۲۰

غروب بادہ صبوح نوبہار شباند

سنم بمیکدہ چون دور باده گردد — سنم بدامن صحرا و بر کنار آب
وحشی دسنم مستی بخش شنو — شعب ماست بیشب ایجا شناسی

کہ سحق کماست گن بر گذرانند

نہ مرکبے نہ رفیقے طاقیہ توشہ — تصور منے کہ نماند مرا زرنج و محن
نہ زاد راہ سفر تار سم بسوے وطن — تو دستگیر شوای خضر پے بخجستہ کہ کن

پیادہ میرم و ہمسر مرا سوار انند

نہ من بہ ابر سیہ چون سرو و سنبلایم بس — نہ من بہ لالہ چون سبزہ زار و دامن دشت
نہ من بہ لیلی چون غنچہ میگرایم بس — نہ من بہ گل چو عرص خزاں بہ ایم بس

کہ عندلیب تو در ہر طرف ہزار انند

نشستہ در حرم بعض دکمن کمن سخت — بیچر با مرغ ہا مباب دین کمن سخت
بعشقے کہ مت کابین چنین کمن سخت — بشب او گذر و میش این کمن سخت

کہ سالکان در دوست خاکسار انند

نخست گل دو دہنت غنچہ در حدیقہ نانا — دلم چو لیلی جان سوختہ بسبزہ و گلزار
تو خود در مراشد انس عجز بخانہ — تو اصفا و مرا آب آبہ شد غلغہ

رباعیات فارسی

گواه دعوی من هست خصم | تو صاحب نعمتی من مستحقم
زکات حسن ده خندان لبم را | که مسکین فقیرم سائلم را
ندارم آرزوی کار دیگر | بر آن عزمم اگر خود میرود سر
که سر پوش از رطبق بردارم شب را
چو فیضی او درین طاق زبر جد | همین نرسم که حافظ محو گردد
چه تصویرست این که در کنارم شب را

ایضاً

جای مشتاق خاص خلوت اوست | دل سراپرده محبت اوست
دیده آئینه دار طلعت اوست
تا بود پرتو ساغر چشم | بیخیالش مباد منظر چشم
زانکه این گوشه خاص خلوت اوست
با خرابانیان چه روز و چه شب | گر من آلوده دامنم چه عجب
همه عالم گواه عصمت اوست
بی اجل گر فتاده ایم چه باک | من دل گر فتاده ایم چه باک
غرض اندر میان سلامت اوست
از کران تا کران حکومت ماست | دور مجنون گذشت نوبت ماست

فیضی

ایضاً

گفتم بچشم گوش بهر خر نمیکنم

بر آستان باده کش افتاده ام بیا | هرگز نمیشود دگر خود خبر مرا
تا در میان میکده سر بر نمیکنم

تا هر کسی بصحبت معقول میکند | پیر مغان حکایت معقول میکند
معذورم ار اتحاف تو باور نمیکنم

لاف نگر اف نشنوم از عابدان شهر | این تقویم بس است که چون زاهدان شهر
نازد کرشمه بر سر منبر نمیکنم

در مجمعی که پیر مغان بود این سخن | زاهد بطعنه گفت برو ترک عشق کن
محتاج جنگ نیست برادر نمیکنم

میگفت پیش فیض تو هر ناامید زود | حافظ جناب پیر مغان جای دولت است
من ترک خاکبوسی این در نمیکنم

ایضا

مزاج بیمزه دور از بهار بیمزه ایست | اگرچه باده فرح بخش و باد گل بیز است
بیا بیانگ جنگ مخور می که محتسب تیز است

کنار آب و پای بید و طرف جویبار و مل | دلم میخواهد این بنیاد را بر باد کن
در آستین مرقع پیاله پنهان کن

فیض صحت بی تمرین ہے ہوش — خون قتیل میسر د بابا ہے خوش

مالبد خود پدست وخنا را بہاد مشو

تاریخات اردو و فارسی

وحیم	افضل الدولہ	شبے	داد حق شہزادہ حشمت قرین
نیک صورت نید		ماہیرت نیک بخت	در دعا یش ہر کہین و ہر مہین
طول عمرش ہیچو طول عمر	خضر	کن عنایت یا آلہ العالمین	
دار دآن خورشید برج سلطنت		بر سر آثار شاہی ابد جبین	
سال تولیدش رقم بنمود فیض		باد احیہ	ادارت تخت ذیگین ۱۲۷۴

ولہ

بہ قصر افضل الدولہ بہادر — تولد گشت چون خورشید طالع

رقم زد فیض تاریخ ولادت — سکندر طلعت و جمشید طالع

۱۲۷۶

تاریخ تولد فرزند مختار الملک بہادر

بہ قصر راحت دستور اعظم — شد طالع مہ عزت وہ بدر

رقم زد فیض تاریخ طلوعش — تولد شد جوان طالع جوان قدر

۱۲۷۶

تاریخ وارد شدن بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد شاگرد رشید ملک العلما بحر العلوم رح

سال صحت رفیض بشنودم | آمد آرام رفت در دو از نیک ۱۲۶۸

تاریخ وفات میر موصوف

چون ز دنیا بسوی عقبی رفت | میر جعفر علی نیک خصا
گفت رضوان ز فیض تاریخش | آمد اندر بهشت نیک فعال ۱۲۶۹

ولہ

جگر بند خان محب علی | چو پیش عروس اجل سر بمهر شد
رقم سال تاریخ فر | شد فیض بشادی قران مهر شد ۱۲۶۸

تاریخ سوناجی پنڈت

بهر گئی آگی اجل حجرے تک | فیض جیتے ہی ہین سوناجی
سہرا خلاص سے تاریخ یہ ہے | راؤ صاحب کی ابھی ہوئی ہے شادی ۱۲۷۲

ولہ

ز فیض حق و الطاف محمد | سنور گشت چون فردوس مشتاق
رقم زد فیض تاریخ وفاتش | سنور رفت با ایمان ز آفاق ۱۲۶۸

ولہ

مقتدای جہان مهر سعلے | شد جوان شادی برادر شاد

رقم زد فیض تاریخ کمالش

ولله

خان عالم مهربان برآن دین
کرد از توفیق حق مسجد بنا

از سر اقبال آمد سال او
خالصا لله شد این مسجد بنا

۱۲۷۰

ولله

چون بناشد فضل حضرت حق
همین دوعشت سر کنان سیر

فیض تاریخ او قسم فرمود
قصر جنت فزا کنان سیر

۱۲۷۶

ولله

دین پناهم بیش افزا دین پناهم جم اقتدار
بنا کرد و یادگار از فضل خدا کاشانه ای

شهریار تاج بانی رفعت افزای سپهر
از الطاف محی الدین پیر بنا خانه ای

۱۲۵۲

ولله

بنا شده در حیات خاور سلق
مصرع عشرت فزود همکان عیش نگر

فیض سال بنایش عیش فزا آمد
سکان عیش و نشاط و محل رنگ و نیز

۱۲۵۹

ولله

در زمان سعید و سال سعید
شد مرتب بمکان بی فصل آله

بنا شد خانه حق بلند الحمد

۱۲۷۰

ولله

کرد از توفیق حق مسجد بنا
خالصا لله شد این مسجد بنا

۱۲۷۰

ولله

همین دوعشت سر کنان سیر
قصر جنت فزا کنان سیر

۱۲۷۶

ولله

بنا کرد و یادگار از فضل خدا کاشانه ای
از الطاف محی الدین پیر بنا خانه ای

۱۲۵۲

ولله

مصرع عشرت فزود همکان عیش نگر
سکان عیش و نشاط و محل رنگ و نیز

۱۲۵۹

ولله

در زمان سعید و سال سعید
شد مرتب بمکان بی فصل آله

ولد

ولد

ولد

بنا کرد چون مسجد استوار
رقم فیض فرمود تاریخ او

ولہ

مسجد ساخت شاہ سعد اللہ
فیض تاریخ بنایش فرمود

ولہ

بناشد مسجد پختہ کہ ہنگام تماشا اش
رقم زد سال تاریخ بنایش فیض این مصرع

ولہ

چون بنا فرمود مسجد شاہ سعد اللہ را
در اول اللہ اکبر فیض تاریخش و گفت

ولہ

مسجد از دودمان مفتی دین پناہ
فیض نے تاریخ اوسکی یوں کہی

ولہ

دلی خدا شاہ دنیا و دین
شد آراستہ مسجد صالحین

ولہ

تا روز قیامت قایم
مسجد پختہ بماند دایم

ولہ

ترسم مسجد کہ از صافیش شد حیران
شدہ از شاہ سعد اللہ بنا این مسجد کہ

ولہ

زاہتمام مولوی عثمان ہیرزادہ من
مسجد اقصے بنا غداز سرور دکن

ولہ

جب ہوئی تاسید علام النیوب
شاہ سعد اللہ دی جگہ خوب

ولہ

چون بناشد چه امیر کبیر	غیرت آفتاب عالم تاب
سال تاریخ فیض کرد رقم	چاه مستحکم ست عین صواب

ولہ

کرد چاہے بنا امیر کبیر زیور	بہر آسایش خواص و عام
فیض تاریخ او رقم فرماد	آب این چاہ خوشگوار بکام

ولہ

چون نزد جہان نما برای عالم	فرمود بنا چو شمس الامرا
از فیض گفت سال تاریخش خرد	در چاہ جہان نماست عین دنیا

ولہ

چو شد دستور مستقیم الامارت	بای نظم مہمات ریاست
ہمان سال وزارت فیض مآب بود	وزیر نیک ملت پاک طینت

ولہ

گشت دیوان چو شمس الامرا	از پے نظم امور عالم
فیض تاریخ وزارت بنوشت	باد جاوید وزیر اعظم

ولہ

سال تاریخ ادبی فیض

ولله

ز باواجی گو سایین بندهای فیض — بپا شد خانه معبود الحق
رقم شد با سر ایمان تاریخ — بنا شد خانه معبود الحق

ولله

به قصر خانه نقد علیخان — تولد گشت دلبند جوانمرد
رقم سال ولادت فیض مسعود — سعادت مند فرزند جوانمرد

ولله

[illegible] اعلم عروض چند اولاد — کرد محمود بن حسن انشا

[illegible] الشعرا

فیض تاریخ گفت بی کم و کاست — نام وسائس بایسه

ولله

در حضور ناصر الدوله شه ملک دکن — حکم شد بر میر ادنی خان بی بضاعتان
سائبان تا قص گنبد کنون کامل کنید — بر مزار شاه راجو اولیای الس وجان
حسب فرمان قضا سائبان از پیر عز — سائبان کیسو چو شد تیار در سعد زمان

فیض تاریخ تمام سائبانش هر نگاشت — گشت دیر جناب گنبد بنای سائبان

ولله

شد مرتب رساله رویت — بهر نقص عقیده فاسد

اجل شد [illegible] بود کار ناصر الدوله
بخلد برین بار الحجاب تاریخ فوتش گفت
بخلد برین آمد جنات ناصر الدوله
۱۲۷۳

تاریخ وفات شیخ باجمل

آن قبله محول و لا فیض
سید بنسبت آن جهان شد
تاریخ وفاتش آسمان گفت
فیض زمین فیض نهان شد
۱۲۷۰

ولله

بگان عمر افزون فرخ گردید — بدن دو بیسه نصیحت چو گردید
سال تاریخ ادبی فرخ گردید
گشته مجموع بیست بالکنه
۱۲۷۰

ولہ

این جدول نو طرز کہ در نوع دوم
پیدا از و آغاز و هم انجام جزم است

سالش بپرس از فیض فلک گفت و گفتمش
این جدول و لکن بنگر جام جزم است

ولہ

چون سجع رفت مرد و رکہ
غازی الدین بار نیک خصال

فیض تاریخ ارتحالش گفت
نذر کعبہ مؤذ جان و مال

ولہ

دوستدار سن مجمع صبغة الله خان ایجاب
تا ز جنس اجر پوزر زود من بیداد برد

سال نقصان زر و مالش قلم میمون فیض
نقره و زر و جواهر بر من بیداد برد

ولہ

صبغة الله خان عرب اتفاق روزگار
تو دچه بد مضطر و بی اختیار از جور زد

گفت چون همدست اسباب تو قلم فیض
باز آمد زر بدست همچو از جور زد

ولہ

سحر خلاق فضا آن کرامت الله خان
چو رفت بهر عبادت بخانقاه بقا

فیض گفت سن رحلتش مؤذن غیب
بخوان نمانکه سبحان ربی الا علی

مفیدتر آمدم ذوق سن صباحی بود — مذیدم نامیش در دین حیلے
بحسن سعی مارث صبا آن پل — بناگشته که شکلش نے بگیتی
سخن ہارون نگارم گفت با فیض — پل موسی است باطول تحیلے ۱۲۷۸

وله

رفت سوے عیش گاہ جاودان — میرابراہیم ازین دار محن
فیض تاریخ وفاتش بر نگاشت — رفت ابراہیم ازین دار محن

تاریخ انتخاب مثنوی شریف

منتخب کرد چون جمال الدین — گفتہ مولوے روشن دل
سال تکمیل او رقم زد فیض — مطلب مثنوی روشندل

وله

چون بمثنوی انتخاب نمود — ایفیض جمال دین حق آگاہ
عارفانہ بگو سن تحریر — این مثنوی مطلب باللہ

وله

چشمہ فیض مولوی حیدر — ازلب جام حلم معنے نوش
سن سیلاد او کہ بود چراغ — از سموم فنا شدہ خاموش

تاریخ وفات او فیض

قواب بخلد جاوہ گر شد زاد ادب

وله

رفت ازین دار فنا شاہ فواز الدولہ
کرد در کوے بقا شاہ فواز الدولہ
سال با تیر وفاتش دلم از فیض بگفت
بود با تیر بہشتی شاہ فواز الدولہ

وله

تحفۃ الملک ازین نسخہ — باتوفیق بنت یاکرہ
سال تکمیل فیض بنت نمود — باتوفیق بنت یاکرہ

وله

بتخت سلطنت تا مہر عالم — بتوفیق کہ او فخار بادشاہ است
عنایات یار است ولی انعام

رقم زد فیض تاریخ عنایت — همایون باد بر نوران خاتم جم

وله

دیکھکر تحریر مولانا امیر الدین حسین — سنکر مولود میں بطرز دور مشہور دلیل
معنے پڑھ پڑھکر درود اوسکی لکھی تاریخ یوں — ذکر مولود نبی جایز ہے باللہ الجلیل

وله

رفیع المنزله والامناصب — بنافرمود چون شکوی اجلال
نوشتم فیض تاریخ همایون — سرای عیش قصر صبا اقبال

وله

آن حکیم نامور چون قصد بیت الله ساخت — تا کهان باد اجل مرغ روانش را بسیر
با سرای سکندر فیض تاریخش بگفت — در طریق کعبه ابراهیم ادهم جان سپرد

تاریخ وفات نواب علیخان بهادر

سدهارس جهانبانی او جنت مکان نامور — بندر بهون کو صفدر کے ہاتھ گاہ
کهی تاریخ میں فیض اوسکی — سرے رونق علیخان آه صدآه

وله

مقتدای جهان نهور علے — عالم و حافظ کلام ودود

تاریخ غروب او نوشتم الفیض — شمس افق دکن فرو شد ای ہے — ۱۲۷۹

ولہ

مرد اول نامور دوم بعد ما دختر ش — گر و قصد جستجوی نا گہان در میرجاں
فیض اندر مصرع تاریخ ہر دو ثبت کرد — وای حوالی و مابقی بیعت رفت پاک

ولہ

بہر طاعت افضل الدولہ بہادر دکن — مسجد نو چون بنا فرمود بہ بیدر بہ شان
فیض تاریخ بنایش چشمہ تحریر کرد — خواہ ارباب وحدت کعبۂ حاجات مکان

ولہ

امیر زمن عمدۃ الملک ذی شان — مخلع شد از فضل آن ذو الجلال
بہ فرماں تاریخ عرض کردم — ہمایون بود خلعت بی زوال

تاریخ تیاری رجالی رو صفحہ شریف منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئی

سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

تذکرہ ارباب و ارین رجالی اطہر کے طلا — اندر بنا از شعلہ ید اللہ الحسینی بانیاز
فیض ہم تاریخ بانیاش فرمود اللہ اکبر — باب جنت ہست باب رحمت گہ بندہ نواز

تاریخ وفات باغ بہ حضرت محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نظم فیض

ولہ

چون بحیت رفت از دنیائے دون	آن غلام چار یار با نصیب
رفت از دنیا بحیت آن حبیب	

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد اوس لم یلد ولم یولد کو جسنے ایک کلمہ کن سے دو مصرعہ دارین کو بیت المعمور علم و عمل کا کیا اور درود نامحدود اوس ملاذ قافیہ سنجان کائنات پر کہ ایجاد افراد اجرام علوی و رباعیات عنصری سفلی کی ردیف کے لئے سبب ہوا۔ اور جہان جہان تحیت و سلام اون ارکان بحر الہام داد تا دامنہ القیام پر جنکے میزان عدل سے ناموزونیت کفر و جہل کے شعر خانہ عالم سے برطرف ہو کر موزونیت دین متین کی حاصل ہوئی اور عالم عالم فتوحات غیبی و تائیدات لاریبی قرین روزگار اون مربع نشینان اورنگ مخمس سلطنت کے لئے جنکی تقطیع سیاست سے مثلث جور و ظلم کو انقطاع کلی واصل ہوئی **اما بعد** یہ خوشہ چین

روح اللہ روحہٗ فی الجنان بین اوبحسبکم اولیای تحت قبابی لا یعرفونھم
غیری ۔ کے گوشہ خمول میں تعلیم و ترتیب طالبان ہر علم و ہنر کے
مشغول رہکر بتاریخ ۱۴ رجب المرجب ۱۲۳۳ ہجری نبوی میں اصل رحمت
حق ہوے ۔ **قطعہ تاریخ** وصال شریف از طبعزاد اوستادنا
و مقتدانا حضرت خواجہ جمال الدین صاحب مثنوی خوان مدظلہ العالی والمتعالے

مرشدمن مولوی شمس دین	شہرہ آفاق و شہر استاد فیض
دین ابراہیم را تازہ نمود	سنت عشق خدا بنہاد فیض
شد سرعشاق سال عمر او	ہم ز میلادش بدید ایجاد فیض
گفت مطلب عاشقانہ سال وصل	چونکہ دیدہ رد ے او جاں داد فیض

دیگر

مجکو ہاتف نے کی یہی تعلیم	سال وصل سو حد مطلق
کہیے مطلب سراد سے اب	فیض ہادی ہوا فنافی الحق

مشتہرہا ۔ بہ مقتضاے تقاضاے طالبان صادق و شائقین فایق
کے جناب فیضمآب آینہ کمالات صورت و معنی جامع فیوضات ظاہری
و باطنی جناب خواجہ جمال الدین صاحب مثنوی خوان المتخلص بمطلب اوالم قید قصیدہ

نسخہ ہاے مطبوعات کارخانجات

طبع دیوان

تاریخ طبع دیوان

تاریخ طبع دیوان

تاریخ

نسخہ

سال طبع دیوان

طبع زاد فیض گلزار جہان

تاریخ طبع زاد جناب شاکرت خاضر جی

فیض صاحب کا ہے دیوان
سنے مطلب سے پایا انجام
یہ جی سال طبع کہتے ہے

نالہ خامہ سیاہ پوش حکیم محمود علی متخلص بہ حزیں

جرات فرمائی جناب اوستادی ملاذی حضرت مولوی مولانا حافظ میر شمس الدین محمد
المتخلص فیض رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وصال شریف

پائی وفات فیض نے غم کا لکھوں کیا ثنا — شہر سخن میں کہ گیا شور غل تھا حایجا
تکلا جنازہ فیض کا عالم تمام کہہ اٹھا — رمز مذاق شاعری لطف سخن بہا رہا
ماتم الم سے خلق کا ہائے قدم نہ ہل سکا — کوئی گرا تھا سر کے بل کوئی گریبان چاک تھا
مولوی سب تھے خدمتی آنکھوں سے دیکھا یہ ہوا — خالی پڑا ہے مدرسہ حیرتا واحسرتا
ذکر وفات فیض کو جس نے سنا وہ رو دیا — ملک سخن کا بادشاہ تخت سے اپنے اٹھ گیا
پیغمبر کا معجزہ ہے جو کلام آپ کا — کوئی بشر ہی فیض سا پیدا ہوا نہ ہوگا

غم کی ہوا چلی ہے جس سے ہی دیتے سنکھا
آئی فلک سے یہ صدا ہائے چراغ گل ہوا

تاریخ طبع از حکیم صاحب

کلام فیض کا شائق اب سارا زمانہ ہے — کہ مصرع موج دریا بحر سخن ہونے کا دانہ ہے
فصاحت فیض صاحب کی زبانکو جو مزہ دی ہے — مرے استاد کا ہر شعر مرغ تازیانہ ہے
کئی الفاظ اپنے وقت میں متروک تھے لیکن — سند ہے شاعر فرخ کو اب ہیں زیر زمانہ ہے

صحیح نامہ دیوان

صحیح		غلط	صحیح		غلط	صحیح		غلط	صحیح		غلط
متن						حاشیہ			حاشیہ		
۳	۸	جنناب	جناب								
۶	۸	رکہی	رکھیے	۱۰	تک سے	تک	۲	۶	جبریل	جبرئیل	۳ ۶۷ ۱۵ ای
۱۳	۲	سب	لب	۹۲	۱۲	دقن میں	دقن میں	۵	۱۱	خیال کا	خیال	۴ ۶۵ شل
۱۵	۱۵	کمان	کہان	۹۴	۹	دلبرہ	دلبری	۶	۱۳	۵	کا	۸ ۶۲ خوشامد
۲۴	۶	طوبی	خشت	۹۵	۳	اڑایا	لڑایا	۱۰	۱۱	-	مین	۱۵ ۶۳ خطت
۲۷	۶	اوس	اس	۹۶	۱۰	مرنکا	کہانکا	۱۴		صحن	صحن	۵ ۶۰ ساشل
۲۰	۱۴	اوکو	اوسکو	۹۶	۱۰	باد	بادہ	۱۱	۲	پڑہ	پڑا	۸ ۹۵ ایدہر سے
۲۹	۸	دیکہا	دیکھو	۱۰۲	۱	سچہ	سچہ	۲۴	۱۴	کرتا ہے	ہوتا ہے	۴ ۹۲ بلم
۳۰	۱۵	چہٹا	چھپٹا	۱۰۵	۱۱	گہوس	گہوس	۳۰	۵	ناپیدار	ناپیدا	۴ ۹۲ بلم
۳۱	۱۳	کب ہوا	ہوا کب	۱۰۷	۱۰	لوندتی	کوندتی	۷	۱۵	سیہ	شبہ	سعادت
۳۲	۴	روشنای	آشنای	۱۱۰	۴	گوگل	گوگل	۳۳	۹	نام	کام	۹۸ پہان کہی کا
۳۳	۱۴	قضای	قصای	۱۱۶	۷	شکی	شبکی	۷	۱۴	درد	دور	۱۰ ۵ سراب
۳۴	۳	بانکا	بال	۱۱۵	۷	سنجوکا	مہیبوکا	۳۲	۷	ہوا	تمنے	۸ شہید اب
۳۵	۹	دیکہا	دیکھو	۱۱۰	۱۳	لگہ لیے	لگ لیے	۳۶	۸	سجدہ	سجدہ	۲۰۱ ای تجہ سے
۳۶	۱۲	چڑایا	چہڑایا	۱۲۴	۸	چڑتی ہیں	چڑتی ہیں	۷	۱۰	نہیں	نہیں	۸ گنے ہو
۳۷	۱۴	ساہپو	ساہپو	۱۲۰	۱۳	اہل اللہ	اہل اللہ	۳۷	۷	۵ لکا	کا لکا	۷ اسے
۴۱	۱۰	نہ	تہ	۱۲۶	۸	لعض نقد	لعض نقد	۷	۲	۷	جو دیکہا	۱۰۱ ۵ مری
۴۳	۳	تہین	۰	۱۲۰	۱۳	ہوسان	اوسان	۳۱	۱۴	کیا کیا	کیا کیا کیا	۱۰۸ درسہ
۴۴	۱۱	ہنکا	ہنکا			ہم	ہی	۱۲۳	۳	شیران	شیران	۲ دور
۴۶	۱	رجیت	رسجیت	۱۵	۱۲۷	فیض	فیض جیب	۴۳	۹	نفسہ	نقشہ	۱۱۰ ۹ ہو
۶۴	۲	تشنہ	کشتہ	۲	۱۲۷	ہرحق	برحق	۴۴	۱	چینی ہر ب	چینی آہر ب	۱۲۱ ۱۹ دیکہے
۶۶	۳	تشناجہ	تشناجہ	۱۲	۱۲	جہانوکی	جہانوکی	۴۷	۹	اوسکے	اوسکے	۱۴ ہوتا
۶۷	۵	بود	بودم	۱۳	۱۳	پہرکر	پہرکے	۴۹	۳	زیو	دی وہ	۱۵ گر
۷۲	۳	رچنا	انچنا	۱	۱۲۸	آفتاب	فعات	۵۳	۴	مع	وضع	۱۲۵ ۶ سہری
۷۷	۱۳	لنی	گنی	۱۲	۱۳۵	اوکو	مجکو	۵۵	۱۰	جوئیو اس گے از	جو انکہ کیا ہے	۱۳۰ ۸ لعض نقد
۸۰	۵	دینا	دینار	۱۱	۱۴۳	لیجائے ہو	لیجائے تو ہو	۶۱	۸	نظر	جگر	۱۳۶ ۱۲ افتادہ

چھپا طلب فیض طبع ہوا	ہمرآیا ہمارا مدعا
جبھی نے جو خوش سال کہا	دی ملہم غیب نے یہ ندا
کہ کہتے ہیں سب سے پہ دلان	ہے فیض سخن کا ملان

قطعہ تاریخ طبع زاد غلام محبوبجان صاحب محب

طبع دیوان فیض شد چو بدہر	غنچہ مدعاے ما شگفت
ملہم غیب سال آن ز محب	طبع شد نسخہ نفیس بگفت

دیگر

چھپا شکر حق فیض صاحب کا دیوان	کھل آیا جو دل کا ہر اک مدعا
کہا سال طبع اوسکا ہاتف نے صاحب	ہر مرتب ہوا گنج اسرار حق یاب

دیگر

جب یہ دیوان فیض طبع ہوا	خندہ زن ہو کے غنچہ دل کا کھلا
بلبل طبع یوں کہی تاریخ	محب گلدستہ سخن ہے سجا

قطعہ تاریخ طبع زاد خواجہ جمال الدین صاحب مشتہر مخاطب بہ

مصحح دیوان ہذا

کمال فیض کا اظہار اب ہے	نہ گستاخ یہ جا سے دور ہے

قصیدہ در ثنائے حضرت

صنف

شمس